

**TEXT CUT WITHIN
THE BOOK ONLY**

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_224844

UNIVERSAL
LIBRARY

QUP—43—30-1-71—5,000

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No.

۳۷۸۵۵

Accession No. ۷۷

Author

آل انشا علی محمد

Title

۱۵۵۵۵۵۵۵

This book should be returned on or before the date last marked below.



رپورٹ

اجلاس پنچاہ سالہ جوبلی

آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس علی گڑھ

منعقدہ ۲۶ تا ۲۹ مارچ ۱۹۳۷ء بمقام علی گڑھ

مرتبہ

شاہکار آنریری سکریٹری آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس

بہ تمام محمد تقدی حساس شروانی

شروانی پرنٹنگ پرس علی گڑھ ۱۳۵۷ھ ۱۹۳۸ء

خطباتِ صدارتِ پنجاہ سالہ جوہلی

مارچ ۱۹۳۷ء میں آل انڈیا مسلم یونیورسٹی کانفرنس کی پنجاہ سالہ جوہلی کا جوا جلاس علی گڑھ منعقد ہوا تھا وہ متعدد شعبوں پر تقسیم کر دیا گیا تھا، ہر شعبہ کا مستقل صدر تھا، چنانچہ ان شعبوں میں بارہ خطباتِ صدارت ماہرین فن نے پڑھے، جن کا مجموعہ کانفرنس نے شائع کر دیا ہے، ضخامت مع ٹائٹل ۲۲۰ صفحات۔ قیمت ۸۰

فہرست خطباتِ پنجاہ سالہ جوہلی

- ۱۔ خطبہ صدارت شعبہ معاشیات و اصلاح معاشرت از پروفیسر حاجی محمد اکیس برنی صاحب
- ۲۔ خطبہ صدارت شعبہ تعلیم نسوان از شیخ محمد عبید اللہ صاحب ایڈووکیٹ علی گڑھ
- ۳۔ خطبہ صدارت شعبہ ابتدائی تعلیم مدارس اردو از خاں مختار سید علی نقوی مختار انسپکٹر مدارس اسلامیہ
- ۴۔ خطبہ صدارت شعبہ اعلیٰ تعلیم از جناب عبداللہ یوسف علی صاحب
- ۵۔ خطبہ صدارت اجلاس اول اردو پریس کانفرنس از مولوی بشیر الدین صاحب ایڈیٹر البشیر آباد
- ۶۔ خطبہ صدارت اجلاس دوم ایضاً از منشی دیان رائے نجم صاحب ایڈیٹر سالہ زمانہ کانپور
- ۷۔ خطبہ صدارت شعبہ اسلامی علوم و فنون از مولانا سید سلیمان صاحب وی ناظم دارالمصنفین اعظم گڑھ
- ۸۔ خطبہ صدارت شعبہ مدارس اسلامیہ از مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی
- ۹۔ خطبہ صدارت شعبہ خواندگی و تعلیم بالغان از مولوی سید طفیل احمد صاحب (علیگ)
- ۱۰۔ خطبہ صدارت شعبہ اردو کانفرنس از مولوی عبدالحی صاحب ایڈیٹر محمد نجف ترقی اردو
- ۱۱۔ خطبہ صدارت شعبہ صنعتی تعلیم از خان بہادر لے جی خان بی لے (علیگ)
- ۱۲۔ خطبہ صدارت شعبہ تعلیم ثانوی از ڈاکٹر ذاکر حسین صاحب شیخ الجامعہ دہلی

ملنے کا پتہ

صدر دفتر کانفرنس سلطان جہاں نزل علی گڑھ

فہرست مضامین

مضمون	نمبر صفحہ	مضمون	نمبر صفحہ
تمہید	۱	تعلیمی نمائش کا افتتاح	۲۷
پہلا اجلاس عام	۸	محمدیہ اسمبلی بلڈنگ کا افتتاح	۲۸
خطبہ صدارت جماعت استقبالیہ	۱۰	اجلاس شعبہ تعلیم نسواں	۳۰
۱۔ رزولوشن صنعتی تعلیم	۲۲	اجلاس شعبہ معاشیات	۳۲
۲۔ رزولوشن تغزیت خان بہادر	۲۶	اجلاس شعبہ ابتدائی تعلیم و مدارس اُردو	۳۸
۳۔ رزولوشن تغزیت مولوی نیاز محمد خاں سکرری اسلامیہ	۲۶	اجلاس شعبہ تعلیم اعلیٰ	۴۰
ہائی اسکول سمارن پور		دوسرا اجلاس عام	۴۲
۴۔ رزولوشن تغزیت میان سر	۲۶	اجلاس اُردو پریس کانفرنس	۴۳
فضل حسین		اجلاس شعبہ اسلامی علوم و فنون	۵۰
۵۔ رزولوشن تغزیت خان بہادر	۲۷	اجلاس شعبہ مدارس اسلامیہ	۵۲
شیخ مقبول حسین			

نمبر صفحہ	مضمون	نمبر صفحہ	مضمون
۱۲۸	اجلاس شعبہ تعلیم ثانوی	۶۷	تیسرا اجلاس عام
۱۳۱	چوتھا اجلاس عام	۶۷	رپورٹ آنریری سکریٹری کانفرنس
۱۳۲	رزولوشن متعلق اینگلو	۱۱۷	اجلاس شعبہ ٹیکنیکل تعلیم
	{ عربک کالج دہلی	۱۱۸	اجلاس شعبہ اردو کانفرنس
۱۳۳	جسٹ تقسیم انعامات نمائش	۱۲۲	اجلاس شعبہ تعلیم بالغان و خوارزگی

حصہ دوم رپورٹ اجلاس کانفرنس

۷۱	ادٹ رپورٹ حسابات کانفرنس	۱	مستقل عطیات امراء و فرماں وایان ملک
	خطبہ صدارت نواب	۲	فہرست لائف ممبران کانفرنس
۲۸ تا ۳۸	{ سی عبدالحکیم صدر اجلاس عام	۶۱ تا ۷۱	{ گوشوارہ و فہرست ممبران کانفرنس
	آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس		مختلف صوبجات
	(بطور ضمیمہ)	۶۲ تا ۷۲	{ بیلنس شیٹ بابت
			{ ۱۹۳۶-۳۷ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تہمید

آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس علی گڑھ مسلمانان ہند کی سب سے زیادہ شہرت یافتہ انجمن ہے جو مسلسل پچاس برس سے ”جدید تعلیم“ کی اشاعت و ترقی اور دوسری مفید خدمات میں مصروف ہے، اس تعلیمی انجمن کا آغاز دسمبر ۱۹۳۷ء میں ہوا تھا اس لحاظ سے دسمبر ۱۹۷۳ء میں اس کی عمر پورے پچاس برس کی ہو جاتی ہے، اس بناء پر کانفرنس کے بعض ارکان کو خیال پیدا ہوا کہ پچاس برس پورے ہو جانے پر کانفرنس کی پنجاہ سالہ جوبلی علی گڑھ میں منائی جائے چنانچہ فروری ۱۹۷۳ء میں جب کانفرنس کا سالانہ اجلاس راہ پور میں منعقد ہوا تو خاکسار آنریری سکریٹری کانفرنس نے اپنی ”سالانہ رپورٹ“ میں اس تجویز کی طرف اشارہ کیا جس پر تمام حاضرین نے اظہار مسرت کیا،

اجلاس کے بعد یہ خیال برابر ترقی پذیر رہا یہاں تک کہ مئی ۱۹۷۳ء میں کانفرنس کی مجلس انتظامی نے یہ فیصلہ کر دیا کہ کانفرنس کا آئندہ سالانہ اجلاس بطور پنجاہ سالہ جوبلی خاص علی گڑھ میں جو کانفرنس کا مرکز و مولد ہے منعقد کیا جائے،

کانفرنس کا سالانہ اجلاس عموماً دسمبر میں ہوتا ہے اس لئے دسمبر ۱۹۷۳ء کا آخری ہفتہ اجلاس کے لئے تجویز کیا گیا اور انتظام کے لئے ”جوبلی سب کمیٹی“ کے نام سے ایک مختصر کمیٹی بنائی گئی اس کمیٹی نے اخبارات کے ذریعہ سے تمام ملک میں یہ خبر شتم کر کے ابتدائی انتظامات شروع کر دیے، لیکن کچھ مدت تک کام جاری رکھنے کے بعد یہ اندازہ ہوا کہ الیکشن کی وجہ سے بس نے سارے ملک کی توجہ اپنی طرف مبذول کر لی ہے اور جس کا سلسلہ دسمبر کے بعد بھی جاری رہے گا اجلاس کا اس زمانہ میں کامیاب ہونا قرین فیاس نہیں، اس لئے پنجاہ سالہ جوبلی

۲
کی تاریخیں جڑھا کر ۲۵ تا ۲۹ مارچ ۱۳۳۷ھ مقرر کی گئیں،

چونکہ کانفرنس ایک تعلیمی و اصلاحی انجمن ہے، اور اس کے سالانہ اجلاس میں عموماً ماہرین
”فن تعلیم“ خاصی تعداد میں شریک ہوتے ہیں، جو تعلیم کے مختلف شعبوں کے متعلق کافی تفصیلات
رکھتے ہیں اور عام شرکائے اجلاس کو تعلیم کے ان مخصوص شعبوں سے کوئی خاص ذوق
نہیں ہو سکتا، اس لئے یہ مناسب سمجھا گیا کہ جو ملی کا اجلاس مختلف شعبوں پر تقسیم کر دیا جائے تاکہ
لوگ اپنے اپنے ذوق کے مطابق جس شعبہ میں چاہیں شرکت کریں، چنانچہ کافی غور و بحث کے
بعد اجلاس بارہ شعبوں پر تقسیم کر دیا گیا، جو حسب ذیل ہیں،

۱۔ شعبہ ابتدائی تعلیم و مدارس اردو،

۲۔ شعبہ ثانوی تعلیم،

۳۔ شعبہ اعلیٰ تعلیم،

۴۔ شعبہ تعلیم نسواں،

۵۔ شعبہ مدارس اسلامی،

۶۔ شعبہ لٹریسی و تعلیم بالغان،

۷۔ شعبہ معاشیات و اصلاح معاشرت،

۸۔ شعبہ اردو یا اردو کا نفرنس،

۹۔ اردو پریس کا نفرنس،

۱۰۔ شعبہ تکنیکل تعلیم،

۱۱۔ شعبہ اسلامی علوم و فنون،

۱۲۔ شعبہ تعلیمی نمائش

مندرجہ بالا شعبے تجویز کرنے کے بعد جو ملی سب کمیٹی نے ہر شعبہ کے انتظام کے لئے ایک
”سکرٹری“ اور اس شعبہ کے اجلاس کے لئے ایک ”صدر“ تجویز کیا، صدر کے انتخاب میں جنی لاد کا
یہ لحاظ رکھا گیا کہ جو صاحب جس شعبہ کے صدر قرار پائیں وہ اس شعبہ کے مضمون سے خاص طور پر
یا مناسب رکھتے ہوں،

ذیل میں ہر شعبہ کے صدر اور سکرٹری کے نام پیش کئے جاتے ہیں،

صدر۔ سید اکمل علی صاحب نقوی بی اے انجینئر مدرس اسلامی سوچیت
 سکریٹری۔ سید اسد اللہ صاحب کاظمی سنسٹنٹ ایکٹرافٹ اکوڑ میرٹھ
 صدر۔ ڈاکٹر ذاکر حسین خاں صاحب شیخ الجامعہ (جامعہ ملیہ)
 سکریٹری۔ خواجہ غلام السیدین صاحب پرنسپل ٹریننگ کالج مسلمہ
 یونیورسٹی علی گڑھ

۱۔ شعبہ ابتدائی تعلیم مدارس اردو

۲۔ شعبہ ثانوی تعلیم

صدر۔ جناب عبداللہ یوسف علی صاحب
 سکریٹری۔ پروفیسر محمد حبیب صاحب انکسن
 جوائنٹ سکریٹری۔ عبدالغفور صاحب ایم اے لکچر ٹریننگ کالج
 صدر۔ خان بہادر شیخ عبداللہ صاحب ایڈوکیٹ علی گڑھ
 سکریٹری۔ ڈاکٹر سید حامد حسن صاحب مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

۳۔ شعبہ اعلیٰ تعلیم

۴۔ شعبہ تعلیم نسوان

صدر۔ مولانا حاجی سید حسین احمد صاحب مدنی (دیوبند)
 سکریٹری۔ مولانا حاجی ابوبکر محمد شفیق صاحب ناظم و نیات مسلم یونیورسٹی
 صدر۔ مولوی سید فیصل احمد صاحب (علیگ)

۵۔ شعبہ مدارس اسلامی

۶۔ شعبہ لٹریچر و تعلیم بالغان

سکریٹری۔ سید گل حسین صاحب (ٹریننگ کالج مسلم یونیورسٹی علی گڑھ)
 صدر۔ پروفیسر محمد الیاس برنی صاحب حیدر آباد دکن
 سکریٹری۔ پروفیسر شیخ عطاء اللہ صاحب مسلم یونیورسٹی علی گڑھ
 صدر۔ مولوی عبدالحق صاحب بی اے سکریٹری انجمن ترقی اردو

۷۔ شعبہ معاشیات و صلاح معاشرت

۸۔ شعبہ اردو و اردو کانفرنس

سکریٹری۔ پروفیسر سید احمد صاحب صدیقی ایم اے مسلم یونیورسٹی علی گڑھ
 صدر۔ خان بہادر مولوی بشیر الدین صاحب ایڈیٹر البشیر تاوہ
 منشی دیانربن نعم صاحب بی اے ایڈیٹر سالنامہ و اخبار

۹۔ شعبہ اردو پریس کانفرنس

آراء و۔ کان پور

سکریٹری۔ محمد اکرام اللہ خاں ندوی ایڈیٹر کانفرنس گزٹ علی گڑھ
 مولوی نظام الدین حسین خان خاں ایڈیٹر و لکچرین بدایوں
 صدر۔ ڈاکٹر اے جی خان صاحب پی ڈاکٹر کٹر استور ز دہلی
 سکریٹری۔ ڈاکٹر رفیق احمد صاحب مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

۱۰۔ شعبہ ٹیکنیکل تعلیم

سکرٹری۔ شہید اللہ صاحب دہلوی پرنسٹن یونیورسٹی کے فیسٹیوٹی علی گڑھ

صدر مولانا حاجی سید سلیمان صاحب ندوی

۱۱۔ شعبہ اسلامی علوم و فنون

سکرٹری۔ ڈاکٹر امیر حسن صاحب صدیقی مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

صدر۔ کرنل آر۔ ایس۔ ویر صاحب ڈاکٹر سر شریہ تعلیم صوبہ متحدہ

۱۲۔ شعبہ تعلیمی نمائش

سکرٹری۔ ڈاکٹر عباد الرحمن صاحب مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

اسسٹنٹ سکرٹری۔ سید بہت علی صاحب بی اے

مندرجہ بالا شعبوں سے یہ اندازہ ہو سکتا ہے کہ کانفرنس کی ”پنجاہ سالہ جوبلی“ کا پروگرام کس

قدر و وسیع و ہمہ گیر تھا، اور اس کا اہتمام کس قدر مشکل اور محنت طلب تھا، لیکن کارکنان کانفرنس اور

مختلف شعبوں کے سکرٹریوں نے اس پروگرام کی تکمیل کے لئے محنت اور کوشش کی اور الحمد للہ کہ

وہ اس میں کامیاب ہوئے،

یہ ظاہر ہے کہ ہر شعبہ کا خطبہ صدارت علیحدہ علیحدہ تھا، جو اس شعبہ کے مقصد و مضمون کے

مطابق تھا، لیکن اس کے ساتھ ہی تقریباً ہر شعبہ کے سکرٹری نے دوسرے مختلف ماہرین فن اور ارباب

قلم کو بھی جو اس کے شعبہ کے مضمون سے خاص واقفیت یا ذوق رکھتے تھے اپنے شعبہ میں شرکت کرنے

اور مقالہ پڑھنے کی دعوت دی تھی، اس لئے تقریباً ہر شعبہ کے اجلاس نے ایک خاص علمی حیثیت

اور اہمیت حاصل کر لی تھی،

چونکہ کانفرنس کی ”پنجاہ سالہ جوبلی“ کا یہ موقع مسلمانوں کی تعلیمی ترقی میں ایک یا دو کارآمد موقع

تھا، اور اپنے مفید اور وسیع پروگرام کے لحاظ سے خاص اہمیت رکھتا تھا، اس لئے کارکنان کانفرنس

نے اجلاس جوبلی میں شرکت کے لئے تمام مسلمان ہندو کو دعوت دی تھی اور ہر صوبہ کی کونسل کے ممبروں

تعلیمی کام کرنے والوں، اور تعلیم کاروں کے عمدہ داروں، نیز علمائے گرام اور ارباب صحافت اور

دوسرے فوجی عہدہ دار کو صدر دفتر سے براہ راست خط و پیغام بھیج کر جوبلی کی شرکت کے لئے درخواست

کی تھی تھی۔

خطوط کے علاوہ ”پنجاہ سالہ جوبلی کا خاکہ“ جو ایک رسالہ کی صورت میں تھا، اور جس میں جوبلی

کے مختلف تمام علمی و مذہبی مضامین جمع کر دیئے گئے تھے، پانچ ہزار کی تعداد میں شائع کیا جو ہر صوبہ کے

مسلمانوں اور اخبارات کے ایڈیٹروں کی خدمت میں بھیجا گیا، خاکسار آنریری سکرٹری کانفرنس اور

جوبلی کے دوسرے کارکن ارباب صحافت کی اس پیش قیمت امداد کے ممنون و مشکور گزار ہیں کہ انہوں نے

بوٹی کا خاکہ اور دوسرے سفاین جو اجلاس کے سلسلہ میں ان کی خدمت میں بھیجے گئے بے نائل اور عمدہ طریقہ سے شائع کر کے پبلک کو جوہلی کے مقاصد سے واقف ہونے کا موقع بہم پہنچایا، مختلف شعبوں کے سکریٹریوں نے بھی اپنے اپنے شعبہ کے متعلق مختلف اعلانات، اشاعت کے لئے اخبارات کو بھیجے جو سب اخبارات نے وقت پر شائع کر دئے، جس سے پبلک کو جوہلی کے پروگرام کے متعلق صحیح اور تفصیلی واقفیت حاصل ہوئی، خصوصاً شعبہ اردو پریس کانفرنس سے سب اردو اخبارات نے خاص دلچسپی لی، اور جو اعلانات و مضامین اس شعبہ کے متعلق بھیجے گئے ان کے شائع کرنے کے علاوہ ”اردو پریس کانفرنس“ کی تائیدیں ایڈیٹوریل نوٹ اور مضامین بھی لکھے، براہِ دران وطن کے اردو اخبارات نے بھی اس شعبہ کی تائید کی، اور ان میں سے بعض اصحاب شرکت کے لئے نشرِ صفحہ لائے،

غرض دعوتی خطوط اور اخبارات کے ذریعہ سے ہندوستان سے برہماٹک کانفرنس کی پانچا سالہ جوہلی کی شہرت ہو گئی، اس بنا پر کارکنان کانفرنس نے ممانوں کے قیام و آسائش کا وسیع پیمانہ پر انتظام کیا تاکہ اگر زیادہ سے زیادہ ممان آجائیں تو ان کے متعلق مشکل انتظام موجود ہو اور وہ عین وقت پر کوئی زحمت نہ پیش آئے،

سب ممانوں نے کھانے کا انتظام خواہ وہ مسلمان ہوں یا ہندو، نہایت اطمینان بخش تھا، لیکن یہ انتظام کانفرنس کی طرف سے نہ تھا بلکہ شروانی خاندان اور خاکسار آنریری سکریٹری کی طرف سے تھا، ممانوں کی دعوت کا یہ سلسلہ ۲۴ مایچ سے ۲۵ مایچ تک وسیع پیمانہ پر جاری رہا، کھانے کی تیاری سے لے کر اس کے کھلانے کے وقت تک سب انتظام آنریری سکریٹری کے ذاتی کارپوزوں کے ہاتھ میں تھا، جو تجربہ کار ہونے کے علاوہ شائستہ اور تربیت یافتہ تھے، اس لئے سب کام سکون، اطمینان اور باقاعدگی کے ساتھ اپنے وقت پر ہوتا تھا، کسی قسم کا شور و ہنگامہ یا تاخیر نہ تھی،

ممانوں کے قیام کے لئے کرکٹ لان اور آفتاب ہوٹل کے مابین وسیع و سطح میدان میں ایک شاندار کمپ تجربہ کار اصحاب کی نگرانی میں بنیاد رکھی گئی تھی، جس میں سفید و بلند بالا خیموں کی باقاعدہ سلسلہ قطاریں، خوبصورت روشیں، اور سرسبز درختوں اور شاندار پھانگوں پر بجی کے رنگ برنگ فیشے ایک عجیب و گہکشا اور نظر فریب منظر پیدا کر رہے تھے، وسط میں خوشنما پارک، باقاعدہ چمن بند، بہرہ زار لطیف درج پرور ہوا، اور خوشگوار معتدل موسم اور ماہِ کامل کی ضیاء افشانی نور ہر سار

منظر کو نہایت پرکٹھن دول آویز بنا دیا تھا، اور کیمپ کے باہل متصل "آفتاب ہوس" کی رفیع الشان و خوبصورت عمارت نے اس آبادی کی عظمت اور خوشنالی میں اور اضافہ کر دیا تھا۔
 خیموں کا ایک سلسلہ علمائے کرام، اور ایک سلسلہ اویٹران اخبار کے لئے مخصوص تھا، ایک وسیع شناسیاء جو ضروری فرنیچر سے آراستہ تھا، مجلس منہاجین (سجکٹس کمیٹی) کے اجلاس اور علیہ کانفرنس کے علاوہ مہمانوں کی باہمی ملاقات کے کام میں بھی آتا تھا، شناسیاء کے قریب "وقر معلومات" تھا جس کے کارکن اپنے فرائض میں منہمک اور مہمانوں کو سہولت اور معلومات بہم پہنچانے کے لئے ہر وقت مستعد نظر آتے تھے،

کیمپ کے متصل نمائش گاہ تھا، نمائش میں ہندوستان کے مختلف صوبوں سے نہایت نفیس چیزیں اور زمانہ مصنوعات اور صنعت گری کے نمونے اور ناور اور ناوہ قلمی کتابیں آتی تھیں جو خاص کوشش سے حاصل کی گئی تھیں، خاکسار آنریری سکریٹری نے بھی اپنے کتاب خانہ کی بہت سی قابل و نایاب کتابیں نمائش کے لئے دی تھیں، طبیبہ کا بیچ سلم یونیورسٹی علی گڑھ کی بھی بہت سی قابل و نایاب چیزیں اور جدید آلات و محسوسے جو فن طب اور علمی تشریح سے تعلق رکھتے ہیں نمائش گاہ میں ایک خاص ترتیب سے رکھے گئے تھے، قیمتی سامان پرنس صاحب طبیبہ کا بیچ نے نہایت کیا تھا جن کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے،

کیمپ کے حسن انتظام اور آہستہ پر مہمانوں کے استقبال میں بڑا حصہ سٹی اسکول مسلم یونیورسٹی کے اسکاؤٹ کا تھا، جو ماسٹر سٹیمیر احمد صاحب بی اے جیسے انتظامی تجربہ رکھنے والے کارکن کے زیر نگرانی نہایت باقاعدگی، مسندگی اور ذمہ داری کے ساتھ اپنے فرائض ادا کرتے تھے، کانفرنس کو تقریباً ہر سال اپنے سالانہ اجلاس کے زمانہ میں علی گڑھ کے باہر دوسرے مقامات پر بھی ان نوجوانوں کی خدمات سے مستفیع ہونے کا موقع ملتا ہے، وہ ہمارے مہمانوں کی ضرورتوں اور ان کی ذہنیت سے اس قدر واقف ہو چکے ہیں اس لئے بہت خوش اسلوبی اور سلیقہ سے اپنا فرض ادا کرتے ہیں، غرض ۲۴ مارچ ۱۹۳۷ تک مہمانوں کے قیام و طعام کے متعلق جہہ مندرجہ بالا انتظامات مکمل ہو چکے تھے،

جوبلی کے اجلاس عام کے لئے "اسٹریچی ہال" تجویز کیا گیا تھا جو عند سرسید مرحوم کی یادگار

ہے، اور جس کے ساتھ بہت سی روایات وابستہ ہیں، اور جس میں سرسید کے زمانہ سے اب تک ہزاروں علما ہو چکے ہیں جن میں بعض تاریخی حیثیت رکھتے ہیں، اس کے علاوہ دنیا کے بڑے بڑے فرمانروا، اور شاہیر اسلام اور برگزیدہ ہستیاں اس میں تشریف لاکر مسلمانوں کو اخلاص و محبت کا پیام دے چکی ہیں، کانفرنس کا سب سے پہلا اجلاس بھی اسی ہال میں ہوا تھا جبکہ وہ زیر تعمیر تھا اور اب پچاس برس بعد کانفرنس کی پانچواں سالہ جوبلی بھی اسی ہال میں منائی گئی اس موقع پر یہ تذکرہ غالباً بے محل نہ ہو گا کہ جوبلی کے اجلاس میں ایک مہتمی خواجہ سجاد حسین صاحب بنی اسے (خلف مولانا حالی مرحوم) کی بھی تھی جس نے آیام شباب میں کانفرنس کا پہلا اجلاس بھی اسی ہال میں دیکھا تھا، اور پھر پورے پچاس برس بعد کانفرنس کی جوبلی بھی یہاں دیکھی، اجلاس عام کے علاوہ بعض شعبوں کے اجلاس بھی اسٹریٹجی ہال میں منعقد ہوئے لیکن اکثر شعبوں کے اجلاس شتاق منزل، اور آسمان منزل وغیرہ کالج کی مشہور عمارتوں میں ہوئے، جو بیکے خود بھی اپنی دیرینہ روایات کی بنا پر ایک امتیاز خاص رکھتی ہیں،

غرض کانفرنس کی پانچواں سالہ جوبلی نے علی گڑھ کو ایک حیات تازہ بخشی تھی، ہر طرف ایک چل ہل اور زندگی کے آثار نظر آتے تھے، اور یہاں کے ماحول میں دور و دور از کے ممان یہ محسوس کرتے تھے کہ وہ سفر میں نہیں بلکہ اپنے گھر میں اور اپنے بھائیوں کے حلقہ محبت میں ہیں،

پہلا اجلاس

مقام۔ اسٹریچی ہال۔ مسلم یونیورسٹی
۲۶ مارچ ۱۹۳۳ء روز جمعہ ۹ بجے صبح

پنجاہ سالہ جوہلی کا افتتاحیہ اجلاس ۲۶ مارچ کو تقریباً ۹ بجے ”اسٹریچی ہال“ میں شروع ہوا جو ساوگی اور نفاست کے ساتھ آراستہ کیا گیا تھا، سب سے پہلے مولانا ابوبکر محمد شذیت صاحب ناظم دینیات مسلم یونیورسٹی نے تلاوت قرآن مجید سے اجلاس کا آغاز کیا اس کے بعد عالمگیر نواب بہادر الحاج ڈاکٹر سر محمد مرمل اللہ خاں بہادر کے، سی، آئی، اے، او بی، اے صدر جماعت انتقالیہ نے حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا،

رسم است کہ مالکان تحریر
آزاد کنند بندہ پیر

اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ میری حالت اس مشہور مثل کے مطابق ہے کہ ستر بہتر، مگر اس پر بھی مجھے آزادی نصیب نہیں، اور باوجود ضعف و ناتوانی مجھے اس قسم کے موقعوں پر حاضر ہونا پڑتا ہے، انسان کی حالت یہ ہے کہ کچھ ذریعہ رزق خطاط ہوتا جاتا ہے، پُرانے دوست و عزیز جدا ہوتے جاتے ہیں مگر اس پر بھی وہ برابر بن من مزید، ہل من مزید کہتا رہتا ہے،

افسوس کہیں ضعف بصارت کی وجہ سے اپنا خطبہ صدارت خود نہیں پڑھ سکتا، اللہ تعالیٰ انسان کو ہر چیز ایک اندازہ و مقدار سے عطا کرتا ہے، اگر انسان فضول خرچی سے اس کو قبل از وقت ختم کر دے تو آخر میں وہ اس نعمت سے محروم ہو جاتا ہے،

مشہور شاعر انشاء اللہ حال کی زندہ ولی کا حال آپ نے سنا ہوگا، جن کو ہنسے ہنسنے کے علاوہ کوئی شغل نہ تھا، انھوں نے اس قوت کو اس بے اعتدالی سے استعمال کیا کہ جو حقہ قدرت نے انھیں عطا کیا تھا قبل از وقت ختم کر دیا، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ عمر کا دور آتھرا اس طرح گزرا کہ ایک ٹوٹا پھوٹا حقہ ماسنے رکھا ہے، اور عکین و سرنگوں بیٹھے ہیں، ہنسی خوشی یا زندہ ولی کا نام و نشان نہیں، میرا بھی یہی حال ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے لکھنے پڑھنے کی قوت عطا کی تھی میں نے اس قوت کو اندازہ سے زیادہ خرچ کیا، اور اسراف سے کام لیا، نتیجہ یہ ہے کہ اب نہیں پڑھ سکتا، پہنچا یہ خطبہ صدارت میں خود نہیں پڑھوں گا، کانفرنس کے جوہٹ سکرٹری صاحب نے اس کو پڑھنا منظور فرمایا ہے وہ آپ کو پڑھ کر سنائیں گے، اس کے بعد نواب بہادر نے مختصر الفاظ میں کانفرنس کی ضرورت پر بحث کی اور علی گڑھ تحریک سے اپنے تعلقات کی فداہت کا تذکرہ کیا اور بتایا کہ جب بجائے شاندار عمارتوں کے یہاں محض ایک چبوترہ اور نامکمل درو دیوار تھے اس وقت سے آپ اس تحریک میں شریک ہیں، پھر اس سلسلہ میں آپ نے یہ فرمایا کہ ہمیں چاہئے کہ ان علماء سے مل کر جو یہاں بیٹھے ہوئے ہیں باہم یہ طے کریں کہ قوم کے لئے آئندہ کیا کرنا ہے، آپ نے جو بی کے پروگرام کے متعلق یہ فرمایا کہ وہ نہایت اچھا ہے اور امید ظاہر کی کہ وہ مفید اور نتیجہ خیز ثابت ہوگا، آخر میں آپ نے فرمایا کہ وہ حاضرین کا زیادہ وقت نہیں لینا چاہئے، اس کے بعد آنریری جوائنٹ سکرٹری صاحب کانفرنس سے خطبہ پڑھنے کے لئے ارشاد فرمایا

جب اس تمہیدی ارشاد کے بعد جس کا خلاصہ ہم نے اوپر عرض کیا نواب بہادر اپنی جگہ پر بیٹھ گئے تو پروفیسر عبد المجید ترقیاتی صاحب آنریری جوائنٹ سکرٹری کانفرنس نے نہایت بلند آہنگی سے ممدوح کا مطبوعہ خطبہ پڑھا جس کا ایک ایک لفظ حاضرین کے دل نشین ہوا اور انھوں نے بار بار نعرہ ہائے تحمیل بلند کئے۔

خطبہ صدارت جماعت استقبال

حضرات! میری زندگی میں یہ پہلا موقع نہیں ہے کہ میں علی گڑھ کی سرزمین پر بزرگانِ ملت اور خدامِ وطن کا خیر مقدم کرنے کے لئے یہاں حاضر ہوا ہوں، میں اسی اسٹریچی ہال میں گزشتہ دو موجودہ صدی میں بہت سے جلیل القدر اور ذی رتبہ ہمانوں کے خیر مقدم کی عزت و مسرت حاصل کر چکا ہوں۔

عمر گزری ہے اسی دشت کی سیاہی میں

چنانچہ مسلم یونیورسٹی کی پنجاہ سالہ جوبلی کا جو عظیم الشان اور معرکتہ الآرا جلسہ ہوا تھا اُس موقع بھی عیان ملک و قوم کے خیر مقدم اور خدمت کی عزت مجھے حاصل ہو چکی ہے۔ لیکن آج جب کہ میں آل انڈیا مسلم ایجوکیشن کانفرنس کی ”پنجاہ سالہ جوبلی“ کے مبارک موقع پر بزرگانِ قوم اور برادرانِ ملت کا خیر مقدم کرنے کے لئے حاضر ہوا ہوں تو میرا دل گونا گوں جذبات سے معمور ہے، کیونکہ علی گڑھ کا گزشتہ نصف صدی کا موقع بھری آنکھوں کے سامنے ہے اور میں اس کے دلکش مناظر سے اس قدر مسحور و متاثر ہوں کہ زبان کو ادائے مطالب سے قاصر پاتا ہوں، آج سے پچاس برس پہلے ایسے موقعوں پر جو صورتیں نظر آتی تھیں وہ کچھ اور تھیں اور آج مجلس کا طور کچھ اور ہے، اس لئے مجھے لب کشائی کی جرات نہیں ہوتی،

حضرات! آج کی مجلس دیکھ کر مجھے نہانا یاد آ رہا ہے جب کہ تشریف میں اسی سرزمین پر سرسید مرحوم نے اس عزم و ارادہ کے ساتھ کانفرنس کی بنیاد رکھی تھی کہ وہ اس کے ذریعہ سارے ہندوستان کے مسلمانوں میں علیم جدیدہ کے حاصل کرنے کا ذوق پیدا کریں گے کیونکہ یہ زمانہ تھا جب سرسید کے احباب و مخلصین اور چند زمانہ شناس بزرگوں کے سوا عام مسلمان ان کی تعلیمی تحریک سے بیزار یا ظاہر کرتے تھے، اور انگریزی تعلیم کی ضرورت کا نام اجیاس اب تک ان میں پیدا نہیں ہوا تھا۔ اس لئے ان تعلیم جدیدہ کی اشاعت و ترقی کے لئے آج سے ہر قسم کی مالی و اخلاقی ادا و حاصل کرنا بہت مشکل تھا،

موضع جب کانفرنس کا پہلا اجلاس اسٹریچی ہال کی نائنگل عمارت کانفرنس کا پہلا اجلاس میں ایک شامیانے کے نیچے منعقد ہوا تو اُس میں گنتی کے چند آدمی شریک

تھے، چنانچہ سرسید کے دست راست مولوی محمد سمیع اللہ خاں صاحب سی ایم جی نے پہلا اجلاس کا افتتاح کرتے ہوئے فرمایا:۔

”آج کا جلسہ کچھ بڑا جلد نہیں ہے، مگر کچھ کو قوی امید ہے کہ آئندہ اس پر لوگوں کو بہت توجہ ہوگی اور ہر سال اس جلسہ کو ترقی ہوتی جلتے گی۔“

یہ الفاظ آج سے پچاس برس پہلے اس ہال میں کہے گئے تھے۔ لیکن مجھ کو ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے کل کی بات ہے، پچاس برس گویا چشم زدن میں گزر گئے اور وہ کچھ جو ہمارے سامنے عالم وجود میں آیا اور جس نے ہماری گود میں پرورش پائی آج پچاس برس کی عمر پہنچ چکا ہے اور ہم اس کی طلائی جوبلی منانے کے لیے یہاں جمع ہوئے ہیں، خصوصاً میرے لئے یہ امر کس قدر باعث مسرت ہے کہ اس بچہ کی پنجاہ سالہ جوبلی کی تقریب میں شریک ہونے پر آپ کا خیر مقدم کر رہا ہوں،

حضرات! مولوی محمد سمیع اللہ خاں صاحب نے جو امید اس ہونا رہنے کی ترقی اور نشوونما کے متعلق ظاہر فرمائی تھی وہ خدائے تعالیٰ کے فضل و کرم اور قوم کی مالی و اخلاقی امداد کی بدولت پوری ہو چکی ہے اور آج سارے ہندوستان میں کانفرنس کے نام اور کام کی کافی شہرت ہے۔“

آج سے پچاس برس پہلے جب آپ کی کانفرنس جس کا نام اس وقت ”محمّد ایجوکیشن کانگریس“ تھا دجویں آئی اور اس کا پہلا اجلاس علی گڑھ میں منعقد ہوا تو اس ایک تعلیم یافتہ ممبر نے یہ تجویز اجلاس میں پیش کی:۔

”اس جلسہ کی یہ رائے ہے کہ محمدن ایجوکیشن کانگریس کا ہیڈ کوارٹر علی گڑھ میں قرار

دیا جائے اور اس کے مقاصد کی تائید کے لئے ہر ایک تہذیب و فہم میں کمیٹیاں قائم ہوں“

حرک نے حسب دستور اس تجویز کی تائید میں ایک طویل و مدلل تقریر کی اور اس سلسلہ تقریریں اس علی گڑھ کے متعلق جہاں آپ تشریف لائے ہیں یہ کہا:۔

”میری رائے میں ہیڈ کوارٹر کے لئے یہی جگہ مناسب ہے کہ جہاں ایسے لوگ

موجود ہوں کہ جن کی رائے کو ہر شخص وقت کی نگاہ سے دیکھتا ہے، جنہوں نے

تعلیم کے دقیق مسئلوں پر مدتوں غور کیا ہے اور جن کی راپوں اور جن کے کاموں

اور جن کی ذاتوں پر ملک کو عام طور پر مبھروسا ہے،

ہیڈ کوارٹر کے لئے دوسری شرط یہ بھی ہے کہ ملک کے مرکز پر واقع ہو اور کسی

شخص کو وہاں آنے میں کچھ ایسی زیادہ دقت نہ پڑے، میری رائے میں ان لحاظات سے محمد بن ایچکیشن، کانگرس کا ہیڈ کوآرڈر بنانے کے لئے علی گڑھ سے زیادہ مناسب جگہ کوئی نہیں ہو سکتی، اگر آپ ذرا انکاء تامل سے دیکھیں گے تو معلوم ہو گا کہ دراصل علی گڑھ ہی تمام قومی ترقیوں کا سرچشمہ ہے، قومی ترقیوں کا مزاج و دیرپا اسی سر زمین سے نکلا ہے، یہ فخر علی گڑھ ہی کو حاصل ہے کہ قومی ترقی کی صدا جو تمام ہندوستان میں گونجی اور جس نے ہر فرد بشر کو خواب غفلت سے بیدار کر دیا، یہیں سے پہلے پہل بلند ہوئی۔ یہ فخر علی گڑھ ہی کو حاصل ہے کہ قومی ترقی کا پودا اسی سر زمین پر سرسبز ہوا، یہ فخر علی گڑھ ہی کو حاصل ہے کہ یہاں ایسے لوگ موجود ہیں کہ جو قومی اغراض کو ذاتی اغراض پر ترجیح دیتے ہیں اور جنھوں نے اپنی عمروں کے گراں بہا حصے انھیں باتوں پر غور کرنے اور انھیں مسئلوں کے حل کرنے میں صرف کئے ہیں اور جس کی ذات پر تمام ہندوستان بھروسہ کرتا ہے،

اگر اب اور لحاظات سے غور کیا جاتا ہے تو یہی علی گڑھ اس بات کے لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان کے ہر حصے کے باشندوں نے اپنی اولاد کو یہاں تکمیل معلوم کی غرض سے بھیجنے اور دوسری باتوں سے اس امر کا عملی ثبوت دیا ہے کہ علی گڑھ کو فاصلہ میں دور ہو مگر شخص کے دل سے نزدیک ہو،

علی گڑھ کی مرکزی حیثیت حضرات! آپ نے سنا، یہ خیالات ہیں جو آج سے نصف صدی پہلے کانفرنس کے اولین اجلاس کے موقع پر علی گڑھ کے متعلق ظاہر کئے گئے تھے، اس زمانہ میں علی گڑھ سرسید کی تعلیمی اور اصلاحی تحریک کی سرگرمیوں کا مرکز بن چکا تھا اور ایم لے اوکاٹ کے قیام کو دس برس ہو چکے تھے۔

اسی مختصر مدت میں علی گڑھ نے اسلامی ہند کے ”دماغ“ کی حیثیت حاصل کر لی تھی، حکومت بھی اس کی اہمیت سے باخبر تھی اور یہ سب کچھ سرسید اور ان کے رفقاء کے کار کی زبردست شخصیت کا اثر تھا جن کی سلسل و پیہم جد و جہد نے صاحب فکر اور دردمند مسلمانوں کو اس تحریک پر متوجہ کروا دیا تھا لیکن ابھی سرسید اور ان کے دوستوں کے سامنے کام کا ایک وسیع میدان موجود تھا اور ایک بڑی مہم سر کرنا تھی، یعنی عام مسلمانوں کو اپنا ہم خیال بنانا تھا، جو مذہبی وجوہ سے جدید تعلیم پر متوجہ نہیں تھے، کوئی شبہ نہیں کہ سرسید نے اور سرسید کی وفات کے بعد ان کے رفقاء نے

یہ مہم کانفرنس کے ذریعہ سے سر کی اور علی گڑھ تحریک کا اصلی دور ترقی کا کانفرنس کے وجود میں آنے کے بعد شروع ہوا اور علی گڑھ کی وہ مرکزیت جس کی طرف کانفرنس کے اولین اجلاس منعقدہ مشتملہ میں اشارہ کیا گیا تھا، کانفرنس کے عروج کے بعد مستحکم ہوئی، یہ کانفرنس ہی تھی جس نے ہندوستان کے مختلف صوبوں میں اپنے سفیر بھیج کر اور اپنے سالانہ اجلاس منعقد کر کے علی گڑھ کا نام تمام ملک میں روشن کروایا اور سارے ہندوستان کی نظریں علی گڑھ کی طرف اٹھنے لگیں،

اس میں کچھ شک نہیں کہ سر سید مرحوم نے انٹی ٹیوٹ گورنٹ اور تہذیب الاخلاق کے لئے سے بھی اپنے سیاسی و مذہبی خیالات کی ملک میں اشاعت کی، لیکن یہ حلقہ اشاعت ہمیشہ محدود رہا کیونکہ ان کے اخبار اور سارے کے پڑھنے والے بہت تھوڑے تھے جو زیادہ تر ان کے اجاب اور کچھ تعلیم یافتہ مسلمان تھے، اس زمانہ کی حالت آج کل کی طرح نہ تھی کہ شہر کے لگی کوچوں اور بازاروں میں تازہ روزانہ اخبارات ایک ایک آنے میں فروخت ہوتے ہیں اور ان اخبارات کے ذریعہ سے ہر تحریک تمام ملک میں نہایت سرعت کے ساتھ پھیل جاتی ہے،

کانفرنس کے دائرہ | غرض سر سید کے اخبار اور رسائل کے مقابلہ میں ان کی کانفرنس کا حلقہ عمل کی وسعت | اشاعت خاصہ وسیع تھا، جس شہر میں کانفرنس کا اجلاس ہوتا تھا وہاں ایک چل پھل ہو جاتی تھی اور بہت سے لوگ وزیٹر اور ممبر کی حیثیت سے اجلاس میں شریک ہو سیر اور ان کے رفقاء کی تقریریں سنتے تھے اور انھیں سر سید کی تعلیمی تحریک اور ایم اے او کالج کی خدمات سے واقف ہونے کا موقع ملتا تھا جس سے ان کا رجحان علی گڑھ کی طرف بڑھتا تھا، بلکہ کانفرنس کے ذریعہ سے ہر سال کچھ نئے کام کرنے والے قوم میں پیدا ہو جاتے تھے جو اپنے اپنے مقام پر تعلیمی تحریکوں میں سرگرمی سے حصہ لیتے تھے، وغیرہ سر سید کی ہمہ گیر شخصیت اور ان کی حوصلہ افزائی بھی لوگوں میں ولولہ پیدا کرتی تھی،

مجھے یاد ہے کہ جب کانفرنس وجود میں آئی تو میرے غنفوان شباب کا زمانہ تھا، دل میں حوصلہ اور کام کرنے کی آمینگ تھی، جس کا موقع کانفرنس ہی کے اجلاس کے زمانہ ملا، یعنی جب مشتملہ میں کانفرنس کا اجلاس دوسری مرتبہ علی گڑھ میں منعقد ہوا تو سر سید نے مہمانوں کی خدمت میرے تعلق کی جو خوش دلی و مستعدی سے انجام دی گئی جس پر سر سید نے ازراہ شفقت بزرگانہ رپورٹ میں کلمات تحسین و ستائش سے حوصلہ افزائی کر کے مزید ذوق

خدمت میرے دل میں پیدا کیا،

جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں کانفرنس کا سب سے پہلا اجلاس جو علی گڑھ میں منعقد ہوا اس کے متعلق مولوی محمد سمیع اللہ خاں صاحب نے یہ فرمایا تھا:-
 ”آج کا جلسہ کوئی بڑا جلسہ نہیں ہے“

لیکن جب ۱۸۸۹ء میں دوسری مرتبہ کانفرنس کا اجلاس علی گڑھ میں ہوا تو اس مختصر مدت میں کانفرنس کی ہر دفعہ غزنی اس قدر بڑھ گئی تھی کہ اس اجلاس کے ممبروں کی تعداد ۲۲۰ م بھی جس میں مختلف صوبوں کے ممبر تھے، کیا اس سے یہ اندازہ نہیں ہو سکتا کہ کانفرنس کی طرف ملک کا رجحان کس قدر بڑھ گیا تھا چونکہ گزشتہ نصف صدی سے ایم اے او کالج اور ایجوکیشن کانفرنس سے مستقل تعلق قائم رہا ہے اور اس نے ان اداروں کے انتظام میں مہمل حصہ لیا ہے اور مختلف طریقوں سے یہ خدمات انجام دیتا رہا ہوں اس لئے ایک عینی شاہد اور شریک کار کی حیثیت میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ پچھلے پچاس سال میں کانفرنس نے مسلمانوں میں تعلیم کی اشاعت و ترقی کے لئے مختلف صورتوں میں جو خدمت انجام دی ہے، وہ ہر لحاظ سے قابل تحسین و ستائش ہے۔

قوم کو کانفرنس کی ضرورت اس موقع پر ایک اور بات عرض کروں ابھی بھی یہ کہا جاتا ہے کہ جب کانفرنس جدید تعلیم کی ملک میں کافی اشاعت کر چکی اور لوگوں کے دل میں موجودہ تعلیم کی طرف سے جو تعصبات تھے وہ تقریباً زائل ہو گئے تو اب کانفرنس کو تعلیمی کام کرنے کی کیا ضرورت ہے، اسے کسی دوسری خدمت میں مصروف ہونا چاہئے۔

حضرات! یہ خیال ان لوگوں کا ہے جنہوں نے صورت حال کا پوری توجہ سے معالہ نہیں کیا ہے، سب سے پہلا سوال تو یہ ہے کہ مسلمانوں کو اس ملک اور موجودہ ماحول میں یہ کہ تعلیم کی ضرورت ہے یا نہیں (خواہ طریقہ تعلیم اور طریقہ تعلیم جو کچھ بھی ہو) اگر تعلیم حاصل کرنے کی ضرورت نہیں تو پھر بے شبہ کانفرنس کی بھی ضرورت نہیں، لیکن اگر ایسا نہیں ہے اور مسلمانوں کے لئے تعلیم حاصل کرنا ضروری ہے تو پھر کانفرنس کی ضرورت سے کیسے انکار ہو سکتا ہے؟ اگر پہلی کانفرنس کی اس نے ضرورت تھی کہ مسلمانوں کو تعلیم حاصل کرنے کی ترغیب دے اور جدید تعلیم کے برخلاف ان کے تعصبات کو دور کرے، تو آج اس لئے ضرورت ہے کہ تعلیم حاصل کرنے میں مسلمانوں کو جو مشکلات درپیش ہیں اور جو دشواریاں سنگ گراں کی طرح راہ میں حال ہیں انہیں دور کرے جو لوگ تعلیمی کام کر رہے ہیں وہ ان مشکلات سے بخوبی واقف ہیں جو اس وقت مسلمانوں کی تعلیم

میں مانع ہیں، ایک تعلیم پر منحصر نہیں، بلکہ زندگی کے ہر شعبہ میں آج کل مقابلہ کو پیش جاری ہے اور اب کسی قوم کے لئے آسانی سے آگے بڑھنا ممکن نہیں ہے، ان حالات کے لحاظ سے مسلمانوں کو بھی ہر قومی مقصد کی تکمیل کے لئے منظم و مضبوط جماعتوں کی ضرورت ہے جو موجودہ زمانہ کے اصول کار کے مطابق اپنی قومی ترقی کے لئے مسلسل جدوجہد کرتی رہیں، گویا جس طرح مسلمانوں کو ایک ایجوکیشنل کانفرنس کی ضرورت ہے اسی طرح ایک پولیٹیکل کانفرنس یا مسلم لیگ کی بھی ضرورت ہے جو سیاسی کام کرے خواہ اس کا نام کچھ بھی ہو اسی طرح موجودہ حالات کے لحاظ سے ایک ایسی جماعت کی بھی ضرورت ہے جو قوم کی اقتصادی و مالی اصلاح کے لئے مختلف تدابیر عمل میں لائے اور تعلیم یافتہ نوجوانوں میں تجارتی و کاروباری زندگی کا ذوق پیدا کرے،

میرا مقصد یہ ہے کہ موجودہ دور میں ہر قوم کو جو ترقی کرنا چاہتی ہے منظم و باضابطہ اداروں کی ضرورت ہے جو قوم میں زندگی اور بیداری پیدا کریں اور اس کے حقوق حاصل کرنے کے لئے وہ ہم جمہوریت کو اپنائیں، آپ موجودہ زمانہ میں رہ کر ان اداروں سے بے نیاز نہیں ہو سکتے، اگر آپ کو واقعی طور پر عزت و اطمینان کے ساتھ زندہ رہنے کی خواہش ہے تو وہ سب کچھ کرنا پڑیگا جو دوسرے کرتے ہیں، بلکہ اپنی حالت زبوں کے اعتبار سے دوسروں سے بہت زیادہ کرنا پڑے گا، اگر آپ ایسا نہ کریں گے تو دوسری قوموں کے دوش بوش نہیں چلیں گے، گزشتہ نصف صدی میں اگر آپ نے تعلیم میں کسی قدر ترقی کی ہے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اب کسی جدوجہد کی ضرورت نہیں، ابھی آپ کے سامنے کام کے لئے ایک وسیع میدان موجود ہے اور صرف تعلیم ہی کے سلسلہ میں بہت کچھ کرنا باقی ہے، جو کام آپ کے سامنے ہے وہ آپ انفرادی طور پر انجام نہیں دے سکتے اس لئے اجتماعی جدوجہد کی ضرورت ہمیشہ باقی رہے گی،

کانفرنس کی حضرات! میں نے کانفرنس کے سالانہ اجلاس منعقدہ میرٹھ کے خطبہ صدارت میں یہ عرض کیا تھا کہ کانفرنس میرے سامنے پیدا ہوئی، بیٹی، پرورش گونا گوں خدا

رہے ہیں۔

تس و اقصیت اور قریب ترین تعلق کی بنا پر میں نے یہ بتایا تھا کہ کانفرنس نے ہندوستان میں اب تک تعلیم کی تبلیغ و اشاعت کی ہے، اس کی تحریک سے جا بجا اسلامی تعلیم کا

اور بورڈنگ ہاؤس قائم ہوئے ہیں اس نے مسلم یونیورسٹی کے قائم کرنے میں نہایت زبردست نمایاں اور غیر معمولی حصہ لیا ہے، یونیورسٹی کی باقاعدہ تحریک سب سے پہلے اسی کے پلیٹ فارم پر کی گئی اور جب اس تحریک نے کچھ ترقی کی تو کانفرنس نے اپنے دفتر کے سارے عہدے اور سزرا کی خدمات یونیورسٹی کے لئے وقف کر دیں،

اس کے علاوہ مختلف مضامین کے ہزاروں پمفلٹ اس تحریک کی تائید و حمایت میں چھاپ کر تمام ہندوستان میں پھیلا دیئے، کانفرنس نے ایک لاکھ سے زیادہ روپیہ وظائف میں خرچ کیا۔ چنانچہ آج ملک میں سینکڑوں شخص ایسے موجود ہیں جنہوں نے کانفرنس کی مالی اعانت سے تعلیم حاصل کی اور اب برسرِ کار ہیں اور فکرِ معاش سے فارغ البال۔

حضرات! جیسا کہ آپ میں سے اکثر اصحاب واقف ہیں کانفرنس آج بھی اپنے دُشمن سے غافل نہیں اب بھی طلبہ کو تعلیم کی تکمیل کے لئے ہزاروں روپیہ سالانہ کے وظائف لئے جاتے ہیں اور جب ضرورت و گنجائش کم استطاعت طلبہ کی کتابوں سے بھی مدد کی جاتی ہے، ایک خاص بات یہ ہے کہ یہ وظائف بلا قید صوبہ ہر ضرورت مند طالب علم کو خواہ وہ کسی اسلامی فرقہ سے تعلق رکھتا ہو دئے جاتے ہیں، وظائف کے علاوہ کانفرنس مختلف مکاتیب و مدارس کی مالی امداد بھی کرتی ہے، کیونکہ مکاتیب و مدارس ہی اشاعتِ تعلیم کا وسیع ہیں، وظائف کے تذکرہ کے سلسلہ میں یہ ظاہر کر دینا مناسب ہو گا کہ کانفرنس اب عام تعلیم کے لئے وظائف نہیں دیتی بلکہ صرف تعلیمی ٹریننگ اور پیشوں کی تعلیم کے لئے دیتی ہے، میرے نزدیک وظائف کی تخصیص بہت مناسب ہے، عام تعلیم کے جو نتائج ہیں وہ اب ہمارے سامنے ہیں، اسی حالت میں یہ ضروری ہے کہ طلبہ کو وظائف کی ترغیب دے کر کسی ہنر اور پیشہ کی تعلیم کے لئے آمادہ کیا جائے تاکہ انہیں حصولِ معاش میں سہولت ہو۔

طلبہ کو وظائف دینے اور مکاتیب کی امداد کرنے کے علاوہ کانفرنس علمی و ادبی خدمت بھی کرتی ہے، چنانچہ اس نے گزشتہ چند سال میں بہت سی نہایت مفید علمی، تاریخی اور تعلیمی کتابیں شائع کر کے ہماری زبان کے علمی و ادبی ذخیرہ میں مفید اضافہ کیا ہے۔ اسی سلسلہ میں کانفرنس کا آرگن ہفتہ وار کانفرنس گزٹ بھی لائقِ ذکر ہے جس کو میں روز ازل سے برابر مطالعہ کرتا ہوں، یہ تعلیمی و اصلاحی اخبار اپنے نہایت مفید و تجیدہ مضامین اور اصابت رائے کی بنا پر مختلف مشاہیر ملک اور اربابِ قلم کی تحمیل و ستائش حاصل کر چکا ہے۔ مجھے امید ہے کہ مسلمان

کافنس گزٹ کی سرپرستی فرما کر کارکنان کافنس کی حوصلہ افزائی فرمائیں گے اور اپنی علم دوستی کا ثبوت دیں گے۔

نعمتی نصب العین پر | **حضرات**! جب مشہور عیس سرسید نے کافنس کی بنیاد رکھی تھی اس وقت مسلمان عام تعلیم میں بہت پیچھے تھے۔ اس لئے انھیں ترجیح نظر ثانی کی ضرورت کرنے کی ضرورت تھی۔ لیکن اب حالات بدل گئے ہیں موجودہ صورت

یہ ہے کہ تعلیم یافتہ قوم جو وہیں لیکن سلسلہ کار دوبارہ ناپید ہمارا فرض ہے کہ اس شکل کو حل کریں، آج سے پچاس برس پہلے جب اس سرزمین پر کافنس کا سب سے پہلا اجلاس ہوا تھا تو سرسید نے مشاعرہ صریح الفاظ میں فرمایا تھا کہ مسلمانوں کو اس وقت صرف ”ہائی ایجوکیشن“ کی ضرورت ہے، مسلمانوں نے سرسید کا یہ نصب العین پسند کیا اور حسب استطاعت دو سال اس پر عمل کرنے کی کوشش کرتے رہے، اب پچاس برس بعد آج آپ یہاں پھر جمع ہوئے ہیں، سوال یہ ہے کہ اس اجتماع سے کیا مقصد ہے؟ میں ابھی عرض کر چکا ہوں کہ سرسید نے مسلمانوں کی تعلیم کا ایک مقصد قرار دیا تھا جس پر مسلمان اب تک عمل کرتے رہے اور کافنس بھی اسی مقصد کے ماتحت نعمتی خدمت انجام دیتی رہی، لیکن اب حالات بالکل بدل گئے ہیں اس لئے میرے نزدیک اس موقع پر ہمارے اجتماع کا یہ مقصد ہونا چاہیے کہ ماضی پر تبصرہ کریں، اور مستقبل کے لئے ایک شاہراہ عمل معین کریں، یعنی یہ چاہیں کہ اب تک جس مقصد و نصب العین کے ماتحت ہم کام کرتے رہے اس میں کیا خامیاں تھیں اور بحالت موجودہ اس میں کس قسم کی اصلاح و تبدیلی کی ضرورت ہے، اس کے بعد اس سلسلہ پر غور کریں کہ بلحاظ مقتضائے وقت آئندہ ہمیں کیا طریقہ اختیار کرنا چاہئے،

مختلف صوبوں کے ماہرین تعلیم اور قوم کے ارباب حل و عقد اور صاحب تدبیر بزرگ بار بار جمع نہیں ہوتے، اس وقت حسن اتفاق سے یہ موقع ہمیں حاصل ہو گیا ہے لہذا جس سرزمین سرسید نے آج سے ساٹھ برس پہلے اپنا تعلیمی پیام مسلمانوں کو پہنچایا تھا آج اسی سرزمین پر ہم اپنی قوم کے تعلیمی مستقبل کا سنگ بنیاد رکھنا چاہئے،

دوستو! اور غرض روا یہ علمی گڑھ ہمارے تعلیمی رہنما کی تعلیمی و سیاسی جدوجہد کا مرکز، اور ان کا مدفن ہے، اور سرسید مرحوم یہاں سے چند قدم کے فاصلہ پر اپنے مرتقدین آرام فرما رہے ہیں، آج آپ کے اجلاس جو بی نے میرے سامنے عہد ماضی کا مرتع پیش کر دیا ہے، میں اس مرتع میں سرسید کو دیکھ رہا ہوں، اور ایسا محسوس کرتا ہوں کہ انھیں یہ انتظار ہے کہ ان کی قوم اپنے مستقبل کیلئے

کی فیصلہ کرتی ہے۔

سرسید کا اعلیٰ نصب العین | دوستو! سرسید ایک بلند حوصلہ اور اولوالعزم انسان تھے، اور وہ اپنی قوم کو غربت کی سب سے اونچی جوئی پر دیکھنا چاہتے تھے، جب سفر پنجاب کے موقع پر نوجوانوں نے ان کے سامنے ایٹریس پیش کیا تو آپ جانتے ہیں کہ سرسید نے اس کا کیا جواب دیا، انھوں نے فرمایا:-

”اے میرے عزیزو! میری یہ آرزو ہے کہ میں اپنی قوم کے بچوں کو آسمان کے تاروں سے اونچا اور سورج کی طرح چمکتا دیکھوں، اُن کی روشنی اس نیلے نیلے گند کے اندر ایسی پھیلے کہ سورج اور چاند اور ستارے سب مَس کے آگے ماند ہو جائیں خدا سے امید ہے کہ ایسا ہی ہوگا! خدا ایسا ہی کر! خدا ایسا ہی کر! آمین“

یہ انداز خاص اور مختصر لفظ، سرسید کے اُس سوز و گداز کو ظاہر کرتے ہیں جس سے وہ جل رہے تھے، اور جس نے ان کے سینہ کو آتش کدہ بنا دیا تھا۔

اے حضرات! آپ نے سُن لیا کہ سرسید کیا چاہتے تھے، اور وہ اپنی قوم کے مستقبل کے منتقل کس قدر خوشگوار امیدیں رکھتے تھے، اب یہ آپ کا کام ہے کہ سرسید کی توقعات پوری کریں، اور اپنی قوم کی ترقی کے لئے ایک ایسا پروگرام بنائیں جو تمام قومی ضرورتوں پر حاوی ہو، اور قوم میں ایک نازہ جوش اور حرکت پیدا کر دے، میں نے آج سے تین برس پہلے مارچ ۱۹۳۱ء میں میرٹھ کے خطبہ صدارت میں یہ عرض کیا تھا کہ

”گزشتہ پچاس برس سے تغیر و انقلاب کا زبردست سلسلہ دنیا میں جاری

جس نے انسانی خیالات و افکار، عادات و طرز معاشرت، تہذیب و اعمال پر

زبردست اثر ڈالا ہے اس لئے ضرورت ہے کہ ہم حالات حاضرہ کی روشنی میں

اپنے تعلیمی پروگرام پر نظر کر کے از سر نو ایک شاہراہ عمل متعین کریں“

حضرات! آج بھی میری یہی رائے ہے کہ اگر زمانہ ہمارا ساتھ نہیں دیتا تو ہمیں زمانہ کا ساتھ دینا چاہئے، ”در مع الہ صبر کبھت فاما ام“ اب انتظار کا وقت نہیں ہے، زمانہ تیز رفتاری سے آگے بڑھ رہا ہے، ہمیں اُس کے دوش پر دوش چلنا چاہئے، یہ خطاب میں ایک ایسے مجمع سے کرنا ہوا جس میں ہندوستان کے بہترین افراد اور قوم کے برگزیدہ و منتخب اصحاب موجود ہیں جو بجا طور پر اس کی اہلیت رکھتے ہیں کہ اپنی قوم کے لئے ایک ”نصب العین“ متعین کریں، اور قوم کا یہ

رض سے کہ اس نصب العین کے حاصل کرنے کے لئے بیک وقت سارے ہندوستان میں چڑ
جہد شروع کر دے، اگر یہ کام آج نہ ہوا تو زمانہ دراز تک نہ ہو سکے گا۔

جس طرح ایک شخص کی زندگی میں کامیابی کے صرف چند لمحے ایسے آتے ہیں جو کبھی کی
طرح اُس کے سامنے سے گزر جاتے ہیں، اگر وہ چاہے تو اُن کی روشنی سے کام لے کر اپنی
زندگی کا رخ بدل سکتا ہے، اسی طرح قوموں کی زندگی میں بھی کچھ گھڑیاں ایسی کچھ موقعے
ایسے پیش آتے ہیں جن میں ان کی زندگی کا راز پنہاں ہوتا ہے، جو قوم وقت اور موقع کو
پہچانتی ہے وہ ان مبارک گھڑیوں سے فائدہ اٹھا کر آگے بڑھ جاتی ہے، کاش ہماری
قوم بھی ان قیمتی لمحوں کو پہچان لے، اور اس نازک زمانہ میں جب کہ دنیا کی تمام قوموں میں
ایک اہل برہما ہے اپنی جگہ حاصل کرنے کے لئے تیز گامی سے کام لے کر آگے بڑھے، کم جانا ہے
کرسمان اب غفلت سے بیدار ہو گئے ہیں، اور قسمت آزمائی کے لئے تیار ہیں، بے شبہ یہ ایک صہ
تک صحیح ہے کہ وہ بیدار ہو گئے ہیں لیکن ابھی ان کی خار آلود نگاہیں کسی مستندی و جستی کا پتہ
نہیں دیتی، اس لئے اگر میں ان سے یہ کہوں تو کچھ بھانہ ہو گا:-

کہ ہنوز چشم مست اثرِ خمار وارو

حضرات! آپ ایک ایسے دور میں علی گڑھ نشر لائے
علی گڑھ کا موجودہ دور

جب یہاں کی نامور ہستیاں دنیا سے رخصت ہو گئیں، اب نہ
سرسید کی بادقار ہستی ہے جو درد انگیز الفاظ میں قوم کا مرثیہ آپ کو سناتی تھی، نہ نواب
محسن الملک جیسا جاوید بیان خطیب ہے جو اپنی سحر بیانی سے دلوں کو تسخیر کرتا تھا، نہ نواب
وقار الملک سا بادقار اور زبردست اصول کا انسان موجود ہے جو اپنے استقلال اور
اپنی شخصیت سے دلوں کو مرعوب کر دیتا تھا، اب نہ حالی کی شیوا بیانی ہے نہ فاضل کی لڑائی
نہ سرسید کے دوسرے رفقاء کار ہیں جو پردانہ کی طرح اُس شمع انجمن کے چاروں طرف پھرتے
تھے، یوں تو ہمارا ملک آج بھی لیڈروں اور رہبروں سے خالی نہیں، لیکن اخلاص و آزادی
سے کام کرنے والے اور قوم کو صحیح راہ عمل بتانے والے تھوڑے ہی کیونکہ رع

ہر مونس کے نہ اند جام و سداں باہن

لیکن یہ داستان بڑی طویل و کماں تک عرض کی جائے بات میں بات نکلتی آتی ہر رع

شب آخر گزشتہ و افسانہ از افسانہ می فیروز

لیکن اے حضرات چند روز بعد آپ کو اس ”داستانِ عید گل“ کا سامنے والا بھی کوئی نہ ہے آج تو ”فرل آشفہ سر“ موجود ہے، لیکن اس کی بھی یہ حالت ہے کہ ع ایک شمع رہ گئی تھی سوہ بھی خاموش ہے
 بہر حال پُرانی بساط اُلٹ گئی، اب نئی بساط ہو گئی، نئے کام کرنے والے اور نئے ناشائی دنیا کا کارخانہ اسی طرح چلتا ہے اور چلتا رہے گا۔

گماں میر کہ تو مُردی جہاں شود خالی
 ہزار شمع بکشتند و انجمن باقیست

غرض غانی انسان اس دنیا میں آکر اور اپنے نیک و بد اعمال انجام دے کر چلا جاتا ہے، مگر ان اعمال کے نتائج و آثار دنیا میں باقی رہتے ہیں، اسی طرح علی گڑھ کے نامور کارکن یعنی سرسید، مولوی محمد مسیح، آغا خان، محمد علی، وفار الملک، نواب محمد اسحق خاں، سید محمد علی، ہمارا چہ محبوب و آباؤ اور صاحبزادہ آفتاب احمد خاں رحمۃ اللہ علیہم جمعین اپنے اپنے وقت پر خدمت کرتے دنیا سے رخصت ہو گئے، مگر ان کے حسن عمل اور جدوجہد کے نتائج آپ کے سامنے ہیں اور علی گڑھ کا یہ سارا شاندار کارخانہ ان ہی نامور ہستیوں کی محنت و کوشش کا نتیجہ ہے،

مجھے امید ہے کہ قومی ترقی کے لئے جدوجہد کا یہ سلسلہ آئندہ بھی جاری رہے گا، انجامد سارہ جوٹی ہمارے نوجوانوں میں ایک تازہ روح بھونک دے گی، اور نئے کارکن میدانِ عمل میں آئیں گے جو نہ صرف علی گڑھ کے موجودہ کاروبار کو قائم رکھیں گی بلکہ اس کو مزید وسعت دیں گے اس سلسلہ میں مجھے دو لفظ اور عرض کرنے کی اجازت دیجئے کہ کانفرنس کے نامور اور قوم کی ایک مقتدر ہستی صاحبزادہ آفتاب احمد خاں مرحوم نے جو خدمات کانفرنس کی کی ہیں قوم ان کی کما حقہ شکر گزاری کسی طرح ادائیہ کر سکتی، کانفرنس کی تاریخ میں ان کا عمدہ سرکاری شپ سنہری حرفوں سے لکھا جائے گا۔ خدا تعالیٰ جل شانہ ان کو اعلیٰ علیین میں مقام عطا فرمائے۔
 کانفرنس کے موجودہ سرکاری مولوی حاجی محمد حبیب الرحمن خاں صاحب الملقب نواب صدیقار جنگ اور ان کے تمام رفقاء کار سابق و حال بالخصوص مولانا طفیل احمد صاحب صاحب اور خاں صاحب میر ولایت حسین صاحب نے کانفرنس کی جو خدمات کی ہیں اور کر رہے ہیں اس کو اخلاقی گناہ سمجھوں گا اگر میں اس کا تذکرہ اس موقع پر نہ کروں اور آپ صاحبان سے ان کے حسن عمل کی داوۂ چاہوں بقتضائے ”من لم یشکر الناس“

لہدیشکر اللہ

اعتماد و دعا | حضرات! اب آپ اجلاس جوہلی کے معزز صدر اور اپنے محترم بھائی کا خطیہ صدارت سننے کے لئے مضطرب ہوں گے جو اپنے لطف و مہربانی سے دور و دراز سفر کی زحمت کو ارا فرما کر یہاں تشریف لائے ہیں اس لئے میں آپ کا زیادہ وقت نہ لوں گا البتہ اس قدر ضرور عرض کروں گا کہ اگر ہمدی کوتاہی اور غفلت سے آپ کو یہاں کے قیام میں کوئی تکلیف یا زحمت پیش آئے تو اپنی عالیٰ حوصلگی سے درگزر فرمیں کیونکہ علیٰ گڑھ آپ سب بھائیوں کا گھر ہے اور آپ سب یہاں خدمت کے عہدہ کے ساتھ تشریف لائے ہیں اگر اپنے گھر میں کوئی تکلیف پہنچے تو کسی سے اس کا شکوہ نہیں کیا جاتا۔

اب میں آپ سے رخصت ہوتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ عزوجل آپ کے پنجہ سالہ جن جوہلی کو ہمہ وجہ کامیاب کرے، ہم سب ناچیز بندوں کو خواہ وہ مہمان ہوں یا میزبان ملک و ملت کی خدمت کی بیش از بیش توفیق عطا فرمائے، آمین

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

خطبہ ختم ہونے کے بعد آئری سکریٹری کانفرنس نے مختصر و مؤثر الفاظ میں اس اجلاس کی صدارت کے لئے تحریک کرتے ہوئے عرض کیا کہ میں اجلاس جوہلی کی صدارت کے واسطے نواب سی عہد الحکیم صاحب کا نام پیش کرنا چاہتا ہوں جو یہاں آپ کے سامنے تشریف رکھتے ہیں، آپ کا باوجود ضعف و کمزوری کے زحمت سفر کو ارا فرما کر یہاں تشریف لانا ہی ایک بڑی خدمت، لیکن آپ کے انتخاب کی وجہ اس سے اعلیٰ ہے ۱۹۷۱ء میں کانفرنس کا جو اجلاس مدراس میں ہوا اس میں آپ کا خاص حصہ تھا اس کے بعد ۱۹۷۲ء میں دوسری دفعہ کانفرنس کا سالانہ اجلاس مدراس میں ہوا، یہ میری خوش قسمتی ہے کہ میں نے اس اجلاس کو آنکھ سے دیکھا اور میں ایک ”شاہد عینی“ کی حیثیت سے کہہ سکتا ہوں کہ آپ اس اجلاس کے روح رواں تھے، اور اس وقت بھی آپ میں وہی قوت عمل اور جوش موجود تھا جو ۲۵ برس پہلے تھا، ایک خاص بات یہ ہے کہ ۲۵ برس پہلے کے اجلاس میں جو تہجد و نماز مسلمانوں کی تعلیمی ترقی کے متعلق مدراس میں منظور ہوئی تھیں ان پر عمل کرنے کی کوشش کی گئی، اور اس کوشش میں بڑا حصہ نواب سی عہد الحکیم صاحب کا ہے جو ہمیشہ اپنے صوبہ کی تعلیمی ترقی کے لئے کوشش کرتے رہے

ان حالات کے لحاظ سے ہر شخص یہ تصور کر سکتا ہے کہ اس جوہلی کے موقع پر کانفرنس کے اجلاس کی صدارت کے لئے آپ کس قدر موزوں ہیں اس لئے میں نواب سی عبدالحکیم صاحب کے لئے صدارت کی تحریک کرتا ہوں،

خاکسار آئیری سکرٹری کی تحریک کے بعد ڈاکٹر ضیاء الدین احمد صاحب دس چار مسلم یونیورسٹیوں نے فرمایا کہ میں اس تحریک کی جو نواب صدر یار جنگ بہادر نے کی تائید کرتا ہوں، نواب سی عبدالحکیم صاحب مدت سے مسلمانوں کی تعلیمی امداد کر رہے ہیں، اور فاضل عام کے کاموں میں مصروف ہیں چنانچہ آپ نے ایک عظیم الشان مسافر خانہ بھی مدراس میں تعمیر کرایا ہے اور وقت تک آپ کو لاکھ روپیہ مسلمانوں کی بھلائی کے کاموں میں خرچ کر چکے ہیں اس کے علاوہ آپ نے ہندوستان کے بعض بڑے بڑے خاندانوں کی خانگی طور پر مالی امداد کی ہے، اس لئے یہ ضروری تھا کہ ہم مسلمانان ہندوستان کسی طریقہ سے آپ کی خدمات کا اعتراف کریں، نواب سی عبدالحکیم صاحب ایک کامیاب تاجر ہیں اور جیمہ آف کامرس کے پریسیڈنٹ رہ چکے ہیں، اور خاص کاروباری تجربہ رکھتے ہیں، آپ نے جب کسی کارخانہ کو یہ دیکھا کہ وہ تباہ ہو رہا ہے تو اپنے ہاتھیں لیا اور اس کو تباہ ہونے سے بچایا، ایک مرتبہ مجھے ایک کامیاب تاجر سے گفتگو کا موقع ملا تو میں نے ان سے دریافت کیا کہ وہ اتنا بڑا کاروبار کس طرح چلاتے ہیں اور کس طرح کام کرنے والوں کی نگرانی کرتے ہیں، انھوں نے جواب دیا کہ مجھے انسانوں کے کیرکٹر کے متعلق اس قدر تجربہ ہے کہ جب کوئی شخص میرے سامنے ۲۰ قدم چلتا ہے تو مجھے معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ کس کیرکٹر کا آدمی ہے، اس قابلیت کا بہت بڑا نمونہ ہمارے پریسیڈنٹ صاحب بھی ہیں جو آپ کے سامنے موجود ہیں، اس کے بعد ڈاکٹر صاحب نے سلسلہ تقریریں یہ فرمایا کہ میں اپنی جگہ پر بیٹھنے سے پہلے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ کانفرنس کا سب سے پہلا نصب العین یہ تھا کہ مسلمانوں کو جگائے اور یہ سمجھائے کہ وہ تعلیم حاصل کریں، یہ کام کانفرنس نے شروع سے ۱۸۹۹ء تک مسلسل انجام دیا، اس کے بعد لاہور کی کانفرنس نے جو ۱۸۹۹ء میں ہوئی اس کام کا بیڑا اٹھایا کہ وہ مسلم یونیورسٹی بنا کر رہے گی، چنانچہ یہ کانفرنس ہی کی کوشش تھی کہ مسلم یونیورسٹی قائم ہوگی جو آپ کے سامنے موجود ہے، اسی طرح ایک نفرس اگر ٹیکنیکل تعلیم کے کام کو اپنے ہاتھ میں لیکر دوبارہ اُٹھے تو وہ نہایت مفید کام کرے گی،

ڈاکٹر صاحب کی تائید کے بعد مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیتہ العلماء دہلی نے تائید

مزید کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ کی کانفرنس کے ہونے والے صدر نواب سی عبد الحکیم صاحب کے تعلق ابھی مغرز محرک یہ مؤید نے جو کچھ بیان کیا وہ کافی ہے، جہاں تک مطلب کی بات ہے وہ پوری ہو گئی، لیکن ہونے والے صدر کی شخصیت داعی ہے کہ ابھی کچھ اور عرض کیا جائے، کانٹن صدر صاحب اس وقت یہاں موجود نہ ہوتے تو میں آزادی سے اُن کے متعلق عرض کرتا،

یہ آپ کی ”طلائی جوبلی“ ہے ہم لوگ نفرضی و طلالی جوبلی کے الفاظ سے زیادہ مانوس نہیں ہمارے نزدیک تو یہ کانفرنس کی ”پچاسویں سالگرہ“ ہے اور یہ ظاہر ہے کہ کسی کی سالگرہ کی خوشی اُن کو ہوتی ہے جو عمر میں اُس سے بڑے ہوں، یعنی سالگرہ کی سب سے زیادہ خوشی جتنی بزرگوں کو ہوتی ہے اور کسی شخص کو نہیں ہوتی اس کانفرنس کی سالگرہ کی خوشی بھی سب سے زیادہ ان بزرگوں کو ہوگی جو عمر میں اُس سے بڑے ہیں، اور جو یہ کہنے کا حق رکھتے ہیں کہ کانفرنس ہمارے سامنے پیدا ہوئی، بڑھی، اور پھلی پھولی، اس لحاظ سے نواب بہادر محمد فرمل اللہ خاں صاحب کی طرح اس کانفرنس کی پچاسویں سالگرہ کی خوشی ہمارے صدر نواب سی عبد الحکیم صاحب کو بھی ہوگی جن کا تعلق ۱۹۱۷ء سے کانفرنس سے ہے اور اس تعلق کی وجہ سے بھی وہ صدارت کے مستحق ہیں،

خدا نے ان کو عزت و شہرت عطا کی ہے اور انھوں نے نہ صرف جنوبی ہند بلکہ شمالی ہند میں بھی اسلامی اداروں اور تعلیم گاہوں کی مالی امداد فرمائی ہے، اس کے علاوہ میں کہہ سکتا ہوں کہ آپ کے دست عطا سے صرف تعلیمی ادارے ہی متاثر نہیں ہوئے بلکہ آپ نے سیاسی جماعتوں کو بھی مالی امداد دی ہے، کسی انسان کی سب سے بڑی سعادت یہ ہے کہ وہ عزت و نیک نامی کے ساتھ زیادہ عمر پائے، نواب بہادر محمد فرمل اللہ خاں ابھی فرما چکے ہیں کہ وہ ستر بہتر سال کے ہیں، ہمارے ہونے والے صدر اُن سے بھی زیادہ ۸۰-۸۲ کے ہیں۔ اِس اُن سے زیادہ کانفرنس کی پچاسویں سالگرہ کی مسرت کس کو ہو سکتی ہے، اس وقت ہماری خوش نصیبی سے یہاں قرآن السعیدین ہے،

کیونکہ صدر جماعت استقبالیہ اور صدر اجلاس دونوں یہاں تشریف رکھتے ہیں خدا سے تعالیٰ اُن کی عمروں میں برکت دے اور خیر کی توفیق عطا کرے، میں ان الفاظ کے ساتھ نواب سی عبد الحکیم صاحب کی تحریک صدارت کی تائید کرتا ہوں،

مولانا احمد سعید صاحب کی تائید مزید کے بعد نواب بہادر محمد فرمل اللہ خاں صاحب

باقیابہ نے فرمایا کہ اب صدارت کی تائید ہو چکی اور ہمارے طبقہ علماء کے روشن چراغ مولانا احمد سعید صاحب نے بھی تائید کر دی اب میں جناب صدر سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ صدر کی کرسی پر تشریف رکھیں، تحریک و تائید کے بعد نواب سی عید الحکیم صاحب صدارت کی زرنگا کرسی پر رونق افروز ہوئے، اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ جو کلمے میرے لئے تعریف کے کئے گئے ہیں میں اس کے قابل نہیں ہوں، میں آپ کے سامنے اردو میں تقریر نہیں کر سکتا، ٹوٹی پھوٹی مدراسی اردو بول سکتا ہوں اور جب کبھی ضرورت ہوتی ہے اسی زبان میں اپنے خیالات ظاہر کرتا ہوں، اس لئے میرا خطبہ آپ لوگوں کے سامنے مولانا احمد سعید صاحب پڑھیں گے، مگر میں ایک بات کہتا ہوں کہ میں نے خطبہ میں اس تعلیم کی زیادہ تائید نہیں کی ہے جو نوکری کے لئے حاصل کی جاتی ہے، میں سمجھتا ہوں کہ جیسے پہلے کانفرنس نے یونیورسٹی کے لئے روپیہ جمع کیا تھا اور اس کو قائم کیا اسی طرح آئندہ صنعت اور پیشہ کی تعلیم کے لئے کرنا چاہئے اس سے بہت فائدہ ہو گا، اب تعلیم سے نوکری نہیں ملتی ہے،

میں نے اپنے خطبہ صدارت میں بھی اس کے متعلق لکھا ہے جو مولانا احمد سعید صاحب آپ کو سنائیں گے،

جناب صدر کے ان الفاظ کے بعد مولانا احمد سعید صاحب نے مدح کا خطبہ نہایت عمدہ طریقہ سے پڑھ کر سنایا جو حاضرین نے بڑی توجہ سے سنا اور بیحد پسند کیا، یہ خطبہ بطور ضمیمہ رپورٹ کے آخر میں شامل کر دیا گیا ہے،

خطبہ کے بعد جناب عبداللہ پوسف علی صاحب نے حسب ذیل رزلوشن پیش کیا،

(۱)

”جس طرح زمانہ جنی میں اس کانفرنس نے عین ضرورت کے وقت عام تعلیم میں مسلمانوں کی امداد و رہنمائی کی، اب ہم مسلمان چونکہ صنعتی تعلیم میں بہت پیچھے رہ گئے ہیں اس لئے درخواست ہے کہ یہ کانفرنس صنعتی تعلیم کی امداد میں اپنی تمام کوشش کو کام میں لائے اور ذیل کے ذرائع اختیار کرے،
(۱) ۳۰ لاکھ روپیہ کے مجوزہ فنڈ کے جمع کرنے کے لئے عملی ذرائع اختیار کرے،

(ب) ایک کمیٹی قائم کرے جو اس قسم کی تعلیم کے لئے طریقہ اور راستہ بتائے،

(ج) ایسی کوشش کے لئے علی گڑھ کو مرکز قرار دے

محکم نے اس رزلویشن کو پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ مجھے پہلے معلوم نہ تھا کہ یہ رزلویشن میرے سپرد کیا جائے گا، گزشتہ سال بھی میں نے یہ تجویز پیش کی تھی، چونکہ یہ بہت اہم ہے اس لئے دوبارہ پیش کرتا ہوں، اب تک ہم جو تعلیم دیتے رہے، طبعہ کار حجاز اب اس کی طرف کم ہوتا جاتا ہے، اس کے متعلق اپنے خیالات میں اپنے شعبہ کے جلسہ میں پیش کروں گا، ہماری تعلیم میں بڑا نقص یہ ہے کہ وہ زیادہ ترک تابی یا خیالی ہے، علی نہیں ہے، مثلاً ہم ٹیکسپیڈن کی تصانیف پڑھنے میں اپنا وقت صرف کرتے ہیں اسی طرح فارسی و عربی کا پڑھنا طریقہ تعلیم بھی زیادہ تر خیالی ہے، غرض یہ مروجہ طریقہ تعلیم ہی کا نقص ہے کہ ہر قوم میں خصوصاً مسلمانوں میں بیروزگاری بڑھتی جاتی ہے، لیڈروں کی توجہ اس طرف نہیں، اور عوام اس کی اصلاح سے قاصر ہیں، اس لئے ہمیں صنعتی تعلیم کی خاص ضرورت ہے لہذا بحال خوشی یہ رزلویشن پیش کرتا ہوں،

مخبر کے بعد ڈاکٹر ضیاء الدین احمد صاحب دہس چاند سلم پور سٹی نے پُر زور الفاظ میں رزلویشن کی تائید کی، اور ٹیکنیکل تعلیم اور ایڈوکیٹریل تعلیم کی ضرورت پر زور دیا، اور بتایا کہ اب مسلمانوں کو کاروباری زندگی میں داخل ہونا چاہئے، آپ نے حرفی تعلیم کے مدراج بیان کئے، اور ان میں سے ہر ایک کی ضرورت ثابت کی، اور بتایا کہ اس تعلیم سے بہت سے بے روزگار نوجوانوں کے لئے روزگار ملتا ہو جائے گا،

ڈاکٹر صاحب کے بعد خان بہادر ضیاء الدین احمد صاحب ڈاکٹر سرسشتہ تعلیم ریاست بھارت نے بطور تائید مزید ایک پُر زور تقریر فرمائی، چونکہ جناب صدر کے خطبہ میں صنعتی و حرفی تعلیم کی ضرورت پر خاص زور دیا گیا تھا اس لیے سلسلہ تائید میں آپ نے ”خطبہ صدارت“ کا حوالہ دیتے ہوئے فرمایا کہ زمانہ ماضی میں ایسے بہت کم خطبے اس کانفرنس کے طبعیت فارم پر دئے گئے ہیں،

جناب صدر نے صرف خیالی باتیں اور نظریے نہیں پیش کئے ہیں، بلکہ حقیقی امور پر توجہ دلائی ہے جن کی ملک و قوم کو ضرورت ہے، اور زندگی کے وہ مسائل پیش کئے ہیں جو ہماری قوم کے لئے بہت اہم ہیں، اور جناب صدر کی عملی زندگی کے تجربوں پر مبنی ہیں، ہم لوگوں کی زندگی عملی

نہیں ہے، اس لئے ہم زندگی کے ان تجربات سے ناواقف ہیں جو ہمیں ایک نواب اور کامیاب انسان نے بتائے ہیں،

سلسلہ تقریریں جاری کرتے ہوئے لائق مقرر نے حصول معاش کی ضرورت، اور اکل حلال کی اہمیت پر بھی بحث کی اور مسلمانوں کو ترغیب دی کہ وہ ضرورت زمانہ کے مطابق صنعتی و حرفتی تعلیم پر توجہ کریں،

لائق مقرر نے اس جوش و اخلاص کے ساتھ تقریر کی کہ تمام حاضرین اس سے متاثر ہوئے اس کے بعد بوجہ تنگی وقت یہ رزلویشن مزید بحث کے لئے دوسرے اجلاس پر ملتوی ہوا، آج ہی کے اجلاس میں تعزیت کے چار رزلویشن منجانب صدر، خاکسار، آنریری سکریٹری کانفرنس نے پیش کئے جو بالانفاق پاس ہوئے اور سب کے لئے دعائے منفعت کی گئی، یہ رزلویشن حسب ذیل ہیں:-

(۱)

”یہ کانفرنس خان بہادر سید جعفر حسین صاحب انجمنیہ کے انتقال پر ملال پر ولی سچ کا اظہار کرتی ہے جنہوں نے مدت العمر قومی خدمت کی ایک نظیر قائم کی، مرحوم مسلم یونیورسٹی کے ”دن روپی فنڈ“ کے بانی تھے، اسی طرح اخیر عمر میں انھوں نے اسلامیہ ہائی اسکول انارواہ کو انجمنیہ بیٹ کا بن جانے میں نہایت کوشش کی، یہ کانفرنس مرحوم کے پس ماندگان کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کرتی ہے“

(۲)

”یہ کانفرنس مولوی نیاز محمد خاں صاحب وکیل و آنریری سکریٹری اسلامیہ ہائی اسکول سہارنپور کے ناگہانی انتقال پر اپنے سچ و اخلاص کا اظہار کرتی ہے جن کے ساتھ ان کے تین عزیز بچوں کا بھی انتقال ہوا، موصوف نے اپنی عمر کا بڑا حصہ اسلامیہ ہائی اسکول سہارنپور کے قائم کرنے میں اور اسے چلانے میں صرف کیا، یہ کانفرنس ان کے پس ماندگان کے ساتھ ہمدردی ظاہر کرتی ہے“

(۳)

”یہ کانفرنس خان بہادر میاں رفیع حسین صاحب کے انتقال پر ملال پر

اپنے دلی بیچ کا اظہار کرتی ہے جنہوں نے ۱۹۲۲ء میں سالانہ اجلاس کانفرنس کی صدارت فرمائی تھی، اور جنہوں نے اپنی وزارت تعلیم کے زمانہ میں مسلمانوں کی تعلیم کو خاص طور پر نہایت فائدہ پہنچایا تھا کانفرنس مرحوم کے پس ماندگان کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کرتی ہے۔“

”یہ کانفرنس خان بہادر شیخ مقبول حسین صاحب پٹنہ کمشنر اور تعلقہ دار اودھ کے انتقال پر اپنے بیچ کا اظہار کرتی ہے، جو کانفرنس کی سنٹرل کمیٹی کی کمیٹی کے ممبر تھے اور تعلیمی امور میں امداد کرتے تھے، یہ کانفرنس ان کے پس ماندگان سے ہمدردی ظاہر کرتی ہے۔“

چونکہ آج جمعہ کا دن تھا، اس لئے خطبہ ہائے صدارت کے پڑھے جانے اور رزلٹیشن پاس ہونے کے بعد اجلاس برخاست کروایا گیا،

تعلیمی نمائش کا افتتاح

۲۶۔ مارچ ۱۹۲۶ء کو کانفرنس کا اجلاس عام بوجہ نماز جمعہ دوپہر کو ختم کر دیا گیا، سہ پہر کو بعد نماز جمعہ کریں آر، ایس ویر صاحب ڈائریکٹر سررشتہ تعلیم صوبائی متحدہ نے ”بلکر خزانہ بایڈنگ“ میں تعلیمی نمائش کا افتتاح کیا،

ایک مخصوص شامیانہ افتتاحی جلسہ کے لئے نمائش کاہ کے متصل نصب کیا گیا تھا، جہاں ڈائریکٹر صاحب کا خیر مقدم کیا گیا، شعبہ جغرافیہ کے چیرمین ڈاکٹر عباد الرحمن صاحب جو ”نمائش“ کے سرکٹری تھے ڈائریکٹر صاحب سے نمائش کے افتتاح کی درخواست کرتے ہوئے ان چیزوں کی کسی قدر تفصیل بھی بیان کی جو اس نمائش میں خاص طور پر جمع کی گئی تھیں،

اسی سلسلہ میں آپ نے ۱۹۲۶ء کی تعلیمی نمائش کا بھی ذکر کیا جو کانفرنس کے سالانہ اجلاس کے سلسلہ میں صاحبزادہ آفتاب احمد خاں صاحب مرحوم کی سہی و کوشش سے ہوئی تھی اور جو ایک کامیاب نمائش تھی، ڈاکٹر صاحب نے نمائش کے مختلف شعبوں کی کیفیت بیان کرتے ہوئے زمانہ دست ساری وغیرہ پر بھی خاص توجہ دلائی،

ڈاکٹر صاحب تعلیمات نے نمائش کے افتتاح کے سلسلہ میں موقع کی مناسبت کے لحاظ سے ایک پُر از معلومات تقریر کی، جو ڈاکٹر عابد الرحمن صاحب سکرٹری نمائش نے ابھی تک صدر دفتر کانفرنس میں نہیں بھیجی، اگر مناسب وقت پُر آگئی تو رپورٹ کے ساتھ شائع کر دی جائے گی،

نمائش کے افتتاح کا باضابطہ اعلان کر دینے کے بعد ڈاکٹر صاحب نے نمائش کا تفصیلی معائنہ کیا اور جو نادر چیزیں نمائش میں جمع کی گئی تھیں ان کے متعلق معلومات حاصل کرتے رہے،

افتتاح نمائش کے بعد ۵ بجے شام کو نواب سی عبدالحکیم صاحب محمدیہ اسماعیل مدنگ کا افتتاح | صدر اجلاس نے کانفرنس کی جدید نو تعمیر عمارت ”محمدیہ اسماعیل مدنگ“ کا افتتاح فرمایا، جو ڈاکٹر محمد اسماعیل خاں صاحب ریٹائرڈ سول سرجن آگرہ کے زر عطیہ سے تعمیر ہوئی ہے،

نمائش سے پہلے سلطان جہاں منزل کے ہل میں ایک جلسہ منعقد ہو جس میں ڈاکٹر محمد اسماعیل خاں صاحب بھی تشریف رکھتے تھے، تلاوت قرآن مجید سے جلسہ کا افتتاح ہوا، اس کے بعد خاکسار آئزیری سکرٹری کانفرنس نے حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے عرض کیا :-

جناب صدر و حاضرین مجھے اجازت دیجئے کہ میں چند لفظ ڈاکٹر محمد اسماعیل خاں صاحب کے متعلق عرض کروں، ان کی تعریف میں نہیں بلکہ تعارف کے لئے، ڈاکٹر صاحب مدت العمر ڈیپل سروس میں رہے، آپ ایک کامیاب سرجن تھے، اب آپ نے پیش لے لی ہے، لیکن آپ کا اصلی کارنامہ جو ہے وہ یہ ہے کہ آپ نے از خود یہ خواہش کی کہ آپ ایک رقم کسی مفید کام میں لگانا چاہتے ہیں، اس کے متعلق آپ نے مشورہ چاہا، آپ کو یہ مشورہ دیا گیا کہ علی گڑھ میں ایک ”عمارت“ تعمیر کریں جس کی آمدنی سے طلبہ کو ”دعائت“ دے جائیں، آپ نے اس مشورہ کو قبول کیا اور اپنی مہربانی سے کانفرنس کو اس کے لئے منتخب کیا اور چند شرائط پر اس مشورہ کو قبول کیا، یہ رقم ایک شہت عنایت کی تاکہ اس سے عمارت بنا کر کرایہ پر اٹھا دیا جائے، اس کی باقی ماندہ رقم سکرٹری ہو چکی ہے، کچھ مدت بعد طے شدہ شرائط کے ماتحت یہ عمارت کانفرنس کی ملکیت ہو جائے گی اس کے علاوہ اسی سلسلہ میں آپ نے ایک اور رقم بھی ۸ سو کی عنایت کی اس سے ایک چھوٹی عمارت تیار کی جو بلا شرط ہے اس کی آمدنی بھی دعائت میں صرف ہوگی،

اب یہ عمارتیں تیار ہیں، اور ہمارے اجلاس کے صدر نواب سی عید الحکیم صاحب اس کا افتتاح فرمائیں گے،

اس کے بعد انڈیری سکریٹری نے سید الطاف علی صاحب ہمدست دفتر کافرنس کے حوالہ سے ڈاکٹر محمد اسماعیل خاں صاحب کے متعلق بعض واقعات بیان کئے جو حسن معاملت اور کیرکٹر کی خوبی سے متعلق رکھتے تھے، پھر اسی سلسلہ میں آپ نے اگر وہ جانے اور ڈاکٹر صاحب کے یہاں کچھ دیر قیام کرنے کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ باوجود خوش حال ہونیکے ایسی سادہ زندگی بسر کرتے ہیں اور ایسا لباس پہنتے ہیں کہ آپ انھیں دیکھ کر کبھی یہ نہ سمجھیں گے کہ وہ ملک مکان ہیں، ان کی دولت اپنی ذات کے لئے نہیں بلکہ دوسروں کے لئے ہے، وہ کافرنس کے علاوہ بھی تعلیم کے لئے بہت روپیہ دے چکے ہیں، اس کے ساتھ ہی وہ نام اور شہرت کے طالب نہیں ہیں، چنانچہ آپ کسی طرح یہاں آنے پر راضی نہ تھے، شیکل رضامند کئے گئے،

انڈیری سکریٹری کی تقریر کے بعد ڈاکٹر محمد اسماعیل خاں صاحب نے ایک مختصر تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ نواب صاحب نے میرے متعلق جو کچھ فرمایا اس سے میں بہت محبوب ہوا، میں نے حقیقت کوئی خدمت نہیں کی ہے، میں کوئی قابلِ تعلیم یافتہ شخص نہیں ہوں نہ مقرر ہوں، لیکن میں ہمیشہ سے تعلیم کا حامی ہوں اور مسلمانوں میں تعلیم پھیلانے کی ضرورت محسوس کرتا ہوں۔ اور ۲۰-۱۵ سال سے میرا یہ خیال ہے کہ بغیر وظائف کے مسلمان تعلیم حاصل نہیں کر سکتے اس لئے ان کے لئے وظائف کا انتظام کیا جائے، مگر یہ کام ایسے طریقہ سے ہو کہ اس کا سلسلہ آئندہ بھی جاری رہے، یعنی روپیہ بطور قرض دیا جائے، اور تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد جب وہ برسرِ کار ہو جائیں تو ان سے وصول کیا جائے اس طریقہ سے بہت سے طالب علم فائدہ اٹھا سکیں گے اور جو روپیہ واپس آئے گا وہ دوسروں کی تعلیم میں خرچ ہونا رہے گا،

سلسلہ تقریر جاری رکھتے ہوئے آپ نے یہ بھی فرمایا کہ روپیہ کا بہترین مصرف یہ ہے کہ وہ کار خیر میں اور اپنی قوم کی بھلائی کے کاموں میں صرف کیا جائے، مال وہی اچھا ہے جو اللہ کی راہ میں خرچ ہو،

میرا خیال ہے کہ ایسے صاحب جائیداد و خوشحال لوگوں کی ایک فہرست تیار کی جائے جو اس کار خیر میں حصہ لے سکتے ہیں، اور اپنی قوم کے بچوں میں تعلیم پھیلانے کے لئے روپیہ حشر و جمع کر سکتے ہیں،

میری ذاتی رائے یہ ہے کہ ہر مفید تعلیم کے لئے روپیہ دینا چاہئے آپ دین کی تعلیم کے لئے بھی دیکھئے جس میں آخرت کا نفع ہے اور دوسرے مفید پیشوں مثلاً ڈاکٹری اور انجینیری وغیرہ کے لئے بھی دیکھئے اب میں معافی چاہتا ہوں کہ میں نے آپ کی بہت سمیع خراشی کی، ڈاکٹر صاحب کو اس موقع پر جناب صدر نے ایک خوبصورت نفیس ہار پہنایا، اس کے بعد یہ سارا مجمع نو تعمیر مکانات کے پاس گیا جہاں جناب صدر نے عمارت کا افتتاح فرمایا، اور ایک مختصر تقریر کرتے ہوئے ڈاکٹر صاحب کی اس قومی خدمت کی ستائش کی، اور فرمایا کہ یہ ایسا مفید کام ڈاکٹر صاحب نے انجام دیا ہے جس کی دوسروں کو تقلید کرنی چاہئے، اللہ تعالیٰ اس نیک خدمت کا اجر عظیم انھیں عطا کرے گا، آخر میں ڈاکٹر صاحب کے لئے دعا مانگی گئی اور مجمع منتشر ہوا،

رم افتتاح کے بعد قریب چھ بجے شام کے کرکٹ لائن پر آئیری سکرٹری کی طرف سے ایک "ایٹ جوم" وسیع پیمانہ پر دیا گیا جس میں بیردنی مہمانوں کے علاوہ مقامی اصحاب اور مسلم یونیورسٹی کے ارباب علم و عقد بھی شریک تھے، اور جناب صدر بھی تشریف رکھتے تھے

اجلاس شعبہ تعلیم نسواں

صدر

شیخ عبداللہ ضایہ ٹکٹ علی گڑھ

آل انڈیا مسلم ایجوکیشن کانفرنس کی "پنچاھ سالہ جوبلی" کے پر یوگرام میں ایک شعبہ تعلیم نسواں کا بھی تقاضا جس کے سکرٹری پروفیسر لادی حسن صاحب، اور پروفیسر رشید احمد صاحب ایسی تھے اس شعبہ کا اجلاس ۲۴ مایچ ۱۹۳۷ء کو بوقت ۸ بجے شب آسمان منزل میں منعقد ہوا،

میدانہ اللہ صاحب کاظمی ایم اے اسسٹنٹ انکسٹرمدارس میرٹھ کی تحریک سے خان بہادری شیخ محمد عبداللہ صاحب ایڈووکیٹ علی گڑھ اس شعبہ کے اجلاس کے صدر قرار پائے، شیخ صاحب تعلیم نسواں کے سلا میں اپنے نقطہ نظر کے مطابق جو سی و بحثیں کر رہے ہیں وہ مختصر تذکرہ نہیں

صدر منتخب ہونے کے بعد شیخ صاحب نے اپنا خطبہ صدارت پڑھا جو حاضرین نے توجہ سے سنا، یہ خطبہ دوسرے شعبوں کے خطبات کے ساتھ ایک مجموعہ عیسائی شائع ہوگا، خطبہ کے بعد خواجہ غلام السیدین صاحب پرنس ٹرننگ کالج علی گڑھ نے ایک مفصل مدلل تقریر کے ساتھ حسب ذیل رزلویشن پیش کیا:-

”چونکہ مسلم گرس کالج علی گڑھ میں ڈگری کلاس کھولنے کی اشد ضرورت

ہے، اس لئے یہ جلسہ مسلم یونیورسٹی، اور گورنمنٹ ہند اور کوئل گورنمنٹ سے

نمائتہ زور سے استدعا کرتا ہے کہ وہ اسی سال سے تھرڈ ایئر کلاس کھولیں“

مس نور جہاں صاحبہ انسپکٹر مدارس شاہجہاں پور نے انگریزی میں تقریر کرتے ہوئے اس رزلویشن کی تائید کی اور یہ بیان کیا کہ مسلمانوں کا کوئی مدرسہ نہ ایں نہ ہونے کی وجہ سے انھوں نے مجبوراً ”مشن اسکول“ میں تعلیم چال کی، جہاں سچی مذہب کی تعلیم بھی دی جاتی ہے جس کا لامحالہ مسلم طالبات کے عقائد پر خراب اثر پڑتا ہے اس لئے ضرورت ہے کہ مسلمان اپنا ڈگری کالج بنائیں،

اس تحریک کی مزید تائید امیر الدین خاں صاحب (بجے پور) نے ایک عمدہ تقریر کے ساتھ کی، اور رزلویشن بالاتفاق پاس ہوا،

اس کے بعد مشربشیر احمد صاحب ہاشمی نے حسب ذیل رزلویشن پیش کیا:-

”اس کانفرنس کی رائے یہی آئندہ کے تعلیمی پروگرام میں

(الف) لڑکیوں کی تعلیم کو لڑکوں کی تعلیم پر ترجیح دی جائے

(ب) ابتدائی تعلیم کے مطالبات کو ثانوی اور اعلیٰ تعلیم کے مطالبات

پر مقدم سمجھا جائے،

(ج) سرکاری شعبہ کو ہدایت کی جائے کہ لڑکیوں کی ابتدائی تعلیم کی اشد

کے لئے سال رواں کے دوران میں ایک مکمل اور موثر اسکیم بنا کر آئندہ

اجلاس میں پیش کرے“

لائق محرک نے اس رزلویشن کے سلسلہ میں ایک مدلل تقریر فرمائی، پروفیسر ہادی حسن صاحب

(مسلم یونیورسٹی) نے اس کی تائید فارسی زبان میں کی، جس کے بعد رزلویشن بالاتفاق پاس ہوا

اور شعبہ تعلیم نواں کا اجلاس ختم ہوا،

شعبہ معاشیات و اصلاح معاشرہ

صدر

پروفیسر محمد الیاس برنی صاحب ایم اے ایل ایل بی

جب آسمان منزل میں شعبہ تعلیم نسواں کا اجلاس ہو رہا تھا تو ٹھیک اسی وقت اسٹریجی ہال میں شعبہ معاشیات و اصلاح معاشرت کا ایک کامیاب جلسہ منعقد ہو رہا تھا اس شعبہ کے سکریٹری شیخ عطاء اللہ صاحب (مسلم یونیورسٹی) تھے جن کو اپنے شعبہ کے کام سے خاص دلچسپی تھی، اور صدر پروفیسر محمد الیاس برنی صاحب ایم اے ایل ایل بی ناظم سرفہرستہ تالیف و ترجمہ جہد رآباد و کن تھے پروفیسر مدح نے اس موقع پر جو پرمغز خطبہ پڑھا وہ اپنے مفید مضامین و مطالب کے لحاظ سے ایک خاص اہمیت رکھتا ہے اور بار بار پڑھنے کے قابل ہے

دوسرا اجلاس اس شعبہ کا ۲۷ مارچ کو بوقت ۸ بجے صبح آسمان منزل میں منعقد ہوا دونوں اجلاسوں میں نہایت عمدہ مقالے ارباب علم نے پڑھے نیز متحدہ و مفید تجاویز بھی پاس ہوئیں ان مقالوں کی جو کیفیت شیخ عطاء اللہ صاحب نے تحریر فرمائی ہے وہ ذیل میں شائع کی جاتی ہے: ”مسلمانوں کی اقتصاد و بہتری اور پرانی تدابیر“

علاء و خطبہ کے مولوی محمود علی صاحب سابق پروفیسر رندھیہ سرکالنج کپور تھلہ مصنف دین و دولت، دین و دانش اور دین و آئین نے ایک متوسط مقالہ مسند حہ بالاعنوان سے کافرئس کے اس شعبہ کے لئے سپرد قلم فرمایا تھا جس میں اسلامی اصول کا دوبارہ اور قرون اولیٰ کے مسلمانوں کے معاشی مسائل بیان فرمانے کے بعد مولوی صاحب موصوف نے یہ بتایا تھا کہ مسلمان ذات و پیشہ کا قائل نہیں، ہر ذریعہ معاش جس سے اکل حلال میسر آئے اس کے لئے جائز ہے۔ سارو باریں دیانت واری مسلمانوں کا فرض ہے مسلمان امرا کو غریبار سے باہم میل جول رکھنا چاہئے اور ہر شخص کو قوم کی مالی حالت کی

اصلاح کی طرت توجہ کرنا چاہئے، یہ مقالہ ایک قدیم طرز تعلیم کے فیض یافتہ بزرگ کے فہم و تدبیر کی روشن مثال ہے جس میں مسلمانوں کی معاشی حالت سے ہر پہلو پر نہایت مفید و نتیجہ خیز بحث کی گئی ہے، مقالہ کی اہمیت و جامعیت اس کے خلاصہ کی اجازت نہیں دیتی پورا مقالہ پڑھنے کے قابل ہو،

”مسلمانوں کی معاشی حالت“

پروفیسر محمد حبیب الرحمن جامعہ عثمانیہ نے مسلمانوں کے ذرائع آمدنی پر مقالہ تیار کیا تھا جس میں انھوں نے یہ بتایا تھا کہ ہمارا ملک مغربی ممالک کے مقابلہ میں نہایت مفلس ہے لیکن خود ہمارے ملک کے اندر مسلمان سب سے زیادہ مفلس ہیں۔ موجودہ زمانہ میں کثرت تعداد سے بھی زیادہ ضروری توہم کے ہاتھ میں معاش کے وسائل اور حصول دولت کے اسباب کا ہونا ہے، افلاس کے رفع کرنے کی صورت غیر ضروری اخراجات کا گھٹانا اور آمدنی کا بڑھانا ہے تعلیم یافتہ مسلمانوں اور افراد کو خچہ گھٹانے میں اچھی مثال پیش کرنا چاہئیں، محنت اور جائداد آمدنی کے دو ذریعے ہیں، لیکن اب مفت خوری بھی ایک اچھا خاصہ پیشہ بن گیا ہے اور اس میں گداگروں کے علاوہ بعض خاص قسم کے بزرگ بھی شامل ہیں۔ ضرورت ہے کہ تمام درگاہیں اور خانقاہیں ایسی تنظیم کے ماتحت لے آئی جائیں جس سے مسلمانوں کا رویہ زیادہ معقول و مناسب طریقہ سے قوم کی بہتری کے لئے صرف ہو سکے، مسلمان اس وقت عام طور پر مزدور یا جھوٹے جھوٹے پیشہ ور ہیں ضرورت سے کران کو کاروبار کی طرف راغب کیا جائے سرکاری ملازمتوں میں بھی مسلمانوں کی حالت ناگفتہ بہ ہے ”دیہات سدھار“ کی تحریک مفید ہے مسلمانوں کو اس میں حصہ لینا چاہئے۔ مقالہ میں سود، زمیندار، کاشتکار، بنکوں کا کام قانون وراثت اور دوسرے بہت سے ضروری مسائل پر تبصرہ کیا گیا تھا۔ یہ مقالہ ۲۵ صفحات کا ایک نہایت مفید مضمون ہے۔

”تحریک اصلاح دیہات“

جناب ایف، ایل برین کشنر اصلاح دیہات پنجاب نے کانفرنس کی دعوت پر اپنے مستند خصوصی راجہ حسن اختر صاحب بی، اے، پی، ای، ایس کو کانفرنس میں شرکت کے لئے بھیجا تھا۔ راجہ صاحب موصوف نے اپنا فاضلانہ مقالہ اصلاح دیہات کے عنوان سے پڑھا اور بتایا کہ ہمارے ملک کی خوشحالی کا مدار کاشتکار کی خوشحالی پر ہے۔ لیکن دیہات حد درجہ اصلاح

کے محتاج ہیں۔ اصلاح دیہات کی عمارت کے چار حکم سڈن دیہاتی حفظان صحت، ترقی زراعت تعلیم اور امداد باہمی ہیں، راجہ صاحب نے اصلاح دیہات کے پروگرام پر مفصل بحث کرتے ہوئے کثیر صاحب کا حق نیابت پورے پورے طور پر ادا کیا اور یہ ان کے ذاتی یقین اور ترغیب کا ہی اثر تھا کہ کانفرنس میں یہ تحریک پاس ہوئی کہ تمام اسلامی درسگاہوں کو اپنے ہاں کے نوجوانوں میں اس تحریک سے عملی دلچسپی پیدا کرنے کا اہتمام کرنا چاہئے۔

”ملت اسلامیہ اور امداد باہمی“

جناب خان محمد بشیر احمد خاں صاحب ایم اے ایل ایل بی سکریٹری پنجاب کو آپریٹو مین و انزییری سکریٹری آل انڈیا کو آپریٹو اسٹی چیوش لاہور نے عنوان بالا پر ایک مبسوط اور پرمغز مقالہ تیار کیا تھا جو اس موضوع پر ہماری زبان میں ایک ماہر فن کی طرف سے نہایت گران قدر اضافہ تسلیم کیا جائے گا۔ جناب خاں صاحب کا مقالہ ملت اسلامیہ کی خصوصیات سے شروع ہوتا ہے اور اسلامی طریق معاش پر بحث کرتا ہوا نہایت وضاحت کے ساتھ موجود زمانہ میں مسلمانوں کے حقوق تلفت ہونے کی ضرورت بیان کرتا ہے۔ امداد باہمی کی تحریک کیوں کر پیدا ہوئی؟ ہندوستان میں کب آئی؟ اس نے ملک کی معاشی اور اخلاقی کیا کیا خدمات انجام دی ہیں؟ آخر میں مسلمانوں سے اپیل کی ہے کہ امداد باہمی کو اصلاح ملت کا ایک ضروری ذریعہ سمجھتے ہوئے اس سے عملی دلچسپی پیدا کریں۔

”امداد باہمی اور چھوٹے پیشہ ور“

خان نفیس احمد خاں ایم اے انسپکٹر انڈسٹریل کو آپریٹو سائٹیز امرت سر نے ایک مقالہ تیار کیا تھا جس میں یہ بتایا گیا تھا کہ طریق پیداؤں دولت میں ایک انقلاب آگیا ہے لیکن پھر چھوٹے چھوٹے پیشہ ور ابھی موجود ہیں اور نہایت مفید خدمات انجام دے رہے ہیں لیکن وہ تہی دست ہیں غیر منتظم ہیں اس طرح وہ اپنی محنت کی کمائی کا ایک سقول حصہ آڑھتی کی نذر کر دینے پر مجبور ہیں اور ان کے لئے قدم قدم پر مشکلات ہیں۔ غرض وہ پیشہ درجہ ہمارے ملک کے لئے باعث فخر ہے فائدہ و تنگ دستی سے گذر کر تا ہے ایسے لوگوں کی امداد کے لئے صنعتی انجمن ہائے امداد باہمی قائم کی گئیں اور ان انجمنوں نے ہر قدم پر غریب و تنگدست کی دیکھ بھال کی ہے اور اس کو اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کے لائق بنانے کی قابل تلاش کوشش کی ہے جس میں نمایاں کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ یہ مضمون فلک میپ سائز کے بارہ صفحہ کا ہے۔

”صنعت و تجارت میں مسلمانوں کا حصہ“

خان بہادر شیخ عبد اللہ صاحب ایڈووکیٹ علی گڑھ مسلمان لڑکیوں کی تعلیم اور مسلمانوں کی مالی حالت سے خاص دلچسپی رکھتے ہیں آپ نے مسلمانوں کا حصہ صنعت و تجارت میں معلوم کرنے کی غرض سے خاص اعداد و متیا کئے ہیں اور بتایا ہے کہ مسلمانوں کو بااثر و زندگی بسر کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ ان کو صنعت و حرفت کی طرف مائل کیا جائے اور فرض کی وجہ سے جو جائیدادیں ان کے ہاتھ سے ٹکوں کے بھانڈی جا رہی ہیں ان کا محفوظ کرنا مسلمانوں کی بڑی خدمت ہے،

”ہیثم اور مسلمان“

شیخ طغر اللہ بنی لے، علیگ ہینٹنگ ڈائریکٹر پراڈیٹنل ہیثم کمپنی علی گڑھ نے ہیثم اور مسلمان کے عنوان سے ایک مقالہ تحریر فرمایا ہے جس میں مسلمانوں کو ہیثم کی طرف توجہ دلائی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ اس وقت مسلمانوں کی صرف دو ہی کمپنیاں ہیں اور دوسری تو بیویوں کے مقابلہ میں زندگی ہیثم کرانے والے مسلمانوں کی تعداد نہایت قلیل ہے یہ مضمون نہایت مفصل ہے اور اس کے شمار و اعداد و مسلمانوں کے لئے عبرت آموز ہیں،

”مسئلہ آبادی“

پروفیسر محمد عاقل صاحب ایم اے جامعہ ملیہ دہلی نے ایک مضمون مندرجہ بالا عنوان پر پڑھا جس میں اس نہایت اہم مسئلہ کے چند پہلوؤں سے بحث کی گئی تھی اس مقالہ پر اجلاس شعبہ میں چند اہل خیال بھی فرمایا یہ چھوٹا سا مقالہ اپنی خوبی بیان اور نفس مضمون کے اعتبار سے نہایت اہم سمجھا گیا غالباً مسلمانوں کے ایک مجمع میں اس موضوع پر پہلی مرتبہ اظہار خیال کیا گیا۔

”پنجاب کے کاشتکاروں کا قرضہ“

شیخ عطاء اللہ ایم اے ادارہ معاشیات مسلم یونیورسٹی علی گڑھ نے اس موضوع پر ۳۲ صفحات فلسفہ کا ایک مقالہ تیار کیا جس میں قرضہ کی مالیت اس کے اسباب اس کی ہولناکیوں کی تعداد اور ان کے طریقوں سے بحث کی گئی اور کاشتکاروں کی امداد کے لئے جو کچھ جاری ہے اس کو حد درجہ ناکافی بتایا گیا اور ان کے لئے خاص اور فوری اعانت کی ضرورت کو واضح کیا گیا ہے،

شیخ عطاء اللہ صاحب ایم اے سکرٹری شعبہ معاشیات نے اپنے شعبہ کے مقالات کا جو خلاصہ ادھر لکھا ہے اُس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ اس شعبہ میں کیسے مفید ”مقالات“ پڑھے گئے، یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ یہ مقالات شیخ صاحب کی کوشش سے وجود میں آئے جنہوں نے مختلف ماہرین اور ارباب قلم کو ان مقالات کے لکھنے پر آمادہ کیا، اور اپنا فرض دل چسپی کے ساتھ انجام دیا،

مقالات کے علاوہ اس شعبہ میں مفید تجاویز بھی پاس ہوئیں جو حسب ذیل ہیں :-

(۱)

بحالت موجودہ جبکہ معاشی پیچیدہ گیوں کی بدولت تعلیم یافتہ طبقوں میں بیکاری پھیل رہی ہے، مفلسی بڑھ رہی ہے، سخت ضرورت ہے کہ مسلم نوجوان تجارتی اور دنیاوی جیسے بہت سے مفید پیشوں کی جدید فنی مہارت حاصل کریں، اور بلا تامل ان پیشوں میں شریک ہو کر معاش پیدا کریں۔ اسلامی تعلیم کے ماتحت پیشے شرافت سے منہد ہو سکتے ہیں، جن پیشوں سے اکل حلال حاصل ہو وہ سب پیشے حسب موقع شریف نوجوان اختیار کر سکتے ہیں اور ضرورت اختیار کریں اور ان کو تعلیم اسلام کے مطابق ایمان داری، خود داری اور خوش اسلوبی سے انجام دیں،

(۲)

رقمی لین دین کی بعض جدید صورتیں جو بہت رائج ہو گئی ہیں اور پورے ہیں اور جن سے قویں کثیر منفعت حاصل کر رہی ہیں، بالخصوص بینک اور بیمہ کاروانج۔ ان سے متعلق سخت ضرورت ہے کہ علمائے دین سب پہلوؤں پر غور کر کے تصفیہ کریں کہ شریعت اسلامیہ میں ان کی کیا نوعیت اور کیا حیثیت ہے، اور مسلمانوں کو اس بارہ میں کیا سبیل اختیار کرنی چاہئے کہ وہ نقصان سے محفوظ رہیں اور جائز منفعت حاصل کریں،

(۳)

معاشرتی تقریبات جو شادی و غم کے موقعوں پر رسم و رواج کے تحت منائی جاتی ہیں۔ ان میں بالعموم اسراف سے کام لیا جاتا ہے۔ قرضہ لے کر

اور اثاثہ کھو کر یہ کام انجام دیا جاتا ہے، لہذا سخت ضرورت ہے کہ معاشرتی تقریبات میں اصلاح کی جائے خاص کر خوش مال طبقہ کی طرف سے اصلاح کی عملی مثال پیش کی جائے اس پر بھی جو لوگ اصلاح سے انحراف کریں متحدہ طور پر ان کی تقریبات میں شرکت سے احتراز کیا جائے تاکہ رائے عامہ سے اصلاح موثر بن جائے،

(۴)

ملک کے مختلف صوبیات میں جو قوانین زرعتی قرضہ کے متعلق وضع ہوئے ہیں ان کی ضرورت مسلم ہے لیکن ان کو پوری مستعدی اور جامعیت کے ساتھ اختیار کیا جانا چاہئے، دیہاتی آبادی کو بڑھتے ہوئے قرضہ کے بار سے جسے موجودہ کساد بازاری نے ناقابل برداشت بنا دیا ہے نجات دلانے کے لئے حکومت کی طرف سے فوری امداد اس ملک کی مرفہ الحالی کے لئے ضروری ہے جن صوبیات میں قرضہ کے مصاحمتی بورڈ قائم ہوئے ہیں ان میں ایسے بورڈوں کو تیزی سے پھیلانے اور حقیقی طور پر مفید بنانے کی کوشش کرنا چاہئے اور جہاں جہاں وہ قائم نہیں ہوئے ہیں وہاں ان کا قیام مزید تاخیر کے بغیر عمل میں آنا چاہئے۔

(۵)

تحریک اصلاح دیہات کو ملک کی حقیقی معاشی ترقی کے لئے نہایت اہم اور دور رس سمجھتے ہوئے اسلامی درس گاہوں کے نوجوانوں کو اس تحریک میں عملی دلچسپی لینے کے ذرائع اختیار کرنے چاہئیں،

(۶)

یہ جلسہ تجویز کرتا ہے کہ مسلم ایجوکیشنل کانفرنس اصلاح معاشرت کے سلسلہ میں ایک قومی تواریخ لکھوائے جس سے معلوم ہو کہ ان کے اسلاف مغلس نہ تھے ان کا پیشہ غارت گری یا گداگری نہ تھا بلکہ وہ بڑی بڑی صنعت و تجارت کے ماہر۔ تجارت اور کاروبار کے مالک تھے۔ انھوں نے دنیا کی تجارت بین الاقوامی کی بنیاد ہی نہیں ڈالی بلکہ اس کو بڑے درجہ کمال پر پہنچایا۔ اس

طرح ان کے کمالات اور معاشی ترقیات دنیا کی تاریخ میں نمایاں نظر آتی ہیں

(۷)

یہ جلیلہ سفارش کرتا ہے کہ شعبہ اصلاح تمدن جو آل انڈیا مسلم ایجوکیشن کانفرنس نے ۱۹۰۹ء میں قائم کیا تھا اور جو عرصہ سے اس کے دائرہ کار سے حذف ہو گیا ہے شدید ضرورت اس کی ہے کہ کانفرنس کی جانب سے از سر نو قائم کیا جائے اور پوری تنظیم و متحدہ جدوجہد سے اس کے ذریعہ مسلمانوں کے معاشرتی حالات میں ایسی اصلاح کی جائے کہ مسلمان اچھے اور سچے مسلمانوں کی سی زندگی بسر کرنے کے عادی بن کر دین و دنیا کی فلاح حاصل کر سکیں،

شعبہ ابتدائی تعلیم و مدارس صدر انصاری آل علی صاحب نقوی ایم اے انسپکٹر مدارس اسلامیہ مقام مشتاق منزل

اجلاس کا آغاز تلاوت کلام مجید سے ہوا، اس کے بعد یہ اسد اللہ صاحب کی تحریک اور مولوی حاجی ابوالحسن صاحب ڈائریکٹر تعلیمات ریاست کشمیر کی تائید سے (خال صاحب) سید آل علی صاحب نقوی ایم اے (انسپکٹر مدارس اسلامیہ صوبہ جات متحدہ) اجلاس کے صدر قرار پائے جناب صدر نے اس موقع پر جو خطبہ پڑھا وہ نہایت مفید تعلیمی معلومات پیش کیا، اس میں ۱۹۲۶ء سے ۱۹۲۷ء تک کے تعلیمی اعداد و مختلف صوبہ جات اور مختلف اقسام کے مدارس کے متعلق بیان کئے گئے تھے، اور ان اعداد کی بنا پر خواندہ مسلم اشخاص اور مسلم آبادی کے تناسب کے لحاظ سے ان کی تعلیمی حالت پر صریح معلومات پیش کئے گئے تھے، خطبہ کا آخری حصہ بعض مفید

مشوروں پر مشتمل تھا،

خطبہ کے بعد سرکاری شعبہ نے ”ابتدائی تعلیم اور مدارس اور دو“ کی موجودہ حالت پر مفصل تبصرہ کیا، اور ان حالات کی اصلاح کے لئے ایک کمیٹی کے تقرر کی ضرورت ظاہر کی، اس کے بعد سید حامد علی صاحب بی اے ڈپٹی انسپکٹر مدارس بجنور نے ایک مقالہ پڑھا جس کا عنوان تھا ”دریکر نظام تعلیم کی اہمیت اور ہندوستانی قومیت کی تشکیل“ اس مقالہ میں صاحب موصوف نے اس امر پر زور دیا تھا کہ مدارس کی زندگی کو گرد و پیش کی معاشرت سے مربوط اور متعلق ہونا چاہئے۔ اور یہ مقصد پیش نظر رہنا چاہئے کہ طلبہ کو اپنے مقام کی زندگی کا اہم اور ذمہ دار عنصر بنادیا جائے،

جناب صدر نے اپنے تبصرہ میں تائید مزید کرتے ہوئے مدرسین کی مخصوص ٹریننگ کی ضرورت ظاہر فرمائی اور اس کے مختلف طریقوں اور موجودہ مشکلات پر بھی اظہار خیال کیا، بعد ازاں حاجی خواجہ غلام الحسین صاحب پانی پتی نے ابتدائی تعلیم کے متعلق اپنی مرتب کردہ ایک کم کو چارٹ اور تصاویر کے ذریعہ سے پیش کیا، نیز فارسی اور دینیات کی تعلیم کو دپ بنانے کے لئے جو تدریس سوچی ہیں وہ بھی اجلاس میں بیان کیں، اس کے بعد سید اسد اللہ صاحب کاظمی کی تحریک اور سید حامد علی صاحب کی تائید سے حسب ذیل رزلویشن پیش ہو کر منظور ہوا

(۱)

”چونکہ نظام تعلیم کی جدید تشکیل پر صوبہ متحدہ کی گورنٹ خصوصاً اور دیگر صوبجات کی عموماً غور کر رہی ہیں اور چونکہ مسلمانوں کی ابتدائی تعلیم کے مفاد کا تحفظ کرنا ضروری ہے تاکہ اس کو جدید اصول کے ماتحت مقامی معاشرت سے ہم آہنگ بنایا جاسکے، اس لئے یہ کانفرنس تجویز کرتی ہے کہ ماہرین تعلیم کی ایک کمیٹی مقرر کی جائے جس کے ممبروں کا انتخاب سالانہ ہوا کرے، اس کا صدر مقام علی گڑھ رہے گا، اور متوقع ہے کہ اس کمیٹی کی سفارشات کو جو تعلیم کے کسی شعبہ سے متعلق ہوں گے بہ نظر تحت دیکھے گی“

اس کے بعد دوسرا رزلویشن منجانب صدرت پیش ہو کر پاس ہوا جو حسب ذیل

ہے،

(۲)

”یہ کانفرنس تجویز کرتی ہے کہ دفتر آل انڈیا مسلم ایجوکیشن کانفرنس کے گزشتہ کی طرح ہر شہر تعلیم صوبہ متحدہ کی معرفت تمام اضلاع کے وٹیکو مدراس سے اردو کی خوشخطی کے نمونہ جات منگا کر بہترین خوشخطی پر درجہ دار انعامات تقسیم کیا کرے، اور اس کے لئے سالانہ بجٹ میں مناسب گنجائش رکھے“

سید آل علی نقوی صاحب ایم اے کا خطبہ صدارت جو اس اجلاس میں پڑھا گیا، دوسرے شعبوں کے خطبات کے ساتھ شائع ہوا ہے،

سید آل علی صاحب ہمارے صوبہ کے ایک قابل تجربہ کار، اور جفاکش تعلیمی افسر ہیں، اور ان کی نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ اپنے فرائض غیر معمولی دلچسپی اور بے لاگ طریقہ سے ادا کرتے ہیں، دوسری خصوصیت یہ ہے کہ وہ اپنے کام پر پورے طور پر جاوی ہیں اور تمام جزئیات پر نظر رکھتے ہیں، وہ اپنا فرض صرف اس لئے انجام نہیں دیتے کہ اس خدمت پر حکومت کی طرف سے مامور ہیں بلکہ اُن کے دل میں اشاعتِ تعلیم کا ایک خاص جذبہ ہے، یہاں تک کہ پرائیویٹ صحبتوں میں بھی ان کا موضوع سخن ہمیشہ ”تعلیم“ ہی رہتا ہے،

ابتدائی تعلیم کا مسئلہ خصوصیت کے ساتھ محتاجِ توجہ ہے، اجلاس عام کے صدر نے بھی ابتدائی تعلیم کی اہمیت اور اس کی اصلاح پر اپنے خطبہ میں بہت کچھ زور دیا ہے،

اجلاس شعبہ تعلیم اعلیٰ

صدر

عبداللہ یوسف علی صاحب ایم اے ایل ایل ایم سی بی، ای، آئی، سی، ایس ریٹائرڈ پرنسپل اسلامیہ کالج لاہور

۲۰ مارچ ۱۳۳۸ھ کی صبح کو جبکہ ”شعبہ ابتدائی تعلیم“ کا اجلاس مشتاق منزل میں منعقد ہو رہا تھا

”شعبہ تعلیم اعلیٰ“ کا اجلاس اسٹریٹجی ہال میں زیر صدارت جناب عبداللہ یوسف علی صاحب ایم اے ایل ایل ایم سی بی، ای، آئی، سی، ایس ریٹائرڈ پرنسپل اسلامیہ کالج لاہور منعقد ہوا،

مسٹر عبدالغفور صاحب جانش سکریٹری شعبہ تعلیم اعلیٰ اس اجلاس کی حسبِ نیت کیفیت تحریر فرماتے ہیں:۔

”حاضرین کی تعداد کافی تھی اور ٹال پورا بھرا ہوا تھا‘ اکابر قوم میں سے ذابصہ یا جنگ ببادر، ڈاکٹر ضیاء الدین احمد صاحب اور دیگر اصحاب تشریف فرما تھے، پروفیسر ڈاکٹر عبدالقادر صدیقی اور پروفیسر خواجہ غلام السیدین صاحب کی تائید کے بعد عبدالقادر یوسف علی صاحب صدر منتخب ہوئے،

ملاقات کلام حمید محمد یونس صاحب مستطیع بی، ایس، سی، کلاس نے کی، اس کے بعد جناب صدر نے اپنا خطبہ پڑھا۔ خطبہ کی مطبوعہ کاپیاں حاضرین میں تقسیم کر دی گئیں، بعد میں جانش سکریٹری نے مسلمانوں کی ”اعلیٰ تعلیم“ کی اجمالی تاریخ اور آئندہ ترقی کے امکانات پر ایک مقالہ پڑھا، اس کے بعد پروفیسر خواجہ غلام السیدین صاحب نے یونیورسٹیوں میں ہندوستانی زبانوں کو ذریعہ تعلیم بنانے پر اپنا پرمغز و مدلل مقالہ پڑھا، اس مقالہ پر بحث بھی ہوئی جس میں ڈاکٹر شہید اللہ صاحب (دوہاک یونیورسٹی) اور ڈاکٹر سید حسین عثمانیہ یونیورسٹی نے حصہ لیا بعد ازاں ڈاکٹر محمد حسین صاحب (اگرہ کالج) نے اپنے مقالہ میں ہندوستانی یونیورسٹیوں کے نظام تعلیم پر ایک تنقیدی نگاہ ڈالی پھر ڈاکٹر حفیظ سید صاحب (الہ آباد یونیورسٹی) نے ”مضبوط آزادی“ کے عنوان سے اپنا مقالہ پڑھا،

اس کے بعد جناب صدر نے ڈاکٹر منیر احمد، ڈاکٹر کرکائن ریسرچ انسٹی ٹیوٹ اور پرنس ہائے اسلامیہ کالج کلکتہ کے مقالوں کو پڑھ کر نایا، الفٹ کر نبل ضیاء الدین احمد صاحب، ڈاکٹر نقیبات بھادپور نے اردو زبان کو ذریعہ تعلیم بنانے پر دلچسپ اور پر جوش تقریر فرمائی، صاحبہ بیوت کے بعد ڈاکٹر سید حسین صاحب (عثمانیہ یونیورسٹی) نے ”ٹیکنیکل تعلیم“ کے عنوان سے ایک پراثر خطبات تقریر کی جس کے بعد مولوی سراج الدین صاحب رٹائرڈ سٹیشن منج ریاست بھادپور نے ”اسلامی تعلیم کے نصب العین“ پر تبصرہ فرمایا، آخر میں پروفیسر خواجہ غلام السیدین صاحب نے صب ذیل تجویز پیش کی:۔

”ہیں کانفرنس کی رائے میں ہندوستان کی تمام یونیورسٹیوں میں

ہندوستانی زبانوں کی اعلیٰ تعلیم کا انتظام کرنا چاہئے اور ہندوستانی

زبانوں کو ذریعہ تعلیم بنانا ضروری ہے“

ڈاکٹر شہید اللہ صاحب ڈھاکہ یونیورسٹی کی تائید کے بعد یہ تجویز بالاتفاق پاس ہوئی، آخر میں پروفیسر محمد حبیب صاحب سکریٹری شعبہ تعلیم اعلیٰ نے کانفرنس کی طرف سے جناب صدر کا شکریہ ادا کیا جس کے بعد شعبہ کا اجلاس ختم ہوا،

دوسرا اجلاس عام

مقام سٹرکچی ہال، پانچ بجے

صدر لفٹنٹ کرنل ضیاء الدین احمد صاحب ڈاکٹر تعلیمات ریاست بھاولپور

۲۶ مارچ کی سہ پہر کو کانفرنس کا دوسرا اجلاس عام سٹرکچی ہال میں منعقد ہوا، اجلاس کا آغاز تلاوت کلام مجید سے ہوا، چونکہ اجلاس عام کے صدر نواب سی عبدالحکیم رئیس عظمیٰ ہراس بوجہ ضرورت تشریف لے جا چکے تھے اس لئے سید الطاف علی صاحب ہیڈ اسسٹنٹ دفتر کانفرنس کی تحریک اور پروفیسر عبدالمجید صاحب قریشی آنریری جائنٹ سکریٹری کانفرنس کی تائید سے لفٹنٹ کرنل ضیاء الدین احمد صاحب ڈاکٹر تعلیمات ریاست بھاولپور اجلاس عام کے صدر قرار پائے اور جناب ممدوح نے کارکنان کانفرنس اور حاضرین کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اس منصب کو قبول فرمایا۔

اس کے بعد آنریری جائنٹ سکریٹری صاحب کانفرنس نے مشاہیر ملک کے وہ پیغامات سنائے جو کانفرنس کی پیمائش کی تہنیت اور اپنی عدم شرکت کی معذرت کے متعلق موصول ہوئے تھے، بعد ازاں ڈاکٹر یعقوب شینکوچ مفتی عظم پو لینڈ نے ”پولینڈ میں مسلمان“ کے عنوان سے انگریزی میں ایک تقریر کی،

اس کے بعد حسب ذیل شعبوں کے اجلاس کی مختصر رپورٹیں اور ان کے منظور شدہ رزلوشنیں اجلاس عام میں پیش ہو کر منظور ہوئے،

۲- "اعلیٰ تعلیم"

۳۔ ابتدائی تعلیم و مدارس اردو،

۴۔ ”تعلیم نسواں“

اس کے بعد جناب صدر نے دہ رزولوشن جو ۲۶ مایح کو ملکنالوجی کے متعلق پیش ہوا تھا، اور جس میں ۳۰ لاکھ روپیہ جمع کرنے کی تحریک کی گئی تھی دوبارہ پیش کیا کیونکہ کل وہ ضابطہ سے منظور نہیں ہوا تھا، آج اجلاس عام میں منظور ہوا،

اس کے بعد ایک ممبر نے یہ شرکت کی کہ ان کا ایک رزلوشن جو قادیانی فرقہ سے متعلق تھا سبکدوش کمیٹی میں نہیں پیش کیا گیا، جناب صدر نے ان کی گفتگو سنکر یہ طے کیا کہ وہ رزلوشن اب سبکدوش کمیٹی میں پیش کر دیا جائے، چنانچہ یہ اعلان کر دیا گیا کہ بعد نماز مغرب سلطان جاں نمرل میں کمیٹی کا اجلاس ہوگا جس میں یہ رزلوشن بحث کے لئے پیش کیا جائے گا اس اعلان کے بعد اجلاس ختم ہوا، جناب صدر کی تجویز کے مطابق بعد نماز مغرب صدر دفتر کانفرنس سلطان جاں نمرل میں مجلس مضامین کا جلسہ منعقد ہوا جس میں ہست سے ممبروں نے شرکت کی،

رزولوشن مفصل بحث ہوئی، اور آخر کار بہت بڑی اکثریت آرا سے یہ طے ہوا کہ کانفرنس کے قواعد کے ماتحت یہ رزولوشن اجلاس میں پیش نہیں ہو سکتا لہذا مسترد کر دیا گیا،

۲۷ مارچ کو بوقت ۸ بجے شب اردو پریس کانفرنس کا پہلا اجلاس زیر صدارت مولوی بشیر الدین صاحب ایڈیٹر البشیر و منبر اسلامیہ اسکول اٹاوا منعقد ہوا، اور دوسرا ۲۸ مارچ کو بوقت ۸ بجے صبح ہوا جس کے صدر منشی دپانور اینظم صاحب ایڈیٹر رسالہ زمانہ کانپور تھے، اس اجلاس کے دونوں خطبے دوسرے خطبوں کے خطبوں کے ساتھ ایک مجملہ میں ملحدہ شارح ہوتے ہیں،

اردو پریس کانفرنس کے اجلاس میں اس کانفرنس کی ضرورت اور اغراض و مقاصد کے متعلق جو بیان اس کے سرکاریوں کی طرف سے حاضرین کے سامنے پیش کیا گیا وہ حسب ذیل ہے،

محترم صدر دہراوران گرامی قدر

سب سے پہلے ہم پنجاب بھائیوں کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ جنہوں نے ہماری دعوت قبول فرمائی اور سفر کی زحمت کو ادا فرما کر اردو پریس کانفرنس میں شریک ہوئے، ہم ان سب بھائیوں کے بھی شکر گزار ہیں جو اگرچہ کسی مجبوری کی وجہ سے یہاں تشریف نہ لاسکے لیکن اپنے اپنے اخباریں اس تحریک کی پُر زور افواظیں تائید کی اور اپنے خطوط کے ذریعہ سے ہماری حوصلہ افزائی کی اور ہمت بڑھائی،

اس کے بعد ہم کارکنان کانفرنس کے بھی شکر گزار ہیں جنہوں نے اپنی کانفرنس کی سنجیدہ جوابی کے یادگار موقع پر اردو پریس کانفرنس کا اجلاس منعقد کرنے کے لئے ہر قسم کی آسانیوں ہم پہنچائیں، اور محامدوں کے قیام و طعام کا انتظام کر کے ہیں یہ موقع دیا کہ اپنا کام اطمینان سے انجام دے سکیں،

کانفرنس ایک اصلاحی تعلیمی جماعت ہے اس لئے صحافت کی اصلاح و ترقی کی طرف اس کا توجہ کرنا کوئی تعجب کی بات نہیں، کیونکہ عوام کے خیالات و مذاق کی اصلاح اور ان کی ذہنی تربیت و ترقی کا بڑا ذریعہ اخبارات ہیں، نیز تعلیم کی اشاعت و ترقی میں بھی ان کی کوشش بہت مفید ثابت ہو سکتی ہے لہذا اگر ہمارے اخبارات کا معیار بلند ہو اور وہ مفید معلومات و عمدہ خیالات کی اشاعت کریں تو یہ اپنے وطن عزیز کی بہت بڑی خدمت ہوگی،

اس بنا پر اگر کانفرنس نے اخبارات کی ترقی و اصلاح کے لئے ایک صورت پیدا کی تو اس نے اپنے مقاصد اور حدود سے تجاوز نہیں کیا، اس ضرورت کا احساس کانفرنس کو اس وجہ سے بھی تھا کہ وہ خود بھی ایک ہفتہ وار اخبار کانفرنس گزٹ کے نام سے شائع کرتی ہے، اور اخبارات کے مصائب و مشکلات سے ناواقف نہیں ہے،

غرض کانفرنس نے ایک مفید مقصد پیش نظر رکھ کر سب بھائیوں کو اردو پریس کانفرنس میں شرکت کے لئے دعوت دی، اور ہمیں سہرت ہے کہ سب نے نہایت گرمیوشی سے اس کا فیض مقدم کیا اس موقع پر ہمیں یہ ظاہر کرنے میں ذرا بھی تاثر نہیں کہ اردو اخبارات کی مالی حالت اور نقد و اشاعت دوسرے ممالک کے اخبارات کا تو کیا ذکر خود ہندوستان کے ان اخبارات سے گزری ہوئی ہے جو دوسری ملکی زبانوں میں نکل رہے ہیں اور اس لئے کسی تحریک کو خواہ وہ تعلیمی ہو یا اصلاحی و سیاسی، موثر طریقہ سے کامیاب نہیں بنا سکتے،

اس کی ایک خاص وجہ یہ بھی ہے کہ عام اخبارات خصوصاً اردو اخبارات کے لئے یہ شکلات کو زمانہ ہے اگر ایک طرف حکومت کے قوانین کی سختی ان کی ترقی میں سنگ راہ ہے تو دوسری طرف عوام کی بے اعتنائی و بد مذاقتی بھی ان کو ترقی کرنے سے روک رہی ہے، ان خطوط سے جو ہماری دعوت کے جواب میں موصول ہوئے نیز ان خیالات سے جو اخبارات کے ذریعہ سے ظاہر کئے گئے ہیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ اردو اخبارات کو اپنی اس حالت کا احساس ہے اور ہر ایک کی یہ خواہش ہے کہ اردو اخبارات کی اصلاح و ترقی کے لئے کوئی تدبیر سوچی جائے تاکہ ان کی آوازیں اثر پیدا ہو اور وہ زیادہ بہتر طریقہ سے ملک و قوم کی خدمت انجام دے سکیں،

اس ضرورت کا عام احساس ان تجاویز سے بھی ہوتا ہے جو مختلف اخبارات کے ایڈیٹروں نے کانفرنس کے لئے بھیجی ہیں اور جو آپ کے سامنے پیش ہوں گی اور امید ہے کہ غور و بحث کے بعد آپ ان میں سے مفید و ضروری نکتا ویز کو منظور کریں گے،

اس میں شک نہیں کہ جیسی توقع تھی زیادہ اصحاب اس کانفرنس میں شرکت کے لئے تشریف نہیں لائے، ہم نے دوسو سے زیادہ دعوت نامے بھیجنے کے علاوہ اخبارات کے ذریعہ سے بھی اردو پریس کانفرنس کے اغراض و مقاصد کی وسیع پیمانہ پر اشاعت کی تھی، اور چونکہ ہر طرف سے مقاصد کی تائید کی گئی تھی اس لئے یہ خیال تھا کہ ہم اپنے زیادہ بھائیوں کا خیر مقدم کر سکیں گے لیکن باوجود اس کے ہم مایوس نہیں ہیں، یہ پشیمانی تھا، اور ابتدائی کام ایسا ہونا ایک قدرتی بات تھی ہمارے اطمینان کے لئے یہ امر کافی ہے کہ ہر طرف سے بلا اختلاف اس تحریک کی تائید کی گئی

ہمارا سب سے بڑا مقصد اس کانفرنس کے قیام سے یہ ہے کہ اردو پریس کی اصلاح و تنظیم کی جائے، اگر ہم اس مرتبہ اس مقصد کے حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے تو ہمارا یہ اجتماع اردو پریس کی تاریخ میں ایک یادگار واقعہ ہو گا، آپ اس انجمن کا نام خواہ اردو پریس کانفرنس رکھیں یا اردو پریس ایسوسی ایشن، مقصد کام سے بے نزک نام سے،

بالفعل ہمارا کام یہ ہے کہ آئندہ اپنا کام جاری رکھنے کے لئے حسب ذیل امور طے کر لیں:-
(۱) انجمن کا نام اور مقاصد، مقاصد کے متعلق ہم یہ عرض کریں گے کہ ایسے مقاصد رکھے

جائیں جن میں ہر اخبار خواہ اس کا سیاسی مسلک کچھ ہی کیوں نہ ہو بے تامل شریک ہو سکے،

(۲) انجمن کی ممبری کے شرائط اور چنیدہ سالانہ کی مقدار،

(۴) بالفعل ایک سال کے لئے انجمن کے عمدہ داروں اور مجلس انتظامی کے ممبروں کا انتخاب،

(۵) انجمن کے دفتر کا مقام نیز ہر مقام پر جہاں سے متعدد اخبارات نکلتے ہوں، اخبارات کی مقامی انجمن بنانا،

(۶) دوسرے امور جو انجمن کو مفید ثابت ہوں گے اور چاہئے کے لئے ضروری ہوں،

اگر اس پریس کانفرنس کے انعقاد کا نتیجہ ایک پریس ایسوسی ایشن کی صورت میں نکل آیا تو ہماری محنت وصول ہے، ورنہ جس طرح ہم اپنے اخبارات میں دوسری کانفرنسوں کے جملوں پر "نشستہ گفتند و برخاستند" کی مثل عائد کیا کرتے ہیں وہی فقرہ ہم پر بھی کسا جائے گا اور یہ تمام زحمت جو ہمارے دوستوں نے اٹھائی ہے رائیگاں جائے گی،

جو رزولوشن ہماری کانفرنس میں پیش ہوں گے ان میں بہت سے خاص طور پر کارآمد و مفید ہیں لیکن ان کو عملی صورت میں لانا اس وقت تک ناممکن ہے جب تک کہ ہماری مستقل انجمن کا اور اس کے دفتر کا قیام نہ ہو جائے، اس لئے میں نہایت ادب سے عرض کروں گا کہ ہمارا سب سے پہلا فرض یہ ہے کہ اگر ہمیں اخبار نویسی جیسے پیشے کا احترام مد نظر ہے، اگر ہم اپنی آواز کو مؤثر بنانا اور اردو پریس کے درجہ کو بلند کرنا مقصود ہے، اگر ہم چاہتے ہیں کہ گونا گوں مشکلات جو حکومت یا غوغا و غرض پبلک کی طرف سے ہمارے راستے میں پیدا کی جاتی ہیں ہم میں ان کے مقابلہ کرنے کی اہلیت پیدا ہو تو ہم اپنی تنظیم کریں اور اس ریل میٹھے کے موقع کو غنیمت جانیں، ڈاکٹر اقبال کے اس قول کو یاد رکھئے!—

فرد قائم ربط ملت سے ہے تنہا کچھ نہیں

موج ہے وریا پس اور بیرون دریا کچھ نہیں

اردو پریس کانفرنس کے پہلے اجلاس میں خطبہ صدارت کے بعد متعدد ایڈیٹروں نے پریس کانفرنس کی ضرورت پر تقریریں کیں اس کے بعد جب فیل رزولوشن پاس ہوا،

”یہ کانفرنس تجویز کرتی ہے کہ اردو اخبار نویسوں کی ایک انجمن قائم کی جائے“

پھر اس رزولوشن کے سلسلہ میں چند اصحاب کی ایک کمیٹی بنا دی گئی جس کے ذمہ یہ خدمت کی گئی کہ

”انجمن کے اغراض و مقاصد اور ضابطہ کار کا تعین کر کے دوسرے اجلاس میں پیش کرے“
 چنانچہ تجویز مندرجہ بالا کی تعمیل میں کمیٹی نے انجمن کے مقاصد اور ضابطہ کار کے متعلق
 ضروری قواعد مرتب کر کے دوسرے روز ۲۸ مارچ کے اجلاس میں پیش کئے جو بعد غور و بحث
 بلا اختلاف منظور ہوئے،

اغراض و مقاصد اور ابتدائی ضابطہ کار

- ۱۔ اس انجمن کا نام ”اردو پریس ایسوسی ایشن“ ہوگا،
- ۲۔ اس انجمن کے مقاصد حسب ذیل ہوں گے،
 (الف) اردو اخبار نویسی اور اردو مطالعہ کو ترقی دینا،
 (ب) اخبارات و مطالعہ کے حقوق کی حفاظت،
 (ج) اخبار نویسوں اور اہل مطالعہ میں باہم اتحاد کرنا اور تعاون باہمی کو ترقی دینا،
 (د) ہر اردو اخبار نویس اور اہل مطبع جو مندرجہ بالا مقاصد سے اتفاق رکھتا ہو اس
 انجمن کا ممبر ہو سکتا ہے،
- (۴) ہر ممبر کے لئے ایک روپیہ فیس داخلہ اور دو روپیہ سالانہ چندہ ممبری اکرنا ضروری ہوگا،
 (۵) اردو پریس کانفرنس کی انتظامیہ کمیٹی کے ارکان علاوہ عمدہ واردن کے گیارہ
 ہوں گے اس وقت جو ارکان منتخب کئے جاتے ہیں، اُن کی مدت عمدہ ایک سال ہوگی کمیٹی
 اپنے طریقہ کار کے لئے ضمنی قواعد مرتب کرے گی نیز سالانہ اجلاس کی تاریخ اور مقام کا
 تعین کرے گی،

۶۔ ایک سال تک اس انجمن کا صدر و فرائض گروہیں رہے گا اس کے بعد دوبارہ اس پر
 غور کیا جائے گا،

۷۔ سال میں ایک مرتبہ ایسوسی ایشن کا جلسہ منعقد ہو کرے گا، اس کے علاوہ کمیٹی کے
 اور جلسے بھی حسب ضرورت منعقد کئے جاسکتے ہیں جس کا ایجنڈا پہلے سے جاری ہوگا، کوہم
 تین ممبروں کا ہوگا، اور تحریری رائیں بھی شمار کی جائیں گی،

ایسوسی ایشن کے عمدے

اردو پریس ایسوسی ایشن کے عمدے حسب ذیل ہوں گے،

- ۱۔ صدر
- ۲۔ نائب صدر
- ۳۔ سکرٹری (منفذ)

انجمن کا سکریٹری اس کا خزانچی بھی ہو گا جو روسیہ کو انجمن کے مقاصد میں صرف کرنے کا
بجائز ہو گا " ایسوسی ایشن " کا روپیہ سیونک بینک میں جمع ہو گا، اور اس کے برآمد کرنے کا فیصلہ
سکریٹری کو اپنے دستخط سے ہو گا،

عہدہ داروں کا انتخاب

ایک سال کے لئے حسب ذیل اصحاب بالاتفاق انجمن کے عہدہ دار منتخب ہوئے،
صدر - منشی دیان رائن گلم صاحب اوپٹر سال زمانہ و اخبار آزاد کا پورے
ٹائٹل صدر - مولوی نظام الدین حسن صاحب نظامی ایڈیٹر دو تقرین بدایوں،
سکریٹری (عہدہ) محمد اکرام اسد خان ندوی ایڈیٹر کانفرنس گزٹ علی گڑھ،

انتظامیہ کمیٹی کے ارکان

انتظامیہ کمیٹی کے ارکان بالاتفاق حسب ذیل اصحاب تجویز ہوئے،
۱۔ منشی دیان رائن گلم صاحب اوپٹر سال زمانہ (باعتبار عہدہ)

۲۔ مولوی نظام الدین حسن نظامی ایڈیٹر دو تقرین (باعتبار عہدہ)

۳۔ محمد اکرام اسد خان ندوی ایڈیٹر کانفرنس گزٹ (باعتبار عہدہ)

۴۔ عیاد احمد صاحب بی ایس سی اوپٹر اخبار (علیگ)

۵۔ مولوی محفوظ الحق صاحب علمی ایڈیٹر بھائی میگزین علی گڑھ

۶۔ مولوی خضر الملک صاحب علوی ایڈیٹر سالہ الناظر لکھنؤ

۷۔ مسٹر شمعون ناتھ چوہدری ایڈیٹر سوراجیہ دلی، ۸۔ غلام محی الدین خاں صاحب ایڈیٹر مونس آباد،

ابھی چھ ارکان کا انتخاب باقی ہے جو موجودہ کمیٹی کے غور و مشورہ کے بعد کیا جائیگا

اجلاس ختم ہونے سے پہلے ۱۴ اوپٹروں نے " اردو پریس ایسوسی ایشن " کی باضابطہ

شرکت یعنی ممبری قبول فرمائی اور سب صاحبوں نے چندہ داخلہ اور اکثر نے چندہ سالانہ

فوراً ادا کر دیا، اکثر ممبروں نے یہ وعدہ بھی کیا کہ وہ دوسرے اخبار نویس بھائیوں کو بھی

ایسوسی ایشن کا ممبر بنانے کی کوشش کریں گے اردو پریس کانفرنس کے دوسرے اجلاس میں

حسب ذیل رزلویشن بالاتفاق منظور ہوئے،

(۱)

"یہ کانفرنس صاحب ڈائریکٹر جنرل پوسٹ اور ٹیلی گراف سے

درخواست کرتی ہے کہ اخبارات کے لئے شرح ٹیلی فون میں خاص رعایت کی جائے۔“

(۲)

”یہ کانفرنس صاحب ایجنٹ اور دیگر افسران ریلوے سے درخواست کرتی ہے کہ وہ اپنی اپنی ریلوے کے بک اسٹالوں میں اردو اخبارات، رسائل، اور کتابوں کی فروخت کے انتظام میں توسیع کریں اور ان کے لئے ۲۵ فی صدی کمیشن کی شرح مقرر کریں اور اس امر کی ہدایت فرمائیں کہ اس کمیشن کے علاوہ کوئی مزید مطالبہ نہ کیا جائے۔“

(۳)

”یہ کانفرنس صاحب ڈائریکٹر پوسٹ اور ٹیلی گراف سے درخواست کرتی ہے کہ پریس ٹیلی گرام ہندوستانی زبانوں اور رومن رسم الخط میں قبول کر لئے جائیں۔“

(۴)

”یہ کانفرنس صاحب ڈائریکٹر جنرل پوسٹ اور ٹیلی گراف سے درخواست کرتی ہے کہ وہ اخبارات و رسالوں کے پرائے پریچوں کو جو تاریخ اشاعت کے بعد بھیجے جائیں، رعایتی شرح ڈاک سے بھیجنے کا قاعدہ قائم رکھیں۔“

(۵)

”یہ کانفرنس گورنمنٹ ہند سے درخواست کرتی ہے کہ جدید ترین کے اجراء کے ساتھ ساتھ ہندوستانی پریس ایکٹ میں ایسی ترمیم کی جائے کہ پریس آزادی کے ساتھ اپنے فرانچائز اور اسکے، نیز یہ کانفرنس ممبران انجمنی سے درخواست کرتی ہے کہ وہ موجودہ پریس ایکٹ میں ترمیم کرنے کے لئے ضروری تدابیر اختیار کریں۔“

(۶)

”یہ کانفرنس صاحب ڈائریکٹر جنرل محکمہ ڈاک و تار سے درخواست

کرتی ہے کہ اخبارات کے لئے ونڈو ڈیلیوری اور تار کا پتہ رجسٹری کرنے کی شرح فیس میں نصف کی رعایت کی جائے“

اردو پریس کانفرنس کے اس جلسہ میں مولوی محمود الحسن صاحب صدیقی بی، اے ایڈیٹر اخبار ندیم نے ایک مقالہ بھی پڑھا، جو حاضرین نے توجہ سے سنا، منشی دیا نرائن نغم صاحب ایڈیٹر زمانہ کا خطبہ بھی نہایت عمدہ مطالب پر حاوی تھا جو تمام اخبار نویس بھائیوں نے پسند کیا، پھر جناب صدر کے شکریہ کے بعد ۱۲ بجے اردو پریس ایسوسی ایشن کا اجلاس ختم ہوا ۵ بجے شام کو مرزا ابراہیم بیگ صاحب ایڈیٹر سرگندشت علی گڑھ نے اخبار نویسوں کو ایک پرنکلفٹ ایٹ ہوم دیا، یہ مہلطف صحبت دیر تک جاری رہی، منشی دیا نرائن نغم صاحب صدر ”ایسوسی ایشن“ بھی ایٹ ہوم میں شریک تھے،

اجلاس شعبہ اسلامی علوم فنون

صدر

مولانا سید سلیمان ندوی

۲۷ مارچ ۱۹۳۷ء کو بوقت ۸ ۱/۲ بجے شب ”شعبہ اسلامی علوم و فنون“ کا پہلا اجلاس زیر صدارت مولانا سید سلیمان صاحب ندوی اسٹریکی ہال میں منعقد ہوا، اس شعبہ کے سرکاری ڈاکٹر امیر حسن صاحب صدیقی نے شعبہ کے اجلاس کی جو مختصر رپورٹ بھیجی ہے وہ حسب ذیل ہے: ”بعد تلاوت کلام مجید اور تحریک و تائید صدارت اجلاس کی کارروائی شروع ہوئی ادلاً محمد شریف حسین انشٹنم نور تھ ایر کلاس نے ایک نظم بہ عنوان ”پیغام سحر“ جو بہت مختصر مگر با اثر تھی پڑھی اس کے بعد جناب صدر نے اپنا خطبہ صدارت پڑھا، یہ خطبہ کیا تھا، ایک محققانہ پرچہ اسلامی علوم و فنون پر تھا جس میں نہ صرف ابتدائے اسلام سے ”اسلامی علوم و فنون“ کی نشوونما دکھائی گئی تھی بلکہ موجودہ زمانہ تک کے محققین کے کاموں کی ایک مکمل تاریخ علمی

علامہ موصوف نے اس فاضلانہ خطبہ میں متفقانہ طریقہ سے یہ بھی بتایا تھا کہ ہمارے پاس کیا کیا ذخیرہ اسلامی علوم و فنون پر تھا، اور وہ کس طرح اور کن کن موقعوں پر ہمارے ہاتھ سے جاتا رہا، موجودہ ذخیرہ کا ایک بہت بڑا حصہ اہل یورپ کے قبضہ میں ہے جس پر وہ بُرا یا بھلا کام کر رہے ہیں مگر ہمارے پاس بھی کام کرنے کے واسطے کافی مواد ہے مگر افسوس کہ کام کرنے والے بہت کم ہیں، یہ کام تو ہمارا ہے مگر اس کی تکمیل اہل یورپ کر رہے ہیں، لیکن افسوس کہ ان میں سے بہت کم لوگ ایسے ہیں جو صحیح راستہ پر کام کر رہے ہیں، ورنہ اکثر و بیشتر یورپین جو اس موضوع پر کام کر رہے ہیں یا تو بوجہ نادانی یا بوجہ تعصب اسلام اور اسلامی علوم و فنون کو دینا کے سانسٹے ایک ایسے بُرے طریقہ سے پیش کر رہے ہیں کہ اس کا لازمی نتیجہ نوجوانوں کی مگرابی ہے،

آخر میں علامہ موصوف نے مسلمانوں کی قویہ اس طرف مبذول فرمائی کہ اب وقت آگیا ہے کہ وہ خود اس نادور ذخیرہ سے فائدہ اٹھائیں، اور دنیا کے سامنے اس کو صحیح طریقہ سے پیش کر دیں،

خطبہ کے بعد سکرٹری شعبہ نے ایک مختصر رپورٹ پڑھی اس رپورٹ میں پہلے یہ بتایا گیا تھا کہ کانفرنس نے گزشتہ اجلاس راپور کے موقع پر ایک ”شعبہ اسلامیات“ قائم کیا تھا جس کے اجلاس کی صدارت، مسلم یونیورسٹی کے مایہ ناز فلاسفر و اکابر ظفر احسن صاحب نے فرمائی تھی، اس کے بعد یہ بیان کیا گیا تھا کہ

”اس سال جہاں تک صدارت کا تعلق ہے کانفرنس کا یہ شعبہ سال گزشتہ کے مقابل کچھ کم خوش نصیب نہیں ہے۔ آج جو بزرگ صدارت کی کرسی پر تشریف رکھتے ہیں اور جن کا فاضلانہ خطبہ آپ ابھی سن چکے ہیں اس صدی کے مسلمان علماء میں ممتاز و راجہ رکھتے ہیں، خود ”شعبہ اسلامی علوم و فنون“ کی ضرورت کے متعلق رپورٹ میں حسب ذیل خیالات ظاہر کئے گئے تھے،

”جہاں تک میں سمجھتا ہوں آل انڈیا مسلم ایجوکیشن کانفرنس نے ایک شعبہ اسلامی علوم و فنون کے ساتھ مخصوص کر کے صحیح رہ نمائی کا حق ادا کیا ہے، کانفرنس کے اس اقدام نے اس حقیقت کو پیش نظر کر دیا کہ ہمارے نظام تعلیم میں اسلامی علوم کے لئے مخصوص طریقہ سے جگہ پیدا کرنا ضروری ہے،

اب جو ادارے قومی تعلیم کی خدمت انجام دے رہے ہیں ان کا فرض ہے کہ کانفرنس کی رہنمائی سے فائدہ اٹھائیں اور غالباً آپ کو یقین کر سرت ہوگی کہ اس تحریک کا اثر مسلم یونیورسٹی نے بھی قبول کیا، چنانچہ یہاں اسلامی علوم و فنون کے ساتھ دلچسپی تازہ کرنے کے لکھ ایک ”انجمن اسلامیات“ اور ایک ”سوسائٹی آف اسلامک ہسٹری اینڈ کچر“ قائم ہو گئی ہے جن کے انتظام سے اسلامی مسائل اور اسلامی علوم پر بصیرت افزا تقریریں ہوتی رہتی ہیں، اور خطبات پڑھے جاتے ہیں،

اس سلسلہ میں یہ عرض کر دوں تو بیجا نہیں کہ اس شعبہ کی تعلیم کے لئے مسلم یونیورسٹی میں اگر ایک جدا محکمہ دوسرے مضامین و سبکی کی طرح قائم کر دیا جائے تو ایک بڑی کمی پوری ہو جائیگی،
سکرٹری کی رپورٹ کے بعد خان بہادر سید ظفر حسن صاحب نے اپنا دلچسپ مقالہ ”مقامات مقدسہ“ پر پڑھا اس مقالہ میں صاحب موصوف نے تمام مقدس مقامات پر جو حجاز میں تاریخی حیثیت سے تبصرہ کیا اور سلامتوں کے ذریعہ سے اپنے لکچر کو بہت دلچسپ بنا دیا، اس کے بعد شعبہ کا پہلا اجلاس ختم ہوا،

شعبہ اسلامی علوم و فنون کا دوسرا اجلاس ۲۸ مارچ کو ۹ بجے کے بعد آسمان منزل میں منعقد ہوا، اس اجلاس میں سب سے پہلے مولوی محمد امجد خاں صاحب پروفیسر جامعہ عثمانیہ کا مقالہ بعنوان ”زبان فارسی اور اس کے مختلف دور“ پڑھا گیا جو بہت محنت و کاوش سے لکھا گیا تھا اور نہایت مفید معلومات پر مشتمل تھا، اس لئے ارباب ذوق نے دلچسپی سے سنا،

اس کے بعد مولانا سید سلیمان صاحب ندوی نے ایک تحقیقانہ مقالہ جس کا عنوان ”عرب و امریکہ“ تھا پڑھا، اس میں ثابت کیا گیا تھا کہ یہ صحیح نہیں کہ امریکہ کو سب سے پہلے کو لمبیس نے دریافت کیا، یہ مقالہ غیر معمولی توجہ اور دلچسپی سے سنا گیا، بالاسیحاب پڑھنے کے لائق ہے، جو انشاء اللہ کانفرنس کی طرف سے شائع کیا جائے گا،

مقالہ کے بعد شعبہ کے اجلاس میں حسب ذیل رزلوشن بحث و گفتگو کے بعد پاس ہوئے :-

(۱)

”یہ جلسہ مسلم یونیورسٹی کے ارباب صل و عقد سے درخواست کرتا ہے کہ فرنگی دہزن زبانوں کی طرح عربی زبان کی تعلیم بھی طلبہ کے لئے مفت جاری کر دی جائے تاکہ مسلمان طلبہ عربی زبان سے واقف ہو جائیں“

(۲)

”یہ جلسہ کانفرنس کی سنٹرل اسٹینڈنگ کمیٹی سے متعلق ہے کہ جس طرح عربی کے طلباء کو کانفرنس کی جانب و طائف دے جانے ہی اسی طرح اگر فہم ہو تو تاریخ اسلام کے مطالعہ کو ہر وغیرہ بنانیکے لئے بھی ہونا طلبہ کو و طائف دے جائیں“

(۳)

”آل انڈیا مسلم ایجوکیشن کانفرنس کا یہ جلسہ مسلم یونیورسٹی کو ارباب د عقہ سے درخواست کرتا ہے کہ ایم اے (تاریخ) کے نصاب میں تاریخ انگلستان کی طرح تاریخ اسلام کو بھی لازمی قرار دیا جائے اور ایم اے دایم اے میں اسلامی سیاسیات کی تعلیم کا بھی انتظام کیا جائے“

(۴)

”یہ جلسہ پبلک سروس کمیشن گورنمنٹ آف انڈیا و نیز دیگر صوبائی پبلک سروس کمیشن کی توجہ مبذول کرتا ہے کہ تاریخ ہند، تاریخ یورپ، اور تاریخ انگلستان کی طرح تاریخ اسلام کو بھی امتحانات مقابلہ کے پرچوں میں اختیار می مقنون کی حیثیت سے شامل کیا جائے“

(۵)

”اس امر کو پیش نظر رکھتے ہوئے کہ حکومت پولینڈ نے مسلمان پولینڈ کی تعلیمی اور دینی ضروریات کا احترام ملحوظ رکھ کر وارسا میں ایک مسجد کی تعمیر کے لئے جگہ دی ہے اور مالی اعانت کا بھی وعدہ کیا ہے یہ جلسہ حکومت پولینڈ کا شکریہ ادا کرتا ہے اور اسرا طریقہ عمل کو بر نظر استخوان دیکھتا ہے“

مندرجہ بالا رزلوشنوں کے منظور ہونے کے بعد جناب صدر کا شکریہ ادا کیا گیا اور شنبہ اسلامی علوم و فنون کا اجلاس ختم ہوا

اجلاس شعبہ ارس اسلامیہ

صدر

مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی

آل انڈیا مسلم ایجوکیشن کانفرنس کی پانچواں سالہ جوبلی کے وسیع پروگرام میں ایک شعبہ مدارس اسلامیہ کا بھی تھا جس کے سکریٹری مولانا حاجی ابوبکر محمد شفیق صاحب ناظم و نیات مسلم یونیورسٹی تھے، مولانا موصوف نے جو اپنی علمی و فاضلانی فقیہیت کی وجہ سے ہندوستان میں اکثر علمائے کرام سے ذاتی مراسم و تعلقات رکھتے ہیں، مشہور و معروف علماء کی خدمت میں دعوتی خطوط بھیج کر اس شعبہ میں شریک ہونے کے لئے مدعو کیا تھا، نیز عربی مدارس کے اساتذہ سے خاص طور پر شرکت کی درخواست کی تھی،

چونکہ ہندوستان کے تمام علماء اور عربی مدارس کے نام و مقامات کسی شخص واحد کو معلوم نہیں ہو سکتے اس لئے سکریٹری صاحب شعبہ مدارس اسلامیہ نے اخبارات کے ذریعہ سے بھی اعلان کر دیا تھا کہ جن علماء کو بوجہ عدم واقفیت براہ راست دعوت نامے نہ پہنچیں وہ بھی تشریف لائیں، اس کے علاوہ ایک اعلان میں لوگوں سے یہ درخواست کی تھی کہ وہ عربی مدارس کے اساتذہ اور دوسرے علماء کے نام و پتہ سے اطلاع دیں، اس طریقہ سے بہت سے علماء کے نام معلوم ہوئے جن کی خدمت میں دعوت نامے بھیجے گئے،

خاکسار آئیری سکریٹری کانفرنس کی یہ خواہش تھی کہ علماء زیادہ سے زیادہ تعداد میں علی گڑھ تشریف لائیں نیز عربی سب کمیٹی نے علماء کی خدمت میں اعزازی ٹکٹ پیش کرنے کا فیصلہ کیا تھا اور ان کے قیام و طعام کا اطمینان بخش انتظام کیا گیا تھا،

یہ پہلا موقع تھا کہ علی گڑھ میں جو تعلیم جدید کام کر رہے، قدیم مشرقی طرز کے تعلیم یافتہ علماء کے لئے ایک مخصوص مستقل اجلاس ”شعبہ مدارس اسلامیہ“ کے نام سے منعقد کرنا تجویز کیا گیا، مدارس میں شریک ہونے کے لئے تمام علمائے ہند کو دعوت دی گئی، اس شعبہ کی وجہ سے ”جدید تعلیم یافتہ“ نوجوانوں کو علماء کے خیالات و طریقہ کار سے واقف ہونے اور ایک دوسرے سے مانوس ہونے

کا موقع ملا، اگرچہ توقع کے مطابق علماء زیادہ تعداد میں تشریف نہیں لائے، تاہم متعدد مشہور اسلامی اداروں مثلاً دیوبند، فنگی محل، ندوۃ العلماء، اور دہلی وغیرہ کے علماء نہ صرف اجلاس میں شریک ہوئے، بلکہ انھوں نے عملی حصہ بھی لیا، یعنی مقالات پڑھے، تجاویز پیش کیں، اور ہر دو گھنٹے سے پوری دلچسپی ظاہر کی، یہ اسی دلچسپی کا نتیجہ تھا کہ شعبہ مدارس اسلامیہ کا ایک اجلاس جو ابتدا میں تجویز کیا گیا تھا ناکافی ثابت ہوا، اور دوسرے روز بھی ایک مستقل اجلاس کے لئے وقت نکالا گیا تھا، مگر پھر بھی پروگرام پورا نہ ہو سکا، اور متعدد مقالے جو خاص طور پر اس شعبہ کے لئے لکھے گئے تھے نہیں پڑھے جاسکے،

شعبہ مدارس اسلامیہ کے صدر جناب مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی تجویز کئے گئے نئے جو ۲۷ مارچ کو ایک بجے شب کی ٹرین سے علی گڑھ تشریف لائے، اسٹیشن پر علاوہ مولانا ابوبکر محمد شہید صاحب سکرٹری شعبہ اور دوسرے اساتذہ و طلبہ کے شہر کے سینکڑوں مسلمان آپ کے استقبال کے لئے موجود تھے جنھوں نے بڑی گرم جوشی سے آپ کا خیر مقدم کیا، قیام گاہ پر پہنچنے کے بعد بھی دیر تک عقیدت مندوں کا ہجوم رہا، دوسرے روزہ بجے صبح کو شعبہ مدارس اسلامیہ کا اجلاس استریٹ می ہال میں منعقد ہوا، سب سے پہلے قاری عصام الدین صاحب الہ آبادی نے قرآن مجید کی تلاوت سے اجلاس کا آغاز کیا، اس کے بعد انزیری سکرٹری کانفرنس نے مولانا سید حسین احمد صاحب کے علمی فضائل و خدمات کا تذکرہ کرتے ہوئے تحریک صدارت کی، مولانا ابوبکر محمد شہید صاحب ناظم دنیاویات مسلم یونیورسٹی نے اس تحریک کی تائید کی، تحریک و تائید کے بعد مولانا ممدوح صدارت کی کرسی پر رونق افروز ہوئے، اور اپنا خطبہ صدارت ارشاد فرمایا جو بڑی دلچسپی سے سنا گیا، یہ خطبہ مفید و دلچسپ معلومات سے لبریز تھا، خطبہ مطبوعہ نہ تھا لیکن تحریری تھا جو دوسرے خطبات کے ساتھ شائع ہوا ہے،

خطبہ صدارت کے بعد مولانا ابوبکر محمد شہید صاحب سکرٹری شعبہ نے ایک جرتہ تقریر فرمائی جس کا خلاصہ حسب ذیل ہے،

جناب صدر و معزز حاضرین جلسہ

سکرٹری کے فرائض میں سے ایک فرض یہ بھی ہے کہ وہ اپنی گزشتہ کارروائی کی روداد مجلس کے سامنے پیش کرے اور یہ وقت مناسبت تلخی سے گزرتا ہے اور حاضرین و سامعین کے صبر و ضبط کا پورا امتحان ہو جاتا ہے لیکن میں آپ کو اطمینان دلاتا ہوں کہ میری کوئی روداد رپورٹ نہیں

اور میں آپ کے صبر و ضبط کا بالکل امتحان نہ لوں گا اور میری رپورٹ ہو ہی
کیا سکتی ہے۔ کانفرنس نے پہلی مرتبہ اپنی مجلس کے ضمن میں یہ شعبہ قائم کیا ہے
اور یہ بھی بالکل طفلانہ ذرا ایدہ کی حیثیت رکھتا ہے، اور آپ خود سمجھ سکتے ہیں کہ جو کچھ آج پیدا
ہوا اس کی سرگزشت دسواں عمری کیا ہو گی جس کو بیان کیا جائے،

البتہ یہ میں ضرور عرض کروں گا کہ کانفرنس کو اس سے بہت پہلے ہمارے مدارس عربیہ کی
حرف توجہ مبذول کرنی چاہیے تھی لیکن یہ وقت شکوہ و شکایت کا نہیں ہے بلکہ ہم شکر گزار ہیں کہ کانفرنس
نے ایک ایسا عمدہ موقع ہم پہنچا دیا کہ ہمارے قدیم تعلیم یافتہ اور جدید تعلیم یافتہ ایک جگہ جمع ہو سکیں اور
ایک دوسرے کو سمجھنے اور پرکھنے کا پورا موقع ملے، قاعدہ ہے کہ بچوں کو بچوں سے اور جوانوں کو
جوانوں سے اور بوڑھوں کو بوڑھوں سے اُس ہوتا ہے ۵۰ برس کی عمر پر پہنچنے کے بعد جب
کانفرنس بڑے بڑے کی منزل میں آئی تو اس کو اس پرانی تعلیم میں ہم جنسی کی مناسبت محسوس ہوئی
اور اس نے قدیم طریقہ پر تعلیم دینے والے مدارس کی طرف بھی رخ کیا بلکہ ان کو اپنی صف میں
جگہ دی، ورنہ ایک ایسا وقت بھی گزرا ہے کہ لفظ ”تعلیم یافتہ“ کا استعمال عربی تعلیم یافتہ
فاضل پر ہی نہیں سمجھا جاتا تھا، مضمے ماضی اب موقع سے فائدہ اٹھانے کا وقت ہے، اس وقت
میرا رویہ سخن اپنے قدیم تعلیم یافتہ علماء سے بھی ہے اور جدید تعلیم یافتہ صحاب سے بھی،

شروع شروع میں جب ہندوستان پر انگریزی تسلط و اقتدار قائم ہوا تو فوراً ہی ہندوؤں نے
انگریزی تعلیم حاصل کرنا شروع کر دی اور گورنمنٹ سے فائدہ اٹھانے لگے، کچھ مدت بعد وقت
اور موقع دیکھتے ہوئے مسلمانوں نے بھی اس کا احساس کیا کہ بغیر حکومت کی زبان حاصل
کرنے کے شریک حکومت ہونا اور ملکی و مالی فوائد حاصل ہونا بلکہ ہندوستان میں عزت کی زندگی
گزارنا ممکن نہیں ہے اس لئے مسلمانوں نے بھی انگریزی تعلیم حاصل کرنا شروع کی، آہستہ آہستہ
اس نے تعلیمی نظام نے ایک عظیم الشان ذہنی انقلاب پیدا کر دیا اور اسی شیرینی میں جو محمدؐ
زہر تھا آخر اس نے کام کیا اور اب جو اس کے نتائج ہیں وہ ظاہر ہیں۔

سیرتیں تو نے بدل دیں مسیح کو دیں صورتیں

اس طبقہ کے ہاتھ سے کھو جانے میں کچھ ہماری بھی بے اعتنائی کو دخل ہے، یہ ہماری قوم کے
افراد ہیں ان سے مایوس ہو کر یا ان سے لاپرواہ ہو کر ہم ان کو چھوڑ نہیں سکتے، ان کی مثال اپنے
جسم کے اعضا و بدائع کی ہے کہ اگر ان میں نقص آئے زخم پڑے تو ان کا علاج کرایا جائے گا،

درخت کے مثل میں ہیں کہ اس کی جوشاخ سوکھتی جائے اس کو سختی سمجھ کر کاٹا اور جلایا جائے
 خیر وہ دور گزر گیا یا گزر رہا ہے اب اس ملک میں ایک نیا انقلاب عظیم پیدا ہو رہا ہے اب
 ہندوستان کی طرز حکومت اور طریقہ انتظام میں جو تبدیلی ہو رہی ہے اس نے مسلمانوں میں بھی
 پھر ایک تبدیلی پیدا کرنی شروع کر دی ہے اور اگر نہایت دانشمندی اور مستعدی سے ہمارے
 علماء نے اپنے نئے تعلیم یافتہ جوانوں کی پوری خیر نہ لی تو ہمارے نوجوان ہلاکت کے ایک غار
 سے نکل کر دوسرے غاریں جا پڑیں گے اور اگر ہم کو ان سے پہلے ”متنصر“ کی شکایت تھی تو
 اب ”تھند“ کی ہوگی اور یہ نادان بچے اس حالت پر پہنچ جائیں گے کہ آپ کو یہ تمیز کرنا مشکل
 ہو جائے گا کہ یہ ”مٹھا صاحب“ ہیں یا ”لالہ جی“۔

اب اس غلطی کا اعادہ نہیں ہونا چاہئے کہ ہم ان کو اپنے سے دور ہونے دیں اور ہم خود ان
 سے علیحدہ ہو جائیں بلکہ ضرورت ہے کہ ہم ان سے قریب ہوں میں چلیں ان کی ہر ممکن طریقہ
 سے اصلاح کریں،

مجھ کو بارہ سال سے ان نوجوان طالب علموں اور ان کے اساتذہ سے ملنے چلنے غلوٹ و
 جلوت میں ان کی ہمراہ رہنے کا موقع ملا ہے میں اپنے ذاتی تجربہ کی بنا پر عرض کرتا ہوں کہ ان
 میں کبوتروں کا باطن ان کے ظاہر سے اچھا ہے۔ باوجود ظاہری لباس اور ناروا وضع و قطع
 کے ان میں سے اکثروں کے دل ایمان کی دولت سے معمور ہیں نماز روزہ کے پابند ہیں اور
 اسلامی و قومی دروان میں موجود ہے۔ عملی خامیوں کے باوجود آپ کی عظمت ان کے دلوں
 سے زائل نہیں ہوئی ہے۔ مجھ کو اس سے انکار نہیں کہ ان میں بعض کی حالت دونوں طرح لائق
 افسوس ہے۔ لیکن اکثریت ایسی نہیں ہے آپ ان سے مایوس نہ ہو جائے ان کو ان کے حال
 پر ہرگز نہ چھوڑے اپنی اپنی جگہ پر غور فرمائیے کہ وہ کون کون سے تدابیر ہیں جن کے ذریعہ سے
 ایک دوسرے کی طرف سے برگمناہیں رفع کی جائیں اور درمیانی خلیج کو پاٹا جائے اور ان کی
 دینی اصلاح کر کے ان کی ملکی و مالی ترقی میں ان کی مدد کی جائے اور ان کو دکھلایا جائے
 کہ علماء و تمارے دینی و دنیاوی ترقی کے خواہش مند ہیں، مانع نہیں ہیں،

اب میں اپنے نوجوان تعلیم یافتہ حضرات سے عرض کرتا ہوں کہ آپ ان سادہ لباس بوجہ
 نشیدوں کو حقیر نہ سمجھیے اور ان کی خدمات پر نظر ڈالئے کہ آپ کے معلوم اسلامیہ کی انھوں
 نے کس طرح خدمت کی خود میو کے رہے طلبہ کو پڑھاتے رہے طلبہ کی خوراک کا انتظام کرتے

کپڑے و دینی کتا ہیں دیتے اور تھوڑے خرچ میں بہت سے افراد کو تعلیم یافتہ بناتے رہے
 میں پچ کتا ہوں آپ انگریزی یونیورسٹیوں کے صرف عربی اساتذہ کی تلخا ہوں کوچھوڑے
 اور جتنے طالب علم سال میں پڑھتے ہیں ان پر پھیلائے تو ایک ایک طالب علم پر بیش قدر
 صرف ہونے دکھائی دیں گے، اگر اتنا روپیہ ان علماء و اساتذہ کو مل جائے تو اتنے ہی ہیں
 یہ سینکڑوں لڑکوں کو تعلیم یافتہ بنا دیں، آپ ان سے کسی مسئلہ میں علمی استفادہ کیجئے بعد دیکھئے
 کہ ان کے علم کا پایہ بمقابلہ مستشرقین کیا ہے، مستشرق آپ کو یہ تو خوب بتا دے گا کہ بخاری
 شریف کا سب سے قدیم نسخہ فلاں لائبریری میں ہے اور اس کی اتنی شرحیں ہیں اور سب سے
 خوشخط نسخہ فلاں جگہ ہے لیکن جب یہ سوال آجائے گا کہ بخاری نے اپنے ترجمۃ الباب میں یہ
 حدیث جو بیان کی ہے اس سے کس طرح یہ مسئلہ ثابت ہوتا ہے تو اس کا پتہ اور اس کی تسلی
 آپ کو ان ہی یونیورسٹیوں سے ہوگی اور مولانا شاہ ولی اللہ صاحب کا رسالہ تراجم
 بخاری دھونڈنا پڑے گا۔ نو جوانو۔ جانے دو یہ علمی مسئلہ ہے اگر سیاست پر بھی ان سے گفتگو
 کرو گے تو تم کو ان کے جوہر کھلیں گے کہ جس میں تم طفل کتب ہو یہ تجربہ کار و ماہر ہیں اور یہ میدان
 بھی ان کا ملے کیا ہوا ہے میں تم سے کہوں گا کہ تمہاری پیاس کے لئے ان کے پاس پانی ہے
 تمہاری بھوک کے لئے ان کے پاس غذا ہے، تم ان سے وحشت نہ کرو تم انکی خدمت اپنے
 لئے سعادت سمجھو تم ان کو اپنا خیر اندیش سمجھو یہ تمہارے اور تمہاری قوم کے بچے بھی خواہ اور
 خادم ہیں، تم مریض ہو یہ تمہارے معالج ان کی تلخی بھی برداشت کرو۔ علماء کا یہ کچھ کم احسان نہیں
 کہ باوجود ہزار ہا مالانے کے اور بلا کسی قسم کی بادشاہی سرپرستی کے بلکہ رکاوٹوں کے تمہارے
 مذہبی علوم کو سینہ سے لگائے بیٹھے ہیں اور زندہ کئے ہوئے ہیں جس کی زندگی بغیر تمہاری قومی
 و مذہبی زندگی کے ممکن نہیں، یہ ضرور ہے کہ عالم و غیر عالم میں امتیاز کی ضرورت ہے ہر عالم سادہ
 لباس میں لباس شخص ضرور نہیں کہ عالم ہو جیسا کہ تم خود جانتے ہو کہ ہر بوٹ سوٹ والا اگر بوٹ
 نہیں ہوتا،

اب میں آخر میں ایک بزرگ کی حکایت پیش کرتا ہوں کہ کسی بزرگ نے دریا کنارے ٹہلے ہوئے
 کی ایک جماعت دیکھی اور ہدایت و رہنمائی کے دلولہ نے ان کو بھڑکایا اور یہ بھی اُس ٹولی
 میں جا بیٹھے اور ان کے ذرائع آمدنی کا سوال کیا، ظاہر ہے کہ مشراہوں کو ہمیشہ افلاس کی
 شکایت رہتی ہے بڑی سے بڑی آمدنی بھی ان کو کفایت نہیں کر سکتی، بزرگ نے فرمایا کہ کیا تم

کیمیا بنائی نہیں آتی، انہوں نے کہا بھلا ہم کیا جانیں کیا آپ کو آتی ہے، انہوں نے فرمایا کہ ہاں، سوال یہ کہ کھائے جو اب ہوا کہ بھائی یہ تو فقروں کی چیز ہے۔ پہلے غسل کر دیا، دیر یا اس تھا فوراً تعمیل ہوئی سب نے غسل کیا بزرگ نے فرمایا کہ ”وورکعت نفل پڑھ لو فوراً نیت بندھ گئی، جس وقت سجدہ میں یہ لوگ گئے تو ان بزرگ نے اللہ تعالیٰ کے سامنے دعا کے لئے ہاتھ اٹھایا اور عرض کیا کہ خدا یا میرا جتنا کام تمہا میں نے کر دیا ان کو تیرے سامنے لا کر جھکا دیا اب تو جان اور یہ تیرے بندے“

تو حضرات اس ناچیز نے آپ علماء کی طرف ان نئی تعلیم یافتہ جماعت کو جھکا دیا اور حاضر کر دیا، اور اب آپ جائیں اور آپ کی یہ قوم۔ بندہ رخصت، ناظم صاحب، بیات کی مندرجہ بالا تقریر کے بعد جس سے لوگ عام طور پر اثر پذیر ہوئے مولانا عنایت اللہ صاحب فرنگی مہلی نے ”درس نظامیہ“ پر اپنا مقالہ پڑھا جو اس سلسلہ درس کے متعلق مفید معلومات پر مشتمل تھا، اس مقالہ کے بعد دو تجویزیں کافی مباحثہ کے بعد منظور ہوئیں جو حسب ذیل ہیں :-

(۱)

”اس کا نفرس کی رائے میں ہندوستان کے مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ عربی زبان کی تعلیم کے تحفظ اور نشر و تشویق کی مسلسل مستقل کوشش کرتے رہیں“

(۱) خاص کر اس امر پر نظر کر کے کہ صوبہ متحدہ آگرہ، داوود صدیق سے عربی و اسلامی علوم کا مرکز رہا ہے اور اب اسی صوبہ میں عربی علوم اور اب کی تعلیم پڑھی تیزی سے زوال پذیر ہو رہی ہے شدید ضرورت ہے کہ اس صوبہ کے گورنمنٹ اور امدادی مدارس میں عربی پڑھنے والے بچوں کی تعداد بڑھانے کی فکر کی جائے،

(۲) صوبہ متحدہ کے ان تمام گورنمنٹوں اور امدادی مدارس میں جہاں مسلمان بچے تعلیم پاتے ہیں عربی پڑھنے والوں کی تشویق کے لئے وظیفوں کا انتظام جلد از جلد کیا جائے،
محرک :- ڈاکٹر عبد الستار صاحب صدیقی

مولد۔ شیخ علی جواد صاحب،
 مولد حفزید۔ میر شجاع الدین صاحب، مولوی قاضی زین العابدین صاحب،
 مولوی سراج الدین صاحب ریٹائرڈ جج بھاولپور،
 یہ رزلویشن بالاتفاق پاس ہوا،

(۳)

یہ شعبہ ایجوکیشنل کانفرنس سے درخواست کرتا ہے کہ وہ اس بات
 کی کوشش کرے کہ:-

(الف) مدارس عربیہ کے طلبہ کو بلا لحاظ اس امر کے کہ وہ گورنمنٹ
 سے ایڈمٹ ہیں یا نہیں، ریڈیو وغیرہ کی وہ تمام مراعات حاصل ہوں
 جو سرکاری مدارس کے طلبہ کو ملتی ہیں،

(ب) مدارس عربیہ کے سند یافتہ طلبہ کو ستانی بورڈ اور صبر بہ کی
 اسمبلی پر پورے دہندگی کا حق اسی طرح دیا جائے جس طرح انگریزی سند یافتہ
 طلبہ کو دیا گیا ہے،

محرم۔ مولوی ابوالمغازی علی اعلیٰ فاروقی صاحب جوپوری،
 مولد۔ شیخ حاجی رشید الدین صاحب، مولوی عبدالسلام صاحب قندوالی
 ندوی، مولوی کرم علی صاحب ٹیچ آبادی،

مذرجہ بالاتجاویز کے منظور ہونے کے بعد شعبہ مدارس اسلامیہ کا پہلا اجلاس ختم ہوا،
 سکریٹری صاحب شعبہ مدارس اسلامیہ کی تحریک پر متعدد علماء و ارباب قلم نے ”مقالات“
 لکھے تھے، نیز بہت سی تجاویز پیش ہونے کے لئے آئی تھیں لیکن وقت کی تنگی کی وجہ سے نہ تو
 مقالات پڑھے جاسکے نہ تجاویز پیش ہونے کی نوبت آئی اس لئے دوسرے روز ۲۹ مارچ
 کو شعبہ کا دوسرا اجلاس سلم یونیورسٹی کی وسیع مسجد میں منعقد ہوا، کیونکہ ”اسٹریٹجی ہال“ میں
 جہاں ۲۸ مارچ کو شعبہ مدارس کا پہلا اجلاس منعقد ہوا تھا آج ”شعبہ اسلامی علوم و فنون“
 کا اجلاس ہوا تھا جس کے صدر مولانا سید سلیمان ندوی تھے،

جناب مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی صدر شعبہ مدارس اسلامیہ گزشتہ شب کو واپس
 تشریف لے گئے۔ اس لئے دوسرے اجلاس کے صدر رجب مسجد میں منعقد ہوا مولوی

سید شرف الدین صاحب ٹوکی منتخب ہوئے، اور آپ نے حاضرین کا شکریہ ادا کرنے کے بعد ایک مختصر تقریر فرمائی، اس کے بعد وہ تجاویز یکے بعد دیگرے پیش ہوئیں جو گزشتہ اجلاس میں بوجہ قلت وقت پیش نہیں ہو سکی تھیں، بعض تجاویز پر زبردست مباحثہ ہوا، اور مخالفت و موافقت پر ہرزور تقریریں کی گئیں خاکسار آنریری سکریٹری نے بھی اس مباحثہ میں خاص حصہ لیا، کافی بحث کے بعد اکثر تجاویز منظور ہوئیں، بعض مسترد ہوئیں، بعض کسی قدر ترمیم کے بعد منظور ہوئیں، ذیل میں صرف وہ تجاویز پیش کی جاتی ہیں جو اجلاس میں بعد مباحثہ یا ترمیم منظور ہوئیں۔

(۱)

”شعبہ مدارس اسلامیہ کا یہ جلسہ ضروری سمجھتا ہے کہ مدارس عربیہ اسلامیہ کے نصابِ مروجہ پر غور کیا جائے اور ضروریاتِ زمانہ کے لحاظ سے مناسب اصلاح کی جائے“
 محرک - مولانا ابوبکر محمد شلیٹ صاحب،
 مہم مد - محمد حبیب الرحمن خاں شردانی

(۲)

”یہ شعبہ کانفرنس سے درخواست کرتا ہے کہ مدارس اسلامیہ عربیہ کی صوبہ دار فرسٹ مرتب کرے اور ان کی اجمالی کیفیت لکھے اور ان میں سے جو مستند ہوں اور ان کی تعلیم قابلِ اعتماد ہوں ان کی ایک امتیازی فرسٹ مرتب رکھے“
 محرک - مولوی عبدالسلام صاحب ندوی،
 مومند - مولوی ابوالحسن علی صاحب، مولوی قاضی زین العابدین صاحب میرٹھ

(۳)

”یہ شعبہ ایجوکیشنل کانفرنس سے درخواست کرتا ہے کہ کانفرنس ملند مدارس عربیہ کی ایک فرسٹ مرتب مولانا ابوبکر شلیٹ صاحب ناظم دینیات مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کی نگرانی میں تیار کرے اور تصدیق کرے کہ یہ مستند مدارس ہیں“

محرک - مولانا ریاست علی صاحب ندوی

مولد۔ مولوی محمد عقیل صاحب، ندوی

(۴)

”یہ تشبیہ کا نفرس سے درخواست کرتا ہے کہ وہ مسلم یونیورسٹی کو اس امر کی جانب توجہ دلائے کہ جس طرح مولوی فاضل دینی فاضل وغیرہ کے سد یافتہ طلبہ کو سرکاری مدارس میں صرف زبان انگریزی کا امتحان دینے کا حق حاصل ہے۔ مسلم یونیورسٹی میں بھی مولوی فاضل وغیرہ کے طلبہ کو نیز مستند مدارس عربیہ کے سد یافتہ طلبہ کو زبان انگریزی میں ہائی اسکول اور ڈگری و اے امتحانات میں شرکت کا حق حاصل ہو،

محرم۔ مولوی محمد شفیع صاحب لکچر دینیات

مولد۔ مولوی عبدالسلام صاحب قدوائی

مولوی قاضی زین العابدین صاحب بیہڑ

قاضی بشیر الدین صاحب بیہڑ

(۵)

”تشبیہ مدارس اسلامیہ تجویز کرتا ہے کہ مدارس عربیہ اور مدارس انگریزی میں باہم علاقہ اور ارتباط پیدا کرنا نہایت ضروری ہے اور اس کے لئے حسب ذیل تدابیر عمل میں لائی جائیں،

(الف) ایجوکیشنل کانفرنس ایسے طلبہ کے لئے جو عربی میں فارغ التحصیل ہو کر انگریزی پڑھنا چاہیں یا انگریزی مدارس کے گریجویٹ دینیات کی تکمیل کے لئے مدارس عربیہ میں تعلیم حاصل کرنا چاہیں مناسب طاقت مقرر کرے،

(ب) مسلم یونیورسٹی سے مذکورہ بالا تعلیم کے لئے وظائف قائم کرنے کی سفارش کرے،

(س) مسلم یونیورسٹی سے درخواست کی جائے کہ مستند دینی مدارس

سے طلبہ کے تبادلہ کا انتظام کرے کہ یہاں کے طلبہ ان مدارس میں عین مدت کے لئے جائیں اور اسی طرح عربی مدارس کے کچھ طلبہ یہاں یونیورسٹی میں یا اگر

محرم۔ مولانا ابو بکر محمد شلیٹ صاحب

مولود۔ مولوی ریاست علی صاحب ندوی،
مولوی عنایت اللہ صاحب فزنگی محلی،
حاجی حسن الدین صاحب خاموش،

(۴)

”اس مجلس کی رائے میں بورڈ آف عربک اینڈ پرنسپل ایگزامینیشن بورڈ کے مقرر کردہ امتحانات عربی کے نصابات غیر مرتب اور نامکمل ہیں اس لئے یہ جلسہ تجویز کرتا ہے کہ بورڈ ان نصابات کو ملک کے مشاہیر علماء کے مشورہ سے اس انداز سے نئے سرے سے مرتب کرے کہ طلباء بعض ضروری علوم حاضرہ سے واقف ہونے کے علاوہ علمائے اسلام کی مفوضہ دینی و تہذیبی امور سے عمدہ برآہونے کے قابل بن سکیں“

محرم۔ مولوی قاضی زین العابدین صاحب سجاد میرٹھی،
مولود۔ مولوی محمد شفیع صاحب فزنگی محلی،

(۵)

”یہ اجلاس جناب حکیم عبد المجید احمد صاحب کے اس لائحہ عمل کو جانچنے والے نے تعلیم قرآن کی ترویج کے لئے تیار کیا ہے، جناب مولانا ابوبکر محمد شہید صاحب کے سپرد کرتا ہے کہ مولانا نے موصوف چند مستند علمائے کرام کی ایک سب کمیٹی مرتب فرما کر اس لائحہ عمل پر غور فرما کر اسے مدارس اسلامیہ کے آئندہ اجلاس میں پیش فرمائیں تاکہ اس پر آئندہ اجلاس یقینی بصیرت کے ساتھ غور کیا جائے“

(۸)

”مدارس اسلامیہ عربیہ کے نمائندوں کا یہ جلسہ تعلیمی سائنس کے مباحثات پیش کرتا ہے کہ اس نے پنجہ سالہ جوہی کے موقع پر عربی و انگریزی تعلیم کے اتحاد پر مبارک اقدام کر کے مسلمانوں کو یکجہ شکر یہ کاموقع دیا“

محرم۔ مولوی محمد زکریا محمودی صاحب مدرس مدرسہ اداویہ و برہنہ،

مولود۔ مولانا ابوبکر محمد شہید صاحب،

مندرجہ بالا تجاویز پاس ہونے کے بعد مقالات کی نوبت آئی حسب ذیل مقالات اجلاس میں پیش

ہونے کے لئے لکھے گئے تھے،

- ۱۔ اسلامی نظام تعلیم۔ از مولوی سید ریاست علی صاحب ندوی
- ۲۔ تعلیم و نیات سرکاری مدارس میں۔ از مولوی سید ابوالحسن علی صاحب ندوی
- ۳۔ ندوہ اور اس کے مقاصد۔ از مولوی عبدالسلام صاحب قدوائی ندوی
- ۴۔ حفاظت قرآن کے لئے سہمہ عظیم میں جو نپور کا حصہ۔ از مولوی ابوالمغازی علی اعلیٰ فاروقی ندوی

- ۵۔ نصاب تعلیم پر ایک عمیق نظر۔ از مولوی محمد سلیم صاحب نائب منظم مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ
- ۶۔ درس ماضی و حال۔ از مولوی ابراہیم صاحب فاروقی ایم اے
- ۷۔ ادب العرب قبل الاسلام و بعد الاسلام۔ از مولوی ابراہیم صاحب فاروقی
- ۸۔ عربی نصاب پیرامی رائے۔ از مولانا ابوالوفاء شاہ اللہ صاحب
- ۹۔ ہندوستان میں جماعت الہدیث کی علمی خدمات۔ مولوی امام خاں صاحب منجانب آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس

افسوس ہے کہ قلت وقت کی وجہ سے منجملہ مذکورہ بالا مقالات کے صرف مؤخر الذکر مقالہ مولوی امام خاں صاحب کا پڑھا جا سکا، باقی ماندہ مقالات صرف پیش کر دئے گئے جو آنریری سکریٹری صاحب شعبہ ان کی اشاعت کے لئے مناسب طریقہ اختیار کرے گی، شعبہ اسلامیہ کی مندرجہ بالا مختصر رپورٹ سے اہل نظریہ اندازہ کر سکتے ہیں کہ جس مقصد سے یہ جلسہ منعقد کیا گیا تھا اس میں اللہ کے فضل اور کارکنان کانفرنس کی حسن نیت سے پوری کامیابی ہوئی،

نکتہ چیں اور برہیں تو کسی حدت میں بھی مطمئن نہیں ہو سکتے وہ بہتر سے بہتر اور مفید سے مفید کام میں بھی جرائی کا کوئی نہ کوئی پہلو پیدا کر ہی لیتے ہیں، اس ذہنیت کے لوگوں کے نزدیک ہندوستان کے مختلف صوبوں کے مسلمانوں کا یہ اجتماع ہی سرے سے بے سود تھا، اور مختلف ہندو فن اور شاہراہی قلم نے جو خطبات و مقالات لکھے وہ بھی غیر ضروری تھے،

اس قسم کے نکتہ چیں دنیا میں ہمیشہ سے ہیں اور آئندہ بھی رہیں گے لیکن جو لوگ کوئی مقصد پیش نظر رکھتے ہیں وہ اپنا کام خاموشی سے جاری رکھتے ہیں اور نکتہ چینی سے شکستہ خاطر ہو کر تیرہ نہیں جاتے

جن لوگوں نے علی گڑھ تحریک کی گزشتہ تاریخ کا غور سے مطالعہ کیا ہے وہ اس ہنگامہ خیز کشمکش سے بخوبی واقف ہیں جو اس تحریک کے وجود میں آنے کے بعد قدیم و جدید تعلیم یافتہ گروہ میں مدت تک جاری رہی جس نے آخر کار ان دو جماعتوں کے مابین ایک ایسی سطح حاصل کر دی کہ فریقین نہ صرف ایک دوسرے سے بے تعلق ہو گئے بلکہ حریف بن کر مدت تک زور آزمائی میں مصروف رہے جس سے ملک و ملت کو سخت نقصان پہنچا اور مسلمانوں کی تعلیمی تحریک بھی اس قوت سے آگے نہ بڑھ سکی جس کی مقتضائے وقت کے لحاظ سے ضرورت تھی،

اس کشمکش نے جو لٹریچر ہماری زبان میں پیدا کیا اس کا بیشتر حصہ آج بھی ہمارے سامنے ہے جس سے ہم مفہومِ ناک حالت کا اندازہ کر سکتے ہیں جو اس کشمکش کی بدولت پیدا ہو گئی تھی اور جس سے ہماری قوم کی اجتماعی قوت پارہ پارہ ہو گئی،

اس کے بعد جب نواب وقار الملک کے عہد میں آخری مرزہ مسلم یونیورسٹی کی تحریک کا بُر زور آغا ہوا تو نواب صاحب مرحوم کے حسن تدبیر سے قدیم تعلیم یافتہ جماعت بھی اس تحریک میں عملی طور پر شامل ہو گئی، اور مسلمانوں کے قدیم ادارے بھی اس کے حامی بن گئے گویا اس تحریک کو سارے ملک کی تائید و حمایت حاصل ہو گئی، اگر قوم کی یہ متحدہ تائید حاصل نہ ہوتی تو اس تحریک کا آگے بڑھنا اور کامیاب ہونا کسی طرح ممکن نہ تھا،

اس کامیابی کی بڑی وجہ یہی کہ نواب وقار الملک مرحوم کی ساوہ مذہبی زندگی اور خدائی محاسن کی وجہ سے قوم کو ان پر اعتماد تھا، دوسری وجہ یہی کہ مسلمانوں کا عام خیال یہ تھا کہ مسلم یونیورسٹی کا وجود مذہبی تعلیم کی بہترین تنظیم و ترقی کا بھی ایک مضبوط ذریعہ ہو گا، یہ فضا کچھ مدت تک قائم رہی لیکن جب مسلم یونیورسٹی کے وجود میں آنے کا وقت آیا تو حالات بدل چکے تھے ”نان کو آپریشن“ کی تحریک بھی شباب پر تھی اور ملک سیاسی ہنگامہ آرائی میں مبتلا تھا،

یہ دوسرا موقع تھا جب کہ سیاسی تحریکات نے قدیم و جدید تعلیم یافتہ جماعت کو ایک پلیٹ فارم پر لا کر کھڑا کر دیا، اور یہ ایک حقیقت ہے اور واقعہ ہے جس سے انکار ممکن نہیں کہ علما نے ان ملکی تحریکات کے سلسلہ میں نمایاں خدمات انجام دیں کہ صرف مل میں جگہ حاصل کر لی، بلکہ مزید برآں انھوں نے یہ ثابت کر دیا کہ وہ علی قوت اور ایشاد و قربانی میں ہندوستان کی کسی جماعت سے دوسرے درجہ پر نہیں ہیں،

لیکن بعض اسباب و وجوہ سے جن کے ذکر کا یہ موقع نہیں، حالات میں پھر تبدیلی ہوئی، اور

ملک میں متحد و سیاسی پارٹیاں بن گئیں جو زور آزمائی میں مصروف ہیں، گویا اس وقت مسلمانوں کا کوئی متحد نصب العین نہیں ہے، اندر ہی جتد جاتا ہے کہ اس اختلاف کی بدولت مسلمانوں کی سیاست کا کیا حشر ہو گا؟

بہر حال گزشتہ ”ربیعِ ثانی“ کا زمانہ خصوصاً تحریک ترک موالات کے بعد ایسی حالت میں گذرا کہ لوگوں کی توجہ تعلیم کی طرف سے ہٹ گئی، اور ملک کے اندر اور باہر مسلسل ایسے واقعات پیش آتے رہے جنہوں نے سب کی توجہ اپنی جانب مائل کر لی، یہاں تک کہ جو لوگ ہمیشہ مسلمانوں کی تعلیمی ترقی کے لئے کوشش کرتے رہتے تھے، وہ بھی اس خشک و بے کفایت تحریک سے گھبرا کر دوسری ہنگامہ خیز تحریکوں میں شامل ہو گئے، ایسی حالت میں تعلیمی انجمنوں اور اداروں کا اپنی زندگی قائم رکھنا ہی ایک بڑا کام تھا، ترقی و عروج کا تو کوئی سوال ہی نہ تھا،

اس زمانہ میں مسلم یونیورسٹی، ندوۃ العلماء، دیوبند، حمایت اسلام، اور کانفرنس وغیرہ سب کو مالی مشکلات کا مقابلہ کرنا پڑا جس کا سلسلہ ابھی تک جاری ہے، ان مشکلات کی حالت میں کانفرنس کی یہ کوشش کہ وہ مختلف انجمنوں کو تعلیمی و علمی مقاصد کے لئے ایک پلیٹ فارم پر جمع کرے کچھ کم لائق تلاش نہیں ہے،

یہ صحیح نہیں ہے کہ جو زبردست کوشش کانفرنس نے مسلمانوں کو جمع کرنے کیلئے کی اس میں حسبِ وخواہ کامیابی نہیں ہوئی، لیکن پھر بھی کانفرنس نے بہت سے ماہرین، اور علومِ مشرقیہ و مغربیہ کے فضلا کو اپنی مسلسل کوشش سے ایک جگہ جمع کر دیا اور لوگوں کو ان کے پیشِ ہا خیالات کے مستفید ہونے کا موقع دیا،

گویا کانفرنس کی پنچا سالہ جوبلی کے سلسلہ میں مدت کے بعد یہ موقع آیا کہ علماء جو جدید تعلیم یافتہ اصحاب سے اپنے خیالات و نصب العین کے اختلاف کی وجہ سے عموماً الگ رہتے تھے، جدید تعلیم کے سب سے بڑے مرکز یعنی علی گڑھ میں ایک معزز مہمان کی حیثیت سے تشریف لائے اور میزبانوں نے حقیقی مسرت اور اخلاص و محبت کے ساتھ ان کا خیر مقدم کیا، اور ان کی باتوں کو توجہ اور خوش دلی کے ساتھ سنا، یہ تو اس اجتماع کا اخلاقی فائدہ تھا جس کو کسی قیمت پر بھی حاصل کرنے میں ناکام نہیں کرنا چاہئے، کیونکہ قوم کی ترقی و قوت کا ہر مختلف افراد ملت کے استحکام پر ہے، لہذا یہ اتحاد و ملت جس طریقہ سے بھی ممکن ہو حاصل کرنا چاہئے،

شیعہ مدارس اسلامیہ کو کامیاب بنانے اور مختلف اربابِ قلم کو مفادات لکھنے پر آمادہ،

کرنے میں مولانا ابوبکر محمد شیت صاحب نے جو کام کیا وہ شکر گزاری سے بالا تر ہے، انشاء اللہ یہ جہد و جہد جو ایک مفید مقصد کے لئے کی گئی ہے بار آور ہوگی اور ملک و ملت کو اس سے فائدہ پہنچے گا

اجلاس عام کانفرنس

صدر

پروفیسر ڈاکٹر عبدالستار صاحب صدیقی

۲۸۔ مایچ کو بوقت ۲ ۱/۲ سہ پہر کانفرنس کا اجلاس عام منعقد ہوا، سوہی سید طفیل احمد صاحب کی تحریک اور سید الطاف علی صاحبی کی تائید سے ڈاکٹر عبدالستار صاحب صدیقی اجلاس کے صدر قرار پائے،

اجلاس شروع ہونے پر سب سے پہلے پروفیسر عید المجید قریشی صاحب آنزیری جو اسٹ سکریٹری کانفرنس نے خاکسار آنزیری سکریٹری کی رپورٹ پڑھی جو حسب ذیل ہے،

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رپورٹ آنزیری سکریٹری

حضرات! ”علی گڑھ تحریک“ کی تاریخ اور اس کے اغراض و مقاصد کے متعلق اس قدر کہا گیا اور لکھا گیا ہے کہ اب یہ داستان بے کیف و بے مزہ ہو گئی ہے، خود اس کانفرنس نے جس کی نیچہ سالہ جوہلی کی تقریب سے آپ علی گڑھ تشریف لائے ہیں، علی گڑھ تحریک یا دوسرے الفاظ میں سرسید کی تعلیمی تحریک کے متعلق اور اس کی تائید و حمایت میں ہزاروں مضامین، رسائل، کتابیں اور خطبات شائع کر کے تمام ملک میں پھیلا دیئے ہیں، اس کے علاوہ سرسید اور ان کے رفقاء کے جو دستخط اور دولہ انگیز حالات ہائے تحریر

کی صورت میں شائع ہوئے ہیں یا کامل نصف صدی تک کانفرنس کے پلیٹ فارم پر جو کچھ
 کہا گیا ہے اس کے ذریعہ سے بھی سرسید کی تعلیمی تحریک کے اسباب و اغراض منظر عام پر
 آگئے ہیں اس لئے اب اس کی ضرورت نہیں کہ یہ بے کیف داستان بار بار دہرائی جائے،
 آج ہمارے لئے ”عمد ماضی“ کی داستان سرائی سے زیادہ ضروری یہ ہے کہ ہم مستقبل
 کی فکر کریں، ”ماضی“ پر اب ہمیں دسترس نہیں، لیکن مستقبل کے لئے جدوجہد کرنا ہمارے اختیار
 میں ہے، اور آج کی اجتماع کا اولین مقصد بھی یہی ہے کہ ہم موجودہ ماحول اور مستقبل عصر
 کو پیش نظر رکھ کر ایسے اسباب و وسائل کی تلاش کریں جو مستقبل میں ہماری ترقی و فلاح کا ذریعہ
 ثابت ہوں، لیکن اس موقع کی مناسبت کے لحاظ سے آج کو ”ال انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس“
 کی پنجاہ سالہ جوبلی علی گڑھ میں منعقد ہو رہی ہے جو مسلمانان ہند کا سب سے پہلے بڑا تعلیمی مرکز ہے
 اور جہاں سے سرسید نے اپنی جدوجہد کا آغاز کیا تھا، یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ سرسید کی تعلیمی
 تحریک خصوصاً ”ال انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس“ کے تاریخی حالات اختصار کے ساتھ بیان
 کر دئے جائیں تاکہ سامعین کو کسی قدر یہ اندازہ کرنے کا موقع ملے کہ سچا س ساٹھ برس کے سفر
 کے بعد ہم اس منزل تک کس طرح پہنچے؟ اور ہمارے موجودہ سفر کا آغاز کس طرح ہوا؟
 حضرات! مسلمانوں کے عروج و اقبال اور اوبار و زوال کی تاریخ نہایت عجیب و غریب
 اور حیرت انگیز داستانوں سے لبریز ہے

دنیا کے دوسرے حصوں کی طرح ہندوستان میں بھی اُن پر عروج و زوال کے دونوں دور
 گزرے، ایک زمانہ وہ تھا جب یہ ملک اُن کے لئے بالکل اجنبی تھا، ہندوستان ان سے
 نا آشنا تھا اور وہ ہندوستان سے

اس کے بعد وہ زمانہ آیا جب مسلمان اپنے حسن تدبیر اور زور و اقبال سے اس ملک میں
 دخل ہوئے اور تدریج سارے ملک کی عثمان حکومت اُن کے ہاتھ میں آگئی، اور وہ صدیوں تک
 نہایت جاہ و جلال اور عدل و انصاف سے یہاں حکومت کرتے رہے،
 یہاں تک کہ آخر کار رفتہ رفتہ اُن میں اخلاقی کمزوریاں پیدا ہوئیں، جن کا انجام یہ ہوا
 کہ اس ملک میں اُن کی حکومت واقعہً خاتمہ ہو گیا

یہ زمانہ تھا جب سرسید نے ہوش بنھ لیا، ابھی کاروان رفتہ کے نقش پا باقی تھے اور
 دولت تیموریہ کی آخری شاخ دہلی کے ”لال قلعہ“ میں جھلما رہی تھی، لیکن ۱۸۵۷ء کے ہنگامہ

میں یہ شیخ بھی گل ہو گئی اور دنیا سلاٹوں کی نظر میں تاریک ہو گئی، سرسید ان حالات سے غیر معمولی طور پر متاثر ہوئے، اور قوم کی فلاح و ترقی کی تدابیر پر غور کرنے لگے، مگر باؤسی اس درجہ غالب تھی کہ وہ فرماتے ہیں:-

”میں اُس وقت ہرگز نہیں سمجھتا تھا کہ قوم پھر پھپھنے گی اور کچھ غرت پائے گی، اور جو حال اُس وقت قوم کا تھا وہ مجھ سے دیکھا نہیں جاتا تھا، چند روزیں اسی خیال اور اسی غم میں رہا، آپ یقین کیجئے کہ اس غم نے مجھے بڑھا کر دیا اور میرے بال مفید کرنے“

غرض کوئی راہ سرسید کی سمجھ میں نہیں آتی تھی، لیکن چونکہ وہ فیصلہ کر چکے تھے کہ اپنی قوم کی ترقی و فلاح کے لئے کچھ نہ کچھ کریں گے اس لئے معطل ہو کر نہیں بیٹھے بلکہ جو کام قوم کے لئے مفید سمجھتے تھے، انجام دیتے رہے، ان خدمات کی تفصیل ان کی سوانح عمری میں موجود ہے اس لئے اعادہ کی حاجت نہیں، اس سلسلہ خدمات کی آخری کڑی یہ تھی کہ انھوں نے ۱۸۸۷ء میں ایک ”سائنٹفک سوسائٹی“ علی گڑھ میں قائم کی جس کا اولین مقصد یہ تھا کہ علوم جدیدہ کی کتابیں ترجمہ کے ذریعہ سے اردو میں منتقل کی جائیں تاکہ مسلمان ان علوم سے روشناس ہوں، اور ان کی واقفیت و بصیرت میں اضافہ ہو، اس سوسائٹی کی طرف سے انھوں نے ایسی تیرہ گزٹ کے نام سے ایک اخبار بھی نکالا، اور علمی و تاریخی کتابیں بھی شائع کیں مگر ان کا دل وطنِ بختا، اور یہ کسی دوسری راہ کی تلاش میں تھے، چنانچہ وہ ۱۸۸۹ء کے ایک پتھر میں جو اس کانفرنس کے بلیٹ فارم پر دیا گیا فرماتے ہیں کہ:-

”میں اس سے انکار نہیں کرتا کہ اردو زبان میں کتابوں کا ترجمہ ہونا بیشک ملک کے لئے مفید ہے، مگر مجھ کو یقین ہو گیا کہ اعلیٰ درجہ کی تعلیم و تربیت جس کی ضرورت قوم کو ہے اور سوشل حالت کی ترقی، اور حاکم و محکوم کا میل جول، میرے اصولوں کا منشا ہے، بغیر انگریزی پڑھنے اور یورپین سائنس و لٹریچر میں اعلیٰ درجہ تک ترقی کئے نامکن ہیں، میں ہر ایک بات سوچتا تھا، اور نہیں سمجھتا تھا کہ کیا کروں“

سرسید نے یہ خیالات اپنے دوسرے مضامین اور لکچروں میں بھی تفصیل سے بیان کئے ہیں سب کا حاصل یہ ہے کہ مسلمانوں کو جدید تعلیم اعلیٰ درجہ تک حاصل کرنا چاہئے، چنانچہ ۱۸۹۷ء میں اپنے قیام انگلستان کے زمانہ میں انھوں نے ”ہندوستان کی تعلیم“ پر جو رسالہ لکھا اُس میں حکومت ہند کی تعلیمی پالیسی پر بحث کرتے ہوئے لکھا تھا،

”یہ بات گورنمنٹ پر لازمی ہو گئی ہے کہ ہندوستانیوں کو اُس درجہ تک تعلیم دے کر ان کو اپنے حقوق حاصل کرنے کی قدرت ہو جائے، بایوں کو کہ وہ اپنے تئیں ایسا لائق ٹکرانے کی کوشش کریں کہ جو عہدے انگریزوں کو ملتے ہیں وہ بھی پاسکیں، اگر گورنمنٹ ہندوستانیوں کو اُس درجہ تک کی تعلیم نہ دے گی تو اُس نے اپنے اقرار کو پورا نہیں کیا، اور ہندوستانیوں کے حق میں نا انصافی ہوئی کیونکہ وہ بے فائدہ ایسی کنکاش میں پھوڑے گئے کہ جہاں تک اُن کو پہنچنا ہے وہاں تک کارستہ ہی نہیں“

یہ الفاظ سر سید نے اُس وقت لکھے تھے جب نیشنل کانگریس عالم آبِ دگل میں قحی اور عہدہ میں انگریزوں سے مساوات کا خیال، علمبردارانِ آزادی کے خواب میں لگی نہ تھا لیکن سر سید کا نصب العین اُس وقت بھی یہ تھا کہ:-

”جو عہدے انگریزوں کو ملتے ہیں وہ (ہندوستانی) بھی پاسکیں“ اس کے بعد کانفرنس کے سب سے پہلے اجلاس میں جواب سے پچاس برس پہلے علی گڑھ میں منعقد ہوا، سر سید نے صاف صاف فرمایا:-

”اب بھی کسی کو اس بات میں شبہ باقی ہے کہ ہماری قوم کو جس چیز کی سب سے زیادہ ضرورت ہے وہ ہائی انجکشن ایکویشن ہے، سوائے اُن پرانے خیال کے لوگوں کے جن کی تعداد کئی ہزار درجہ اُن سے بھی کم ہے جو اب تک سولج کے زمین کے گرد گھومنے پر یقین کرتے ہیں، اور جو اصل انجکشن تعلیم ہی کو ناجائز سمجھتے ہیں کوئی شخص ایسا نہیں ہے جو ہائی انجکشن ایکویشن کا دشمن نہ ہو، درحقیقت ہندوستان میں اب تک ہائی ایکویشن کا دجو ہی نہیں ہے، ہماری یونیورسٹیوں نے ہم کو اب تک صرف ہائی ایکویشن کے دروازہ تک پہنچایا ہے، مگر اُس کے اندر جانے کا راستہ بند کر رکھا ہے“

پھر اس سلسلہ میں آگے چل کر فرماتے ہیں:-

”ہم کو ہندوستان کے کالجوں سے خواہ وہ گورنمنٹ کے ہوں یا پرائیویٹ، جو شکایت ہے وہ ہائی ایکویشن کے نہ ہونے کی ہے، پس اگر موجودہ ایکویشن تک بھی ہماری رسائی نہ ہو جس کا نام غلطی سے ہائی ایکویشن رکھا ہے تو میں نہیں خیال کر سکتا کہ ہماری تعلیم کس درجہ تک خراب حالت میں پہنچ جائے گی“

سر سید کے ان خیالات سے آپ نے اندازہ کر لیا ہو گا کہ اُن کا نصب العین کس قدر بلند

تھا اور تہذیب تعلیم سے کیا مفید انسان کے پیش نظر تھا،
سر سید نے اپنی تعلیمی اسکیم کا خاکہ اپنے نامور فرزند محمد محمود مرحوم کی مدد سے انگلستان ہی
میں مرتب کر لیا تھا،

چنانچہ وہ ۱۸۵۸ء کے ایک لکچر میں جو کانفرنس کے چوتھے سالانہ اجلاس دیلہائی فرسٹ
میں :-

”لندن ہی میں میں فرانس مدرسہ کے قائم کرنے کی اور تعلیم کی تمام تجویزوں کو پورا کیا
میاں تک کہ جس نقشہ پر آپ اس کالج کی عمارتوں کو بنانا ہوا دیکھتے ہیں یہ بھی لندن ہی
میں قرار پایا تھا، ایں انگریزی سے ناواقف تھا، میں سید محمود کا نہایت شکر گزار ہوں
کہ تمام واقفیت اور اطمینان جو مجھ کو حاصل ہوئی اس میں سید محمود نے میری بہت مدد کی،
مجھ کو اس بات کے اقرار سے نہایت خوشی ہے کہ اگر ان کی مدد نہ ہوتی تو جس مقصد سے
میں لندن گیا تھا میرا جانا فصول تھا“

اس زمانہ میں سر سید کو کسی قسم کے اسباب و وسائل حاصل نہ تھے، اور بے بڑی
مصیبت یہ تھی کہ مسلمانوں کو انگریزی تعلیم سے نفرت تھی لیکن اس پر بھی سر سید نہکتہ دل
نہ ہوسے اور انھوں نے کامیابی کے یقین کے ساتھ سید محمود مرحوم کی امداد سے ایک
شاندار اسکیم مرتب کی جس سے ان کی بلند نظری ثابت ہوتی ہو،

آج ہندوستان میں مختلف قوموں کے شاندار کالج موجود ہیں اور قومی یونیورسٹیاں بھی
وجود میں آگئی ہیں، لیکن اس زمانہ میں آزاد تعلیم یا قومی یونیورسٹی کا تخیل بھی کسی قوم کو نہ تھا
لیکن سر سید اور ان کے نامور فرزند اس عکس پر کسی میں بھی ایک ”محمدن یونیورسٹی“ کا تصور
خواب دیکھ رہے تھے، چنانچہ وہ خود لکھتے ہیں :-

”سید محمود کا خیال تھا کہ کالج ایسا اعلیٰ درجہ کا قائم ہو جس میں تمام یورپین علوم و فنون
مع ان ایشیائی علوم کے جو ہمارے بزرگوں کے لئے مایہ فخر تھے اعلیٰ درجہ پر تعلیم ہو سکیں اور
وہ کالج محمدن یونیورسٹی کے نام سے موسوم ہو، اس کا خیال ہے کہ عربی فارسی سترچر مسلمانوں
کا قومی تمغہ ہے، اس کو ہرگز نہیں چھوڑنا چاہئے“

غرض سر سید اپنی تعلیمی اسکیم مرتب کر کے ہندوستان لائے تاکہ اس کی تکمیل کے وسائل
و اسباب ہم بھینچا سکیں،

سرید نے اپنا کام شروع کرنے کے جو طریقے تجویز کئے تھے وہ ان کے الفاظ میں حسب ذیل ہیں:-

(۱) اول ایک ایسا تدبیر اختیار کی جاوے جس سے عموماً خیالات تعصب پر مسلمانوں کے دلوں میں بیٹھے ہوئے ہیں، اور یورپین سائنس و لٹریچر کا پڑھنا کفر اور مذہب اسلام کے برخلاف سمجھتے ہیں وہ دور ہوں،

(۲) دوم خود مسلمانوں سے پوچھا جاوے کہ وہ یورپین سائنس اور لٹریچر کو کیوں نہیں پڑھتے، اور اس میں اُن کو کیا اندیشہ ہے،

(۳) سوم کانج کے لئے چندہ شروع کیا جاوے اور جب وقت موقع ہو علی گڑھ میں کانج قائم کیا جاوے،

چنانچہ ہندوستان پہنچ کر ان تجاویز کے ماتحت سرید نے اپنا کام شروع کر دیا، پہلی تجویز کی تعمیل میں لوگوں کی ذہنیت تبدیل کرنے کے لئے رسالہ تہذیب الاخلاق جاری کیا، دوسری تجویز کے مطابق سرید نے ایک کمیٹی قائم کی جس کا نام ”کمیٹی خواستگار دینی تعلیم مسلمان“ رکھا گیا، اس کمیٹی نے ان اسباب و موانع کے معلوم کرنے کی کوشش کی جن کی وجہ سے مسلمان سرکاری تعلیم لگائے نہیں سکتے، چنانچہ اس سلسلہ میں سرید نے ایک ”انعامی اشتہار“ شائع کیا جس میں مضامین نگار اصحاب سے اُن موانع تعلیم کے متعلق استفسار کیا گیا تھا، وریہ بھی خواہش کی گئی تھی کہ موانع تعلیم بیان کرنے کے بعد ان کے رفع کرنے کی تدبیر اور اُن کا علاج جو ان کی رائے میں بہتر و مفید معلوم ہو بیان کریں، بہترین مضامین پر علی الترتیب تین انعام ۵۰۰، ۳۰۰، اور ۱۵۰ کے رکھے گئے تھے، چنانچہ یکم جولائی ۱۸۸۷ء تک ۳۲ مضامین موصول ہوئے،

مولانا شبلی نعمانی مرحوم نے اپنی مشنری صبح اسید میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ کیا ہے جس کے چند اشعار حسب ذیل ہیں:-

تدبیر مرض کی جستجو تھی	ہر بزم میں اب گفتگو تھی
یعنی روش علاج کیسا ہو	بیاد کو کس طرح شفا ہو
یہ تو تم کی بیکسی تو جائے	یعنی یہ مریض جی تو جائے
مٹی بس کہ ہر ایک کو یہی فکر	برسوں ہی بحث تھی یہی ذکر

ہر نرم میں تذکرہ ہی تھا ہر شخص کا شغل ہی تھا
 دانش طلبانِ نکتہ داں نے عیسٰی نفسانِ خوش بیاں نے
 ترتیب دئے بکاوش و کد بتئیں رسالہائے مفرد
 لکھے بدلائل و براہین اس بحث پہ مختلف مضامین
 وہ نکتہ و حقیقت آگاہ یعنی مہدی علی ذی جاہ
 سید اشرف علی ہمدانی مشتاق حسین نکتہ پرداز
 اُن کے قلم گہرِ فشاں نے آئین گزارش بیاں نے
 آسان کردی ہر ایک مشکل ناطق شدہ رہ گئی یہ منزل
 جو بحث تھی دل نشین کی تھی ہر بات کی جھان بین کی تھی
 اس کے بعد مولانا شبلی نے ان مضامین کی نوعیت پر بحث کر کے بتایا ہے کہ ان اربابِ قلم نے
 تدبیر کی صورتیں بتائیں جو جو تھیں ضرورتیں بتائیں
 القصہ یہ بات کی تھی تسلیم یعنی کہ علوم نو کی تعلیم
 تدریس شفا جو ہے تو یہ ہے اس دُکھ کی آج ہے تو یہ ہے
 تقویمِ کائنات سے ہاتھ اٹھائیں تہذیب کے دائرہ میں آئیں
 سیکھیں وہ مطالب نو آئیں یورپ میں جو ہوئے ہیں تلقین
 غرض جو تدبیر بتائی وہ یہ تھی کہ

قائم ہو با اتفاق باہم ایک مدرستہ العلوم اعظم
 ہر حال سرید نے یہ سب مضامین جو مختلف اصحاب نے لکھے تھے غور سے مطالعہ کر کے ان پر
 ایک مفصل و مبسوط ریویو لکھا اور جو موانعِ تعلیم لوگوں نے بیان کئے تھے ان کو کھیا کر کے
 اس پر تفصیلی بحث کی،

ان موانعِ تعلیم میں سے جو مختلف اصحاب نے بیان کئے تھے چند حسبِ ذیل ہیں،

- ۱۔ انگریزی تعلیم سے مذہبی عقائد میں خلل واقع ہونا،
- ۲۔ گورنمنٹ کا بجوں اور اسکولوں میں طریقہ تعلیم مسلمانوں کے مناسب حال نہ ہونا،
- ۳۔ گورنمنٹ مدارس میں مسلمان ات دوں کا کم ہونا،
- ۴۔ سررشتہ تعلیم کے انفسر کا مسلمانوں کو تعلیمی مشورہ میں شریک نہ کرنا،

۵۔ مذہبی تعصبات -

ان کے علاوہ اور بوائے تعلیم بھی لوگوں نے بیان کئے تھے لیکن جس چیز کو سب سے زیادہ اہمیت دی گئی وہ یہ تھی کہ سرکاری اسکولوں اور کالجوں میں مذہبی تعلیم کا کوئی انتظام نہ تھا اس لئے لوگوں کو بجا طور پر یہ خطرہ تھا کہ ان تعلیم گاہوں میں تعلیم پا کر مسلمان پتو مذہبی عقائد اور آداب اسلامی سے بیگانہ ہو جائیں گے،

لیکن مشکل یہ تھی کہ ہندوستان جیسے مختلف المذاہب ملک میں حکومت کسی خاص مذہب کی تعلیم کا انتظام نہیں کر سکتی تھی، لہذا اس کے سوا اور کوئی چارہ کار نہ تھا کہ مسلمان اپنی مخصوص تعلیم گاہیں قائم کریں،

نواب محسن الملک مرحوم نے دسمبر ۱۸۹۹ء میں کانفرنس کے سالانہ جلسہ منعقدہ لاہور میں سرکاری درسگاہوں کی اس کمزوری کی طرف اشارہ کرتے ہوئے یہ فرمایا تھا: ”جیکہ کمیٹی خواہندگان رتنی تعلیم مسلمانان نے مسلمانوں کے تزلزل تعلیم کے اسباب دریافت کرنے کا اشتہار دیا تھا اور اتقامی رسالے پیش ہوئے تھے اس وقت عموماً سب نے یہ رائے دی تھی کہ سرکاری کالجوں اور اسکولوں میں چونکہ مذہبی تعلیم نہیں ہوتی اس لئے مسلمان کم داخل ہوتے ہیں، اور جملہ ممبران کمیٹی نے اس پر اتفاق کیا تھا کہ مسلمانوں کے اسکولوں کو تعلیم مذہبی کا ہونا ضروری ہے اور چونکہ مذہبی تعلیم سرکاری اسکولوں اور کالجوں میں نہیں سکتی اس لئے مسلمانوں کو اس کا اہتمام خود کرنا اور اپنے بچوں کی تعلیم کے لئے خود علیحدہ مدرسہ قائم کرنا چاہئے اور زیادہ تر اسی بنیاد پر مدرسہ العلوم علی گڑھ کا بنانا تجویز ہوا اور مسلمانوں کو اس بات کی ترغیب دے کر ان سے ہزاروں لاکھوں روپیہ کا چندہ لیا گیا“ نواب محسن الملک کے اس بیان سے یہ ظاہر ہے کہ مسلمان زیادہ تر مذہبی جو سے جدید تعلیم سے اجازت کرتے تھے اس لئے سرسید نے یہ ضروری سمجھا کہ جو تعلیم گاہ وہ قائم کریں اس میں مذہبی تعلیم کا لازمی طور پر اہتمام کیا جائے، غرض جب کانع قائم کرنے کی تجویز یہ نظر استخوان دیجھی گئی تو سرسید نے اپنی تیسری تجویز کے مطابق علیحدہ میں مقام بناس چندہ جمع کرنے کے لئے ایک کمیٹی قائم کی جس کا نام محمدن اینگلو اورنٹیل کالج فنڈ کمیٹی تھا اس کمیٹی نے باقاعدگی سے اپنا کام شروع کر دیا، اس کے بعد بناس کی اس کمیٹی میں میسلہ پیش ہوا کہ یہ مخصوص تعلیم گاہ کہاں بنائی جائے، کافی تحقیقات اور غور و بحث کے بعد کمیٹی

نے ۸۔ نومبر ۱۸۵۷ء کے اجلاس میں یہ فیصلہ کیا کہ یہ مدرسہ علی گڑھ میں کھولا جائے، چنانچہ اس غرض کے لئے ایک وسیع قطعہ زمین خاص شرائط پر گورنمنٹ سے حاصل کیا گیا، اور ۲۴ مئی ۱۸۵۷ء کو جو ملک معظمہ و کثیرہ کی سالگرہ کا دن تھا علی گڑھ میں مدرسہ کا افتتاح کیا گیا، اس موقع پر سرسید بھی (جو اُس زمانہ میں بنارس میں تھے) علی گڑھ تشریف لا کر رسم افتتاح میں شریک ہوئے، یکم جون ۱۸۵۷ء کو مدرسہ (انکول) میں تعلیم کا آغاز ہوا، اس کے بعد سرسید نے یہ ارادہ کیا کہ کالج کے فونڈیشن کی رسم ”ارل نارٹھ بروک“ وائسرائے ہند کے ہاتھ سے ادا ہو، مگر ان کے وقت ہندوستان سے چلے جانے کی وجہ سے یہ ارادہ پورا نہ ہو سکا اس لئے یہ قرار پایا کہ ۱۸۵۷ء کے دربار قیصری (دہلی) کے بعد ”لارڈ لٹن وائسرائے“ علی گڑھ آکر سنگ بنیاد نصب کریں، چنانچہ دربار کے بعد وائسرائے علی گڑھ تشریف لائے اور یہ رسم شاندار پیمانہ پر ادا ہوئی، ہنرمیںی بیسی کی دعوت ہمانداری کے مصارف (بعد منظوری وائسرائے) نواب محمد لطف علی خاں صاحب پریسیڈنٹ کمیٹی اور راجہ بیباقر علی خاں صاحب وائس پریسیڈنٹ کمیٹی کی طرف سے ادا کئے گئے، تقریب ۸ جنوری ۱۸۵۸ء کو عمل میں آئی، یہ پھر اُس مقام پر رکھا گیا جہاں اب ”اسٹریٹجی ہال“ کی عمارت ہے،

اس موقع پر جوائنٹ ریس لارڈ لٹن کی خدمت میں پیش کیا گیا، اس میں یہ درخواست بھی کی گئی تھی کہ کالج کی لائبریری کو ہنرمیںی بیسی کے نام سے منسوب کرنے کی اجازت دی جائے، چنانچہ مدد کی اجازت پر کالج کے کتاب خانہ کا نام ”لٹن لائبریری“ رکھا گیا، اس تقریب نے پبلک اور ارکان حکومت کی نگاہ میں اس تعلیم نگاہ کی اہمیت بڑھادی اور وہ استقلال کے ساتھ ترقی کرتی رہی، چنانچہ ۱۸۵۷ء میں جو انکول انٹرنس تک کی پڑھائی کے لئے کھولا گیا تھا، ۱۸۵۷ء میں ایف اے کی پڑھائی تک، اور ۱۸۵۸ء میں بی اے اور ایم اے کی تعلیم تک ترقی کر گیا، اور مختلف اطراف ہند کے طلبہ اور شرفاء کے بچے اس تعلیم حاصل کرنے کے لئے آئے لگے جس سے کالج کو ایک خاص ہر دل عزیز اور مرکزی حیثیت حاصل ہو گئی،

جیسا پہلے عرض کیا گیا ہے سرسید کا مقصد اس تعلیم نگاہ کے قائم کرنے سے اس کو ”محمد بنویر سی“ کے درجہ تک پہنچانا تھا، لیکن اس کے اسباب و وسائل قیام نہ ہو سکے، اس کے علاوہ کچھ اور موانع بھی تھے جن کا حل اُس زمانہ میں دشوار تھا، اس لئے سرسید

زمانہ میں اگرچہ ایم اے، اداکار نے ایک خاص اہمیت و عظمت حاصل کر لی تھی، لیکن وہ یونیورسٹی کے درجہ تک نہیں پہنچ سکا، اور سرسید کی یہ نکتہ پوری نہیں ہوئی،

سرسید کے بعد از سر نو یہ ”تحریک“ زندہ کی گئی، چنانچہ ان کی وفات کے بعد آل انڈیا مسلم ایجوکیشن کانفرنس کا جو پہلا اجلاس دسمبر ۱۸۹۱ء میں بمقام لاہور منعقد ہوا، اس میں مسٹر تھیوڈور مارلین نے ایک رزلویشن حسب ذیل الفاظ میں پیش کیا:۔

”اس کانفرنس کی رائے میں مسلمانوں کی علحدہ یونیورسٹی کا قائل ہونا مستحسن ہے۔“

اس رزلویشن کو مسٹر مارلین نے پوری قوت سے پیش کیا اور اس پر بڑی سرکھ الٹا انگریزوں جن میں مدلل طریقہ سے یہ ثابت کیا گیا کہ مسلمانوں کو ایک مخصوص یونیورسٹی کی ضرورت ہے اور ان کی تعلیمی ترقی کا مدار اسی یونیورسٹی پر ہے،

لاہور کے اجلاس کے بعد بھی یہ تحریک برابر جاری رہی اور تقریباً ہر سال کانفرنس کے پلیٹ فارم پر مسلم یونیورسٹی کے قیام کے متعلق رزلویشن پاس ہوتا رہا، اور ہر مرتبہ رزولوشن کے الفاظ میں ایسی کمیڑی ترقی ہوتی رہی جس سے اس کی قوت بڑھتی گئی یہاں تک کہ کانفرنس کے سالانہ اجلاس ناگپور میں جو ۱۹۰۱ء میں ہوا، صاحبزادہ آفتاب احمد خاں صاحب مرحوم نے حسب ذیل رزلویشن پیش کیا:۔

”اس کانفرنس کی رائے میں اس ملک کے مسلمانوں کی

حقیقی ترقی اور کامل بہبودی ان کی اعلیٰ تعلیمی ترقی پر منحصر ہے

جس کے لئے مجوزہ یونیورسٹی کا قیام از بس ضروری ہے اور اب

دقت آگیا ہے کہ قوم کی اس دیرینہ تجویز کی تکمیل کے لئے اعلیٰ

تدابیر اختیار کرنے میں پوری سعی کی جائے۔“

کانفرنس کے اس اجلاس کے موقع پر ہندوستانی نس سرائیوں بالخصوص بھی ناگپور میں موجود تھے جو اس تحریک کے زبردست حامی تھے اور جنہوں نے ۱۸۹۱ء کے اجلاس کانفرنس منعقدہ دہلی میں مسلم یونیورسٹی کے قیام کے لئے ایک کروڑ روپیہ کی اپیل کی تھی، مددج نے اس موقع پر بھی مسلم یونیورسٹی کی تحریک سے غیر معمولی دلچسپی ظاہر کی اور یہ وعدہ کیا کہ اگر مسلمان ۱۹ لاکھ روپیہ مسلم یونیورسٹی کے لئے جمع کر لیں گے، تو خود ہندوستانی نس بھی ایک لاکھ روپیہ عطا کریں گے، ہندوستانی نس

سرآغا خاں کی اس عملی سرگرمی سے تمام مسلمان ہند کو اس تحریک سے دلچسپی پیدا ہو گئی، اور جو یہ سرآغا خاں نے ہندوستان کے خاص خاص مقامات کا دورہ کیا اور جا بجا تقریریں کیں تو ہم ملک میں ایک غلغلہ برپا ہو گیا اور مسلمانوں نے نہایت فیاضی سے اس وقت کی مطلوبہ رقم سے زیادہ روپیہ جمع کر دیا، روپیہ جمع ہونے کے بعد بعض دشواریاں سنگ راہ ہوئیں اس لئے یونیورسٹی کے قیام میں تاخیر ہوتی گئی، آخر کار مختلف مراحل سے گزرنیکے بعد ۱۲۵۱ھ میں مسلم یونیورسٹی وجود میں آئی، اور سرسید اور ان کے بلند نظر فرزند نے جو خواب ۱۲۵۱ھ میں دیکھا تھا اس کی تعبیر بروئے کار آئی،

مجھے اس موقع پر مسلم یونیورسٹی کے قیام و تاسیس کی مفصل تاریخ بیان کرنا مقصود نہیں ہے اس لئے ایم، اے، او کالج یا مسلم یونیورسٹی کے تفصیلی حالات اور اس کی تدریجی ترقی کی کیفیت اور مفید نتائج کے بیان کرنے سے اجتناب کیا گیا ہے، اس موقع پر اجمالاً جو کچھ عرض کیا گیا اس سے یہ مقصد تھا کہ اس موقع پر جبکہ آپ پنجاہ سالہ جوبلی کی تقریب سے مسلمانوں کے سب سے بڑے تعلیمی مرکز یعنی علی گڑھ میں تشریف لائے ہیں جو زمانہ و راز تک سرسید اور ان کے رفقاء کی تعلیمی اصلاحی سرگرمیوں کا مرکز رہا ہے تو یہ مناسب معلوم ہوا کہ سرسید کی تعلیمی تحریک کے اغراض و مقاصد اور انھیں کی تدریجی ترقی اور کامیابی کے متعلق مختصر حالات پیش کر دئے جائیں تاکہ آپ کو اس کانفرنس کے اغراض و مقاصد کا اندازہ کرنے میں آسانی ہو جو جو بھی ایم، اے، او کالج کی طرح سرسید کی جدوجہد کا ثمرہ ہے، اور جس کے ذریعہ سے سرسید نے اپنی تعلیمی و اصلاحی تحریک کا غلغلہ ملک میں بلند کیا تھا،

سرسید نے زندگی کے مختلف شعبوں میں ملک و ملت کی خدمت کی ہے لیکن ان کے سب سے زیادہ نمایاں و مستقل ڈھنگ کا کام ہے، ایک ایم، اے، او کالج کا قیام کرنا جو تدریج ترقی کر کے ان کے نصب العین کے مطابق مسلم یونیورسٹی ہو گیا، دوسرا ایجوکیشنل کانفرنس کا قائم کرنا جس نے سرسید کی تحریک کو اب تک زندہ رکھا اور ان کا پیام ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں پھنچایا، سرسید نے ایم، اے، او کالج کی بنیاد پہلے رکھی تھی، اس لئے اس کی پنجاہ سالہ جوبلی ۱۲۵۱ھ میں نہایت شاندار پیمانہ پر منائی گئی، کانفرنس اس کے بعد وجود میں آئی اور اس نے گزشتہ دسمبر ۱۹۳۳ء میں اپنی زندگی کے پچاس برس پورے کئے، اس لئے یہ پنجاہ سالہ اجلاس جیسا کہ پہلے تجویز ہوا تھا دسمبر میں ہونے والا تھا لیکن بعض مشکلات

کی وجہ سے نہ ہو سکا، اور آج اس کی نوبت آئی،
حضراتِ اسلام بنوری کی مختصر تاریخ میں عرض کر چکا ہوں، اب اجازت دیجئے کہ
 آل انڈیا مسلم ایجوکیشن کانفرنس کے تاسیس و قیام اور مقاصد و اغراض کے متعلق اجمالاً
 عرض کروں،

میں اور عرض کر چکا ہوں کہ سرسید کے پہلے کارنامہ کا آغاز علامہ ۱۸۷۷ء میں ہوا جبکہ
 ایک اسکول کا افتتاح اس سرزمین پر ہوا جو آخر کار ترقی کر کے مسلم بنوری بن گیا،
 کانفرنس کا آغاز اسکول کے دس برس بعد ۱۸۷۷ء میں ہوا لیکن اس زمانہ میں
 اس کا نام کانفرنس نہیں بلکہ ”محمدن ایجوکیشن کانگریس“ تھا،

اس کانگریس کا سب سے پہلا اجلاس ۲۷- دسمبر ۱۸۷۷ء کو علی گڑھ میں منعقد ہوا،
 خود سرسید اس پہلے اجلاس کی کیفیت حسب ذیل الفاظ میں تحریر فرماتے ہیں،
 ”مدرسۃ العلوم مسلمانان واقع علی گڑھ کے سینٹرل ہال میں جو زیر تعمیر ہے ایک عظیم الشان
 شامیانہ کپڑے کا بنایا گیا جس میں دو سو پچاس کرسیاں بچھائی گئی تھیں، اور نہایت خوبصورتی
 سے اس کو آراستہ کیا گیا تھا، جو لوگ باہر سے تشریف لائے تھے، ان کی آسائش کے لئے
 دو بنگلے مدرسۃ العلوم کے اور دس ڈیرے آراستہ کئے گئے تھے مگر جس قدر لوگوں کے آنے
 کی توقع تھی اس قدر نہیں آئے، اور اس سبب سے اکثر ڈیرے اور مکانات خالی رہے“

سرسید کی رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ طلباء کے علاوہ صرف ۷۸ اصحاب اس اجلاس
 میں شریک تھے، اس اجلاس میں صرف پانچ تجویزیں تحریک و تائید اور بحث و گفتگو کے بعد
 پاس ہوئیں، پہلی تجویز جو سرسید نے پیش کی اس ”محمدن ایجوکیشن کانگریس“ کے وجہ قیام اور
 مقاصد سے تعلق رکھتی ہے، جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سرسید نے یہ انجن یا مجلس کس عرض
 سے قائم کی تھی، اس تجویز کے الفاظ حسب ذیل ہیں،

”مسلمانوں میں ہر قسم کی تعلیم کے تنزل کا لحاظ کر کے اور اس خیال سے کہ ان کی
 ہر قسم کی تعلیم کی ترقی میں قومی اتفاق اور قومی امداد سے کوشش کی جائے مناسب معلوم ہوتا ہے
 کہ ہر سال ان امور پر غور کرنے کے لئے مختلف اضلاع کے لوگوں کا ایک جلسہ ہو کہ جسے جو محفل
 ایجوکیشن کانگریس“ کے نام سے موسوم ہو، یہ جلسہ کسی خاص مقام پر مخصوص نہ ہو گا بلکہ ہر سال
 کسی ایسے مقام میں جہاں کے لوگ اس جلسہ کے منعقد ہونے کی خواہش کریں اور اس کا انتظام

منظور فرمادیں منعقد ہو کرے گا۔“

یہ تجویز پیش کرتے وقت سرسید نے جو تقریر کی وہ چونکہ اس کانفرنس کے بانی کی تقریر ہے، اور اس سے یہ امر بخوبی واضح ہوتا ہے کہ اس کانفرنس کے قائم کرنے سے سرسید کا اصلی مقصد کیا تھا اس لئے نمیدی حصہ چھوڑ کر ذیل میں نقل کی جاتی ہے،

سرسید فرماتے ہیں :-

”اے صاحبو! جن لوگوں کا یہ خیال ہے کہ پولیٹیکل امور پر بحث کرنے سے ہماری قومی ترقی ہوگی میں اس سے اتفاق نہیں کرتا بلکہ میں تعلیم کی ترقی کو اور صرف تعلیم ہی کو ذریعہ قومی ترقی کا سمجھتا ہوں، ہماری قوم کو اس وقت سب سے ترقی تعلیم کے اور کسی چیز پر کوشش کرنے کی ضرورت نہیں ہے، اگر ہماری قوم میں تعلیم کی کافی ترقی ہو جائے گی تو ہم کو وہی کافی ذریعہ تنزل کی حالت سے نکلنے کا ہوگا پس غور طلب یہی امر ہے کہ تعلیم کی ترقی کیوں کر ہو، اس وقت تک ہمارا یہ حال ہے کہ گو ہم ایک قوم مسلمان کہلاتے ہیں مگر ایک جگہ کے رہنے والے دوسری جگہ کے رہنے والوں سے ایسے ہی نادانقت ہیں جیسے کوئی اجنبی قوم ایک دوسرے کے حال سے نادانقت ہو، ہم نہیں جانتے کہ پنجاب کے لوگوں کو اپنی قومی تعلیم اور قومی ترقی کی نسبت کیا خیال ہے اور انھوں نے کیا کیا ہے اور کیا کرنا چاہتے ہیں، پنجاب تو ایک دوسرا صوبہ ہے ہم اپنے صوبہ کے ہی ایک ضلع کے رہنے والے دوسرے ضلع کے رہنے والوں کے حال سے محض نادانقت ہیں، کوئی ذریعہ ہمارے پاس ایسا نہیں ہے کہ مختلف اضلاع کے لوگ کسی موقع پر آپس میں ایک جگہ جمع ہوں، ایک کے حال سے دوسرے کو آگاہی ہو، ہم آپس میں مل کر اپنے خیالات جو قومی تعلیم اور قومی ترقی کی نسبت ہوں دوسروں پر ظاہر کر سکیں ایک دوسرے کے خیالات سے متبادلوں ہو جو غلطی ہمارے خیال میں ہو وہ دوسروں کے خیال سے بخوبی اصلاح پاوے، مختلف اضلاع کے لوگوں کے باہم جمع ہونے سے آپس میں واقفیت آپس میں محبت اور اخلاص، یا سہی ہمدردی اور یکجانیت پیدا ہو، ہم باوجود ایک قوم مسلمان ہونے کے جو بمنزلہ مختلف قوموں کے ہو رہے ہیں ان میں قومی یکجانیت بلکہ محکمہ کننا چاہئے کہ قومیت پیدا ہو اس اجنبیت نے ہم میں سے قومی ہمدردی کو مٹا دیا ہے اس طرح ہر باہم جمع ہونے سے اور ایک مقصد یعنی قومی یکجائی قومی ترقی قومی تعلیم کے لئے جمع ہونے سے دوبارہ قومی ہمدردی ہم میں پیدا ہو یا جس قدر ہے اس میں نیاؤ

ترقی ہو، آپس میں ملنے سے اور مختلف امور پر جو قومی تعلیم اور قومی ترقی سے علاقہ رکھتے ہیں بحث مباحثہ یا تذکرہ و مذاکرہ کرنے سے ضرور ہے کہ کوئی عمدہ راہ قومی ترقی اور قومی تعلیم کی ہاتھ آئے ہر ایک ضلع کے لوگ جو مختلف راہیں چلتے ہیں وہ سب سمجھ بوجھ کر ایک، ایسا یہ ہمارے قومی تعلیم کے لئے اختیار کریں جو منزل مقصود کو پہنچانے والا ہو،

اس وقت قومی تعلیم یا قومی ترقی کی نسبت ہمارے خیالات ایسے پرانہ ہیں کہ ایک کو دوسرے سے مدنیس سمجھتی اور گویا ہماری قومیں متفرق ہو کر کمزور ہوتی جاتی ہیں، ہم سب کو اگر ایک یہ ہمارے قومی تعلیم اور قومی ترقی کا ہاتھ آجائے تو تمام متفرق قومیں ایک رستہ پر جمع ہو جائیں گی اور قومی تعلیم کی ترقی پر زیادہ تر آسانی ہوگی،

گورنمنٹ ملکہ معظمہ قیصر ہند ہماری ہیودی اور تعلیم کی ترقی کے لئے ہر وقت آمادہ ہے اور ہم بھی اپنی گورنمنٹ سے ہر طرح مدد و امداد چاہتے ہیں مگر ہم خود ایسی مختلف دو چیزیں چاہتے ہیں کہ ترقی میں اور ایسی تضاد و آئیں پیش کرتے ہیں جو ایک دوسری سے بالکل متناقض ہوتی ہیں، اس کا سبب یہ ہے کہ ہم نے خود ابھی تک منع نہیں کیا کہ ہماری تعلیم اور ہماری ترقی کے لئے درحقیقت کوئی سادہ طریقہ ہو اس قسم کے شخص سے اور آپس میں کلمہ دکلام کرنے سے ضرور کہ ہم کو ایک ایسا مستحکم طریقہ اپنی تعلیم اور ترقی کا ہاتھ آئے گا جو بلا کسی شک و شبہ ہماری قوم کے لئے مفید ہوگا۔

میں یقین کرتا ہوں کہ اس زمانہ میں جس قدر فیاضی صورت پینچا ب نے تعلیم کے باب میں کی ہے اور جس قدر روپیہ وہاں کے رئیسوں نے تعلیم کے لئے دیا ہے وہ ایک بے مثل اور بے نظیر فیاضی ہوئی ہے مگر جو کہ ان فیاضی کرنے والوں نے اس بات کی پورے طور پر تفتیش نہیں کی تھی کہ درحقیقت ہمارے ملک کی بھلائی کے لئے کون سا طریقہ اختیار کرنے کے قابل ہے اس فیاضی نے ملک کو کچھ فائدہ نہیں پہنچایا بلکہ اگر میں جرات کروں تو کہہ سکتا ہوں کہ بعض فائدہ کے کسی قدر نقصان پہنچا، ان ہی خیالات سے یہ تجویز پیش کی گئی ہے کہ ہر سال مسلمانوں کی تعلیم اور ترقی پر غور کرنے

کے لئے مختلف مقامات اور مختلف صوبہ جات کے لوگ ایک جگہ جمع ہوا کریں اور ایک صوبہ اور ضلع کے لوگوں کے ذریعہ سے دوسرے صوبہ اور ضلع کے مسلمانوں کو حالات معلوم ہوتے رہیں اور جو تدابیر ان کی بھلائی اور ترقی کی نسبت سوچی جائیں ان پر بحث و مباحثہ ہو کر جو تدبیر عمدہ قرار پائے وہ اختیار کی جائے، یہ سالانہ جلسہ جیسے کہ آپ نے رزولوشن پیش شدہ سے معلوم کیا ہو گا کسی ایک مقام کے لئے مخصوص نہیں کیا گیا ہے بلکہ ہر ایک صوبہ اور شہر میں جہاں کے لوگ اس

کی خواہش کریں گے منصف ہو سکے گا اور اس سے یہ فائدہ ہے کہ جو لوگ کسی سبب سے ایک مقام کے جلسہ میں شامل نہیں ہو سکتے وہ دوسرے مقام کے جلسہ میں شامل ہو سکیں گے اور اس تدبیر سے اس جلسہ کے فوائد زیادہ تر عام ہو جائیں گے۔“

سر سید کی مندرجہ بالا تقریر کسی مزید توضیح کی محتاج نہیں، سر سید کے علاوہ مولوی محمد مسیح اللہ بہادر سی، ایم، جی نے جو کانفرنس کے پہلے اجلاس کے صدر تھے، اپنی تقریر صدارت میں کانفرنس کا مقصد حسب ذیل الفاظ میں بیان کیا:-

”اگر ہماری قوم آپس میں متفق ہو کر اور صلاح اور شورہ کر کے اور ایک دوسرے کے خیالات سے واقف ہو کر کوئی مفید طریقہ قوم کی تعلیم و ترقی کا اختیار کرے تو بلاشبہ قوم کے لئے بہت زیادہ مفید ہو، میں سمجھتا ہوں کہ اس مقصد کے حاصل ہونے کو اس کانگریس سے جس کا آج پہلا اجلاس ہے بہتر اور کوئی طریقہ نہیں ہے۔“

صدر کے علاوہ سٹرک پرنسپل مدرسہ العلوم علی گڑھ نے کانفرنس کے مقاصد کی حسب ذیل الفاظ میں وضاحت کی:-

”جیسا کہ میں خیال کرتا ہوں اس کانفرنس کا خاص مقصد یہ ہے کہ وہ لائق و مستفید مسلمان جو اس امر میں مدد کر رہے ہیں، باہم جمع ہو کر ان مسائل پر بحث کریں جن کا حل کرنا ضروری ہو، اس لئے کانفرنس کا اصلی مقصد یہ ہے کہ ایک کے خیالات دوسرے پر روشن ہو جائیں۔“

۲۸ دسمبر ۱۸۸۶ء کو ممبروں کی رائے سے کانفرنس کے قواعد منظور ہوئے ان قواعد میں کانفرنس کے حسب ذیل مقاصد تجویز کئے گئے تھے:-

مقاصد کانگریس

۱۔ مسلمانوں میں یورپین سینٹر و لٹریچر کے پھیلائے اور وسیع حد تک ترقی دینے اور اُس میں نہایت اعلیٰ درجہ کی تعلیم تک اُن کے پھیلانے پر کوشش کرنا اور اُس کی تدبیروں کو سوچنا اور اُن پر بحث کرنا۔

۲۔ مسلمانوں کی تعلیم کے لئے جو انگریزی مدرسہ سے مسلمانوں کی طرف سے جاری ہوں اُن میں مذہبی تعلیم کے حالات کو دریافت کرنا اور بقدر امکان عہدگی سے اُس تعلیم کے انجام پانے میں کوشش کرنا۔

۳۔ جو لوگ کہ علوم مشرقی اور دینیات کی تعلیم قدیم طریقے پر ہماری قوم کے علماء سے پاتے ہیں اور اُنہی کو انھوں نے اپنا مقصد قرار دیا ہے ان کے حالات کی تفتیش کرنا اور اُن میں اُس تعلیم کے قائم اور جاری رہنے کے مناسب تدابیر کا عمل میں لانا۔

۴۔ عام لوگوں میں جو عام تعلیم قدیم مکاتب کے ذریعہ سے جاری تھی اُس کے حالات کی تفتیش کرنا اور اُن میں جو تنزل ہو گیا ہے اُس کی ترقی اور عام لوگوں میں عام تعلیم کی مناسب سمت کی تدابیر کا اختیار کرنا۔

۵۔ جو مکاتب عام لوگوں کے لڑکوں کے لئے قرآن مجید پڑھنے کے تھے اور جو سلسلہ قرآن مجید کے حفظ کرنے کا تھا اور حین کا اب بہت کچھ تنزل ہو گیا ہے اُن کے حالات کی تفتیش کرنا اور اُن کے قائم رکھنے اور استحکام دینے کی تدابیر کا اختیار کرنا۔

کانفرنس کے یہ مقاصد اس وقت تجویز کئے گئے تھے جب اُس کا ابتدائی ڈھانچہ تیار کیا گیا اس کے بعد بتدریج ان مقاصد میں وسعت ہوتی گئی جس کا ذکر آئندہ آئے گا،

اگرچہ ابتدا میں کانفرنس کا نام صرف ”محمدن ایجوکیشن کانگریس“ تھا اس کے ساتھ ”آل انڈیا“ : تھا جو آج کل تقریباً ہر انجمن اور کانفرنس کے نام کا اولین حصہ ہے، لیکن عملی طور پر سرسید نے اس کو ایک ”آل انڈیا“ انجمن کی حیثیت سے قائم کیا تھا چنانچہ اس کے سب سے پہلے اجلاس میں حسب ذیل تجویز منظور کی گئی تھی،

”اس جلسہ کی یہ رائے ہے کہ محمدن ایجوکیشن کانگریس کا

عملی گڑھ ہیڈ کوارٹر قرار دیا جائے، اور اس کے مقاصد کی تکمیل اور تادیق

کے لئے ہر شہر اور ہر قصبہ میں کمیٹیاں قائم ہوں“

”ہر شہر اور ہر قصبہ“ کے الفاظ سے کانفرنس کی آل انڈیا حیثیت بخوبی واضح ہو جاتی ہے

چنانچہ کانفرنس نے اسی حیثیت کو پیش نظر رکھ کر ہر کسی صوبہ کی تقسیم کے ہندوستان کے مختلف شہروں میں اپنے سالانہ اجلاس منعقد کئے اور کانفرنس کے مقاصد کی تبلیغ کے لئے سفراء بھیجے اور آج بھی وہ اسی طریقہ کار کی پابند ہے،

ہم نے اوپر عرض کیا ہے کہ کانفرنس کے مقاصد کا دائرہ بتدریج وسیع ہوتا گیا، اور سرسید نے

اپنی ادوار عمرانی سے بہت سے تعلیمی و اصلاحی کام کانفرنس کے دائرہ عمل میں داخل کرے، جیسے جیسے کانفرنس ترقی کرتی جاتی اور اُس کی ہر و عزیز بنی برہمتی جاتی تھی سالانہ اجلاس کے موقع پر حسب ضرورت

قواعدیں تبدیلیاں ہوتی جاتی تھیں، چنانچہ کانفرنس کے اجلاس ششم میں جو سرسید کے زمانہ میں بمقام علی گڑھ منعقد ہوا، ۳۰ دسمبر ۱۸۹۷ء کو کانفرنس کے مقاصد میں وسعت دی گئی، اور قواعد کی دفعہ میں اس تمہید کے بعد کہ کانفرنس کو کسی پولیٹیکل امر یا مذہبی مباحث سے کچھ تعلق نہ ہوگا، اس کے حسب ذیل مقاصد تجویز کئے گئے،

مقاصد کانفرنس

- ۱۔ مسلمانوں میں یورپین سینز و ٹریچر کے پھیلانے اور وسیع حد تک ترقی دینے اور اُس میں نہایت اعلیٰ درجہ کی تعلیم تک اُن کے پھنچانے پر کوشش کرنا اور اُس کی تدبیروں کو سوچنا اور اُن پر بحث کرنا،
- ۲۔ مسلمانوں نے جو قدیم زمانہ میں علوم میں ترقی کی اُس کی تحقیقات کرنا اور اس پر اُردو یا انگریزی میں رسالجات تحریر کرنے یا لکچر دینے یا ایسے لکھنے پر لوگوں کو آمادہ کرنا،
- ۳۔ نامی علماء اور مشہور مصنفین اسلام کی لائف کو اُردو یا انگریزی زبان میں لکھوانا،
- ۴۔ مسلمان مصنفوں کی تصنیفات جو نایاب ہیں اُن کے ہم پھنچانے کی تدبیر کرنا یا پتہ لگانا کہ وہ کس جگہ موجود ہیں،
- ۵۔ تاریخ نامہ واقعات زمانہ قدیم کی تحقیقات پر رسالجات تحریر کرنے یا لکچر دینے یا ایسے لکھنے پر لوگوں کو آمادہ کرنا،
- ۶۔ دینی و علوم کے کسی مسئلہ یا تحقیقات پر کسی رسالے کے تحریر ہونے یا لکچر دینے کی تدبیر کرنا،
- ۷۔ فرامین شاہی کو ہم پھنچا کر اُن سے ایک کتاب انشاء کا مرتب کرنا اور اُن کے مواہب و طغرا کے نمونے فوٹو گراف سے قائم رکھنا،
- ۸۔ مسلمانوں کی تعلیم کے لئے جو انگریزی مدرسے مسلمانوں کی طرف سے جاری ہوں اُن میں مذہبی تعلیم کے حالات کو دریافت کرنا اور بقدر امکان عمدگی سے اُس تعلیم کے انجام پانے میں کوشش کرنا،
- ۹۔ جو لوگ کعلیم مشرقی اور دنیات کی تعلیم قدیم طریقہ پر ہماری قوم کے علماء سے پاتے ہیں اور اُنسی کو انھوں نے اپنا مقصد قرار دیا ہے ان کے حالات کی کثیتش کرنا اور ان میں اُس تعلیم کے قائم اور جاری رہنے کی مناسب تدبیر کا عمل میں لانا،

۱۰۔ عام لوگوں میں جو عام تعلیم قدیم مکاتب کے ذریعہ سے جاری تھی اُس کے حالات کی تفتیش کرنا اور ان میں جو تنزل ہو گیا ہے اُس کی ترقی اور عام لوگوں میں عام تعلیم کی مناسب وسعت کی تدابیر کا اختیار کرنا (یا) باجوہ مکاتب عام لوگوں کے لڑکوں کے لئے قرآن مجید پڑھانے کے تھے اور جو سلسلہ قرآن مجید کے حفظ کرنے کا تھا اور جن کا اب بہت کچھ تنزل ہو گیا ہے ان کے حالات کی تفتیش کرنا اور ان کے قائم رکھنے اور سترکام دینے کی تدبیر کا اختیار کرنا

کافر نس کے مندرجہ بالا مقاصد میں سرسید کے آخری ایام حیات تک کوئی تبدیلی یا توسیع نہیں ہوئی اور اس کی ضرورت بھی نہ تھی کیونکہ جو مقاصد کافر نس نے قرار دئے تھے وہ بجائے خود اس قدر وسیع تھے کہ اُن میں سے کسی ایک مقصد کی تکمیل بھی بغیر یوری قوم کی مائی غلطی عانت کے ممکن نہ تھی، مثلاً مندرجہ بالا مقاصد کے کافر نس کا ایک مقصد جو اولین مقصد ہے یہ تھا :-

”مسلمانوں میں یورپن سائنس و لیٹرچر کے پھیلانے اور وسیع حد تک ترقی دینے اور اُس میں نہایت اعلیٰ درجہ کی تعلیم تک اُن کے پھنچانے پر کوشش کرنا اور اُس کی تدبیروں کو سوچنا اور ان پر بحث کرنا“

ذرا غور تو کیجئے کس قدر عظیم الشان مقصد ہے؟ ساری قوم میں جدید سائنس اور لیٹرچر کا پھیلانا اور نہایت اعلیٰ درجہ کی تعلیم کا انتظام کرنا اور اس کو وسیع حد تک ترقی دینا کیا کوئی سموا کام ہے؟ اگر کافر نس صرف اسی ایک فرض سے عہدہ برآ ہو جاتی تو یہ کارنامہ اُس کے لئے کافی تھا لیکن کافر نس نے یہ کام بھی انجام دیا اور حتی الامکان دوسرے مقاصد کی طرف بھی توجہ کی جس کی تفصیل آئندہ عرض کی جائے گی،

حضرات! عموماً یہ دیکھا جاتا ہے کہ لوگ چونکہ قومی انجمنوں کے اعضاء و مقاصد کی اہمیت کا صحیح اندازہ نہیں کرتے اس لئے اکثر غلط فہمی میں مبتلا ہو جاتے ہیں، مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس کے متعلق چند الفاظ عرض کروں،

واقعہ یہ ہے کہ جب کوئی قومی انجمن یا مجلس اپنے قیام و تائیس کے وقت کچھ اعضاء و مقاصد متعین کرتی ہے تو اُس کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ یہ مقصد اُس انجمن یا مجلس کا انتہائی نصب العین ہے جس کے لئے وہ اپنی جدوجہد ایک غیر مبین زمانہ کے لئے مسلسل جاری رکھے گی، لیکن عام لوگ ان مقاصد کا اعلان ہوتے ہی دوسری صبح سے یہ انتظار کرنے لگتے ہیں

کہ انجمن ان مقاصد کے حاصل ہونے کا کلب اعلان کرتی ہے، حالانکہ کسی ”نصب لعین“ کا مفقہد کبھی نہیں ہوتا کہ وہ ایک طلوع و غروب یا لیل و نہار کی ایک گردش سے حاصل ہو جائے گا بلکہ ہر کام اپنی اہمیت کے لحاظ سے ایک مناسب مدت اور ایک خاص حد تک کوشش کا طالب ہوتا ہے، مثلاً ہر شخص واقف ہے کہ جب سرسید نے انگلستان سے واپسی پر ”مجلس خزینۃ البعثت“ قائم کی تو، افروزی سلسلہ کو سید محمد محمود مرحوم نے اس کے اجلاس میں اپنی مجوزہ ”الکیم“ درستہ العلوم“ کے قیام کے متعلق پیش کی جو سرسید کی رائے اور شورہ سے مرتب کی گئی تھی، اس میں سید محمود مرحوم نے صاف صاف بیان کیا تھا کہ

”ہماری عرض صرف ایک مدرسہ یا کالج ہی قائم کرنا نہیں ہے، بلکہ ایک یونیورسٹی قائم کرنا ہے جس کو دارالعلوم کہنا چاہیے، اور میں امید کرتا ہوں کہ ممبران کیٹی اس بات کو پسند کریں گے کہ بجائے لفظ کالج کے لفظ یونیورسٹی کا اور بجائے لفظ مدرسہ العلوم کے لفظ دارالعلوم کا داخل کیا جائے۔“

آپ بخوبی جانتے ہیں کہ یہ محمود بکایہ مجوزہ مدرسہ العلوم سلسلہ میں قائم ہوا، لیکن مسلم یونیورسٹی جو ان کا اولین مقصد اور آخری نصب العین تھا سلسلہ میں معرعن وجود میں آئی یعنی سرسید اور ان کے جانشینوں کی مسلسل ۵۴ برس کی کوشش کے بعد ایم اے، اوسکانڈ نے اپنا قالب بدل کر یونیورسٹی کی صورت اختیار کی گویا سرسید کا مقصد تقریباً نصف صدی کی جدوجہد کے بعد حاصل ہوا، لیکن وہ بھی اس معیار کے مطابق نہیں جو سرسید اور ان کے جانشینوں کے پیش نظر تھا، اور جو انھوں نے مختلف طریقوں سے بار بار ظاہر کیا تھا، مثلاً ذاب من الملک مرحوم نے دسمبر ۱۸۷۷ء میں سرسید کی وفات کے بعد کانفرنس کے سالانہ اجلاس لاہور میں فرمایا تھا،

”اس میں شک نہیں کہ مصلائی یونیورسٹی کا مسلمانوں کے دیگر تعلیمی انشٹیٹیوشنوں سے جو تمام ہند میں ہوں ایک گہرا تعلق ہوگا، سینکڑوں اسلامی اسکول اس کے ساتھ چلے جائیں گے، اور وہ اس کے واغہ کے امتحان کے لئے طلبہ کو تیار کریں گے، اور اسلامی کالج اور اسکول اسس یونیورسٹی میں اپنے پروفیسروں اور ماسٹروں کو طریق تعلیم کھینے کے لئے بھیجیں گے،“

یہ نصب لعین کس قدر بلند اور یہ توقعات کس قدر خوش گوار ہیں، لیکن کیا وہ پوری ہوئیں؟ ظاہر ہے کہ نہیں! لیکن انشاء اللہ پوری ہوں گی، کیونکہ مقصد پیش نظر ہے اور کوشش جاری ہے، سلسلہ میں جب سرسید نے علی گڑھ میں ایک اسکول کا افتتاح کیا تھا تو اس وقت کون کد سکتا

تھا کہ یہ ترقی کر کے ایک روز مسلم یونیورسٹی بن جائے گا، اور یہ خیر پشکان جن میں نو عمر بچے
 پڑھ رہے ہیں ایک دن شاندار عمارتوں کی صورت میں تبدیل ہو جائیں گے،

اسی طرح جب مشن میں کانفرنس کا آغاز ہوا تو اس کے پہلے مختصر اجلاس کی حیثیت
 کسی انجمن کے مقامی جلسہ سے زیادہ نہ تھی اور اس کے شرکار کی تعداد صرف ۶۰ تک محدود
 تھی جس میں زیادہ حصہ سرسید کے احباب اور مقامی اصحاب کا تھا مگر اس کے بعد ایک
 زمانہ ایسا بھی آیا کہ کانفرنس کے سالانہ اجلاس ممبئی، کلکتہ، مدراس، رنگون، لاہور، الہ آباد
 جیسے شہروں میں شاندار پیمانہ پر منعقد ہوئے، اس کا غلغلہ تمام ہندوستان میں برپا ہوا، اور اس
 کی اہمیت دم کر نیت سارے ملک میں تسلیم کی گئی،

آج ملک میں جدید تعلیم عام طور پر پھیل گئی ہے، اور جو مسلمانوں میں بھی مختلف قسم کی قابلیت
 کے نوجوان اور ماہرین فن موجود ہیں، نیز انگلستان اور یورپ کے دوسرے ممالک کے تعلیم یافتہ
 نوجوان بھی ہندوستان کے مختلف حصوں میں پھیلے ہوئے ہیں، آپ یہ اندازہ نہیں کر سکتے کہ مشن
 میں جب سرسید نے کانفرنس کی بنیاد رکھی، مسلمان جدید تعلیم سے کس قدر بیگانہ تھے، اور ان کو
 تعلیم پر آمادہ کرنا کس قدر مشکل اور کتنی کام تھا،

اُس زمانہ میں سرسید اور ان کے رفقاء کا رہنے اپنے مضامین و مقالات اور تقریروں
 کے ذریعہ سے مسلمانوں کی جمالت و غلی بے ماٹگی پر جو تبصرہ کیا ہے اُس سے البتہ کسی قدر اندازہ
 ہوتا ہے کہ اُس زمانہ میں مسلمانوں کی تعلیمی حالت کیسی افیس ناک تھی،
 مثلاً سرسید نے مشن میں کانفرنس کے اجلاس لکھنؤ میں مسلمانوں کی جمالت پر فوس
 کرتے ہوئے فرمایا:۔

”یہ بات کیا کچھ کم افیس کے لائق نہیں ہے کہ اس وقت ہم کو اپنی قوم میں ایک
 شخص بھی ایسا نہیں دکھائی دیتا جو اس زمانہ کی ضروریات میں سربراہ اور وہ ہو، کیا تم اپنی
 قوم میں ایک شخص بھی ایسا دکھا سکتے ہو جو، سچ کر نے میں نام آور ہو، کوئی ایسا شخص ہے جس
 نے انکس شہرچہ میں نام آوری حاصل کی ہو،“

مسلمانوں میں قسم قسم کی کوتاہیاں تھیں کہ وہ ایک مسلمانی انگریزی اخبار کی ایڈیٹری کے لائق
 ہو، متعدد اصلاح کے مسلمانوں نے انگریزی اخبار جاری کئے، وہ کن کے ہاتھوں میں تھے؟
 یا انگریزوں کے یا ہمارے ہو، بھائی بنگالیوں کے، اور جو مسلمانوں کے ہاتھ میں تھے یا ہیں

وہ پڑھنے کے قابل بھی نہ تھے،

بعض اخلاص کے مسلمانوں نے انگریزی میں اخبار جاری کرنا چاہا، بشیر علی مسلمان ایڈیٹر بنے، مگر تمام ہندوستان میں ایک بھی نہیں ملا، ہم کو اپنی پرائیویٹ ضرورتوں میں اپنے قومی مطالب میں جب کسی تحریک کی ضرورت ہوتی ہے کسی مسلمان کو اس لائق نہیں پاتے، غیر قوم کے لوگوں سے مدد لینی پڑتی ہے، پس اس سے زیادہ اور کوئی قومی ذلت اور قومی ناتربیت یا فحش کا ثبوت ل سکتا ہے،

حضرات! سرسید کے اس بیان سے آپ نے اندازہ کیا ہو گا کہ جب کانفرنس کا آئینا ہوا تو اس وقت مسلمانوں کی تعلیمی حالت کیسی تھی، سرسید نے یہ تقریر ایک ایسے جلسہ میں کی جو تعلیمی جلسہ تھا، اور جس میں تعلیم یافتہ لوگ شریک تھے، مگر کسی نے یہ جرات نہ کی جو یہ کہتا کہ اس قابلیت رکھتا ہوں یا کسی قابل شخص کا نام بتا کر سرسید کے اس جملے کا جواب دیتا کہ
”مسلمانوں میں تم کسی کو بتلا سکتے ہو کہ وہ ایک مسلمانی انگریزی اخبار کی ایڈیٹری کے لائق ہو؟“

مسلمانوں کی یہ حالت اس وقت تھی جب درستہ العلوم علی گڑھ کے قیام پر بارہ برس گزر چکے تھے، اور سرسید اپنے مختلف دوروں، تقریروں اور اخبار و تہذیب الاخلاق کے ذریعہ سے مسلمانوں میں تعلیم کی اشاعت و ترقی کے لئے بہت کچھ کام انجام دے چکے تھے، غرض یہ حالت تھی جب کانفرنس نے جدید تعلیم کی تبلیغ و اشاعت کا کام اس غرض کے ساتھ شروع کیا کہ اس کا ”میدان عمل“ سارا ہندوستان تھا، اور اس کے مخاطب مسلمان تھے، سرسید نے اپنے مضامین اور لکچروں میں بار بار یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ مسلمان بکالت موجود، ایسی پستی میں ہیں کہ ان کو ہر شعبہ حیات ”مثلاً تجارت، صنعت، حرفت وغیرہ میں ترقی کی ضرورت ہے لیکن قوم کو سب سے زیادہ ضرورت ”تعلیم“ کی ہے، اس نظریہ کی بناء پر سرسید نے اپنی پوری کوشش تعلیم کی ترقی و اشاعت کے لئے مخصوص کر دی، گو یہ کام انھوں نے کانفرنس کے ذریعہ سے انجام دیا،

کانفرنس سے پہلے وہ کبھی کبھی خاص خاص مقامات کا دورہ کرتے تھے یا تہذیب الاخلاق کے ذریعہ سے یہ کوشش کرتے تھے کہ انگریزی تعلیم کے خلاف لوگوں کے دلوں میں جو تعصب ہو وہ دور کریں، لیکن ان کے پاس کوئی ایسا ذریعہ نہ تھا کہ وہ اپنی تعلیمی تحریک کی اہمیت مختلف

مقامات کے مسلمانوں کے دلوں میں ذہن نشین کر سکیں، کانفرنس نے ان کے لئے یہ موقع بہم پہنچایا جس کی وجہ سے ان کی تحریک کا ”حلقہ اشاعت“ بہت وسیع ہو گیا، اور ہزاروں مسلمانوں نے جو قوم کے منتخب افراد تھے سرسید کا مقصد خود ان کی زبان سے سنا اور ان کی قوت استدلال و سحر بیانی سے متاثر ہو کر ان کے معاون و مددگار بن گئے۔

کانفرنس کی ترقی پذیر رفتار کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ سرسید کے زمانہ حیات میں کانفرنس کے کل گیارہ سالانہ اجلاس ہوئے، پہلے اجلاس میں ممبروں کی تعداد ۷۷ تھی اور گیارہویں اجلاس میں ۷۷ تھی اگرچہ ان دونوں کے درمیان ایک اجلاس ایسا بھی تھا جس میں ممبر کی تعداد ۹۵۵ اور اس کے علاوہ ۹۶ وزیٹر بھی تھے، یہ کانفرنس کا پانچواں اجلاس تھا، جو ۱۹۱۱ء میں الہ آباد میں منعقد ہوا، مگر سرسید نے اپنی رپورٹ میں بتایا ہے کہ یہ اصناف بعض سربراہان و اصحاب کی خاص کوشش سے ہوا، بہر حال عرض کرنا یہ تھا کہ خود سرسید کے زمانہ میں ایک قلیل مدت کے اندر کانفرنس کی ہر دفعہ بڑی بہت بڑھ گئی اور ہر مرتبہ و طبقہ کے مسلمان ذوق و شوق سے اس میں شریک ہونے لگے، نیز اجلاس کی صدارت کا کامیاب بھی برابر ترقی پذیر رہا، چنانچہ سرسید کے ایام حیات میں جو آخری اجلاس ہوا اس کے صدر مشہور فاضل اور ادیب نواب عطاء اللہ و عطاء الملک مولوی سید حسین بلگرامی مؤتمن جنگ بہادر تھے جو اپنے علمی ذوق کے لحاظ سے ہماری قوم کے ایک ممتاز فرد تھے،

کانفرنس نے کام کے جو طریقے تجویز کئے وہ جب ذیل تھے،

(۱) ہندوستان کے کسی شہر میں جہاں خاص ضرورت ہو یا جہاں سے دعوت آئے اپنا سالانہ اجلاس منعقد کرنا اور یہ کوشش کرنا کہ اس اجلاس میں ہر صوبہ ہر فرقہ اور ہر مرتبہ کے مسلمان شریک ہوں۔

(۲) حسب ضرورت ہندوستان کے مختلف اضلاع میں تعلیمی و اصلاحی مقاصد کے لئے کانفرنس کے سفیروں کو دورہ کے لئے بھیجنا اور ہر وقت ضرورت خود آنرری سکریٹری اور وائس چیمبرہ و وول کا دورہ کے لئے جانا، تعلیمی جلسوں میں شرکت کرنا اور تعلیم کی ترقی و اشاعت کے لئے مختلف تدابیر عمل میں لانا۔

(۳) خاص خاص تعلیمی مسائل اور مختلف مباحث کے متعلق مضامین و مقالات شائع اور حسب ضرورت ملکی اخبارات کے ذریعہ سے اپنی تجاویز اور خیالات کی اشاعت کرنا،

- (۴) مسلمانوں کو سررشتہ تعلیمات کے قواعد، حکومت کے کسی طریقہ کار یا بعض حکام کی بے مری کی وجہ سے جو دشواریاں تعلیم حاصل کرنے میں پیش آئیں، اس کے متعلق صحیح معلومات ہم پہنچا کر مدلل طریقہ سے اپنے مطالبات بذریعہ میو ریل بھیجنا یا ڈیوٹیشن لے جانا،
- (۵) شریف دہونہا لیکن کم استطاعت طلبہ کو خواہ وہ کسی صوبہ اور کسی اسلامی فرقہ سے تعلق رکھتے ہوں وظائف کے ذریعہ سے مالی امداد دے کر ان کی تعلیم کی تکمیل کرانا،
- (۶) مکاتب و مدارس کی مالی و اخلاقی مدد کرنا اور حسب ضرورت دیہات و قصبہ میں مکاتب قائم کرنا،
- (۷) علمی، تاریخی، تعلیمی و اصلاحی مباحث پر مفید و پرمغز کتابیں شائع کرنا، اور ملک میں عمدہ لٹریچر کی اشاعت کرنا،
- (۸) اردو زبان کی ترقی و اشاعت کے لئے کوشش کرنا اور ممکن تو ایسر عمل میں لانا،
- (۹) اصلاح معاشرت، اصلاح اوقاف اور اسی طرح دوسری ضروری اصلاحات کے لئے کوشش کرنا،
- (۱۰) جن اصلاح میں مسلمانوں کی کوئی تعلیمی انجمن یا تعلیم گاہ نہیں ہے اور وہاں خاص طور پر اس کی ضرورت ہے، تو اس کے قائم کرنے کی کوشش کرنا، یا کسی قائم شدہ درس گاہ کی ترقی، فراہمی سرمایہ، یا تعمیر عمارت کے لئے کوشش کرنا،
- کافرنس کی خدمات مندرجہ بالا طریقوں پر محدود نہیں ہیں، اس موقع پر صرف وہ طریقے عرض کئے گئے ہیں جن سے کافرنس آغاز کار سے کام لے رہی ہے جس کی پوری تفصیل اس کی سالانہ رپورٹوں اور دوسرے مطبوعہ لٹریچر سے مل سکتی ہے، لیکن اس موقع پر بھی اس کی خدمات کی کسی قدر تفصیل مندرجہ بالا ترتیب سے عرض کی جاتی ہے:-
- (۱) میں نے اوپر عرض کیا ہے کہ کافرنس ہر سال ہندوستان کے کسی شہر میں اپنا سالانہ اجلاس منعقد کرتی ہے، سالانہ اجلاس کا یہ سلسلہ دسمبر ۱۹۳۷ء سے جاری ہے جب کہ کافرنس کا سب سے پہلا اجلاس علی گڑھ میں ہوا تھا، اور آج پورے پچاس برس بعد گوڈن جوبلی کا اجلاس بھی علی گڑھ ہی میں ہو رہا ہے،
- ۱۹۳۷ء سے ۱۹۳۸ء تک کافرنس کے جو سالانہ اجلاس ہندوستان کے مختلف شہروں میں ہوئے ان کی فہرست سے نام صدر و مقامات اجلاس ذیل میں پیش کی جاتی ہے:

نمبر شمار	اجلاس	سنہ	مقام	صدر
۱	اجلاس اول	۱۸۸۶ء	علی گڑھ	مولوی محمد سمیع اللہ خاں بہادر سی ایم جی
۲	اجلاس دوم	۱۸۸۷ء	لکھنؤ	منشی محمد انبیا ز علی صاحب
۳	اجلاس سوم	۱۸۸۸ء	لاہور	خان بہادر سردار محمد حیات خاں سی ایس آئی
۴	اجلاس چارم	۱۸۸۹ء	علی گڑھ	خان بہادر سردار محمد حیات خاں سی ایس آئی
۵	اجلاس پنجم	۱۸۹۰ء	الہ آباد	خان بہادر سردار محمد حیات خاں سی ایس آئی
۶	اجلاس ششم	۱۸۹۱ء	علی گڑھ	نواب محمد اسحاق خاں بہادر سی ایس
۷	اجلاس ہفتم	۱۸۹۲ء	دہلی	مولوی محمد حسنت اللہ صاحب سی ایس
۸	اجلاس ہشتم	۱۸۹۳ء	علی گڑھ	نواب محسن الدولہ محسن الملک مولوی سید ہمدی علی خاں بہادر
۹	اجلاس نهم	۱۸۹۴ء	علی گڑھ	مولوی محمد شاہ دین صاحب بیرسٹریٹ لا
۱۰	اجلاس دہم	۱۸۹۵ء	شاہجہانپور	نواب محسن الدولہ محسن الملک مولوی سید ہمدی علی خاں بہادر
۱۱	اجلاس یازدہم	۱۸۹۶ء	میرٹھ	نواب عماد الدولہ عماد الملک مولوی سید حسین صاحب بلگرامی موتمن جنگ
۱۲	اجلاس دوازدہم	۱۸۹۷ء	لاہور	نواب فتح علی خاں بہادر تزی باش
۱۳	اجلاس سیزدہم	۱۸۹۹ء	کلکتہ	سید امیر علی صاحب سی ایس ای
۱۴	اجلاس چار دہم	۱۹۰۰ء	ریاست راجپوت	نواب عماد الملک بہادر مولوی سید حسین بلگرامی
۱۵	اجلاس پانزدہم	۱۹۰۱ء	مدراں	آرنیل جیس باؤم صاحب جج ہائیکورٹ مدراس
۱۶	اجلاس شانزدہم	۱۹۰۲ء	دہلی	ہز ہائیس سر آغا خاں باق قاہ
۱۷	اجلاس ہفدہم	۱۹۰۳ء	ممبئی	آرنیل جیس بدر الدین طیب جی جج ہائیکورٹ ممبئی
۱۸	اجلاس ہینزدہم	۱۹۰۴ء	لکھنؤ	سر تھیوڈور مارین پریسل مدرسنہ العلوم علی گڑھ
۱۹	اجلاس نوزدہم	۱۹۰۵ء	علی گڑھ	خان بہادر شیر الدولہ خلیفہ سید محمد حسین صاحب وزیر میاست پٹیاہ

نمبر شمار	اجلاس	سنہ	مقام	صدر
۲۰	اجلاس ہستم	۱۹۰۶ء	ٹھاکر	آزیز جیس سید شرف الدین صاحب جج ہائیکورٹ کلکتہ
۲۱	اجلاس بست ویکم	۱۹۰۷ء	کراچی	شمس العلماء خواجہ الطاف حسین صاحب
۲۲	اجلاس بست دوم	۱۹۰۸ء	انورسہ	آزیز جیس نواب سرخواجہ سلیم اللہ بہادر نواب صاحب
۲۳	اجلاس بست سوم	۱۹۰۹ء	رنگون	سر راجہ محمد علی محمد خاں بہادر کے 'سی' ایس آئی راجہ محمود آباد
۲۴	اجلاس بست چہارم	۱۹۱۰ء	ٹاکیور	سر عبد اللہ ابن یوسف علی ایم اے ایل ایل ایم بیرٹ لٹ لا آئی سی ایس ڈپٹی کمشنر سلطان پور
۲۵	اجلاس بست پنجم	۱۹۱۱ء	دہلی	نواب عماد الملک بہادر مولوی حسین بگڑی
۲۶	اجلاس بست ششم	۱۹۱۲ء	لکھنؤ	میر جیدین صاحب بگڑی
۲۷	اجلاس بست ہفتم	۱۹۱۳ء	آگرہ	آزیز جیس شاہ دین صاحب پیرٹھالی جج ہائیکورٹ لاہور
۲۸	اجلاس بست ویشتم	۱۹۱۴ء	راولپنڈی	خان بہادر مولوی سر رحیم بخش صاحب کے 'سی' آئی 'ای'
۲۹	اجلاس بست ونم	۱۹۱۵ء	پونا	آزیز جیس عبد الرحیم جج ہائیکورٹ مدراس
۳۰	اجلاس سی ام	۱۹۱۶ء	علی گڑھ	آزیز جیس خان بہادر میاں محمد شفیع
۳۱	اجلاس سی ویکم	۱۹۱۷ء	کلکتہ	سر محمد اکبر نذر علی حیدری نواب سر حیدر نواز جنگ بہادر
۳۲	اجلاس سی و دوم	۱۹۱۸ء	سورت	سر ابراہیم رحمت اللہ کے 'سی' آئی 'ای'
۳۳	اجلاس سی و سوم	۱۹۱۹ء	ریاست خیرپور	مولوی سر رحیم بخش صاحب پریسڈنٹ کونسل بھادلی پور
۳۴	اجلاس سی و چہارم	۱۹۲۰ء	امراؤٹی دیوار	خان بہادر ابراہیم مارون جعفر صاحب

نمبر شمار	اجلاس	سنہ	مقام	صدر
۳۵	اجلاس سی و پنجم	۱۹۲۲ء	علی گڑھ	میاں فضل حسین صاحب ڈیڑ تعلیمات پنجاب
۳۶	اجلاس سی و ششم	۱۹۲۳ء	علی گڑھ	صاحبزادہ آفتاب احمد خاں صاحب مرحوم
۳۷	اجلاس سی و ہفتم	۱۹۲۴ء	بمبئی	سر ابراہیم رحمت اللہ
۳۸	اجلاس سی و ہشتم	۱۹۲۵ء	علی گڑھ	صاحبزادہ نواب سر عبد القیوم خاں بہادر
۳۹	اجلاس سی و نہم	۱۹۲۶ء	دہلی	سر عبد الرحیم صاحب سابق جج ہائیکورٹ
۴۰	اجلاس چہلم	۱۹۲۷ء	مدراں	سر شیخ عبد القادر صاحب
۴۱	اجلاس چہل و یکم	۱۹۲۸ء	جمیرہ خریف	سر شاہ محمد سلیمان صاحب جج ہائیکورٹ الہ آباد
۴۲	اجلاس چہل و دوم	۱۹۲۹ء	بنارس	ڈاکٹر سید اس سعود صاحب نواب سعود جنگ
۴۳	اجلاس چہل و سوم	۱۹۳۰ء	رہنک	سید رضا علی صاحب سی، بی، ای
۴۴	اجلاس چہل و چہارم	۱۹۳۱ء	لاہور	نفسٹ کرنل مقبول حسن صاحب قزلباشی ایم
				اسے ایل ایل بی و زیر تعلیمات بھاو لپور
۴۵	اجلاس چہل و پنجم	۱۹۳۲ء	میرٹھ	سر شیخ عبد القادر صاحب
۴۶	اجلاس چہل و ششم	۱۹۳۳ء	آگرہ	ڈاکٹر ضیاء الدین احمد صاحب
۴۷	اجلاس چہل و ہفتم	۱۹۳۴ء	رامپور	ہز مائین سر آغا خاں بالقابہ
۴۸	اجلاس پنچاس لہ جوبلی	۱۹۳۵ء	علی گڑھ	نواب سی عبد الحکیم صاحب

۱۹۳۶ء اور ۱۹۳۷ء میں بعض ناگزیر اسباب کی بنا پر کانفرنس کا سالانہ اجلاس نہ ہو سکا، اس لئے یہ اجلاس کانفرنس کا آرٹائیسواں اجلاس ہے، لیکن کانفرنس کو اپنے زمانہ قیام کے لحاظ سے پچاس برس ہو چکے ہیں،

گوشوارہ صوبہ وار اجلاس ہائے آل انڈیا مسلم ایجوکیشن کانفرنس علیگڑھ

نمبر شمار	صوبہ	تعداد اجلاس	مقامات
۱	یوپی	۲۳	علی گڑھ، لکھنؤ، الہ آباد، شاہجہانپور، میرٹھ، ریاست رامپور ۱۱ ۳ ۱ ۱ ۲ ۲
			آگرہ، بنارس ۲ ۱
۲	پنجاب	۱۰	لاہور، دہلی، امرتسر، راولپنڈی، ریتھک ۳ ۴ ۱ ۱ ۱
۳	بنگال	۳	کلکتہ، ڈھاکہ ۲ ۱
۴	مدراں	۲	مدراں ۲
۵	مبئی	۶	مبئی، کراچی، پونا، سورت، ریاست خیرپور ۲ ۱ ۱ ۱ ۱
۶	صوبہ برما	۱	رنگون ۱
۷	سی پی	۲	ناگپور، امرادتی ۱ ۱
۸	راجپوتانہ	۱	اجمیر شریف ۱

یہ سالانہ اجلاس "کنسنے کے لئے توکانفرنس کا صرف ایک کام ہے اور کام بھی ایسا جس کی نوبت ہر ایک سال بعد آتی ہے اور عموماً اس کا آغاز و انجام تین دن میں ہو جاتا ہے۔

لیکن واقعہ یہ ہے کہ اپنے نتائج کے لحاظ سے یہ سالانہ اجلاس (جو قوم کے مختلف افراد کو ایک صنف میں لا کر کھڑا کر دیتے ہیں) لوگوں میں ایک خاص زندگی پیدا کرتے رہتے ہیں،

آج کل چونکہ روزمرہ ہر قسم کے ذہنی و سیاسی جلسے ہوتے رہتے ہیں اس لئے جلسوں کی کوئی خاص اہمیت باقی نہیں رہی، لیکن ابتدا میں صرف کانفرنس ہی ایک ایسی آلہ اندیشہ جماعت تھی جو نہایت باقاعدگی سے اپنے سالانہ اجلاس منعقد کیا کرتی تھی جن میں مختلف صوبوں کے مسلمان جمع ہوتے تھے، اس اجتماع سے اسلامی رُوح پیدا ہو جاتی تھی اور مسلمانوں کے مختلف طبقات کے درمیان رشتہ استحاد مستحکم ہوتا تھا، اور یہ ظاہر ہے کہ اس ارتباط سے ملک و ملت کو فائدہ پہنچتا ہے، اور قوم میں ایک تازہ آئینہ و بہت پیدا ہوتی ہے،

اگرچہ کسی قومی خدمت کے انجام دینے کے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ کسی کانفرنس ہی کے ذریعہ سے انجام دی جائے بلکہ افراد کی طور پر بھی انسان کچھ نہ کچھ خدمت کر سکتا ہے لیکن سرسید نے کانفرنس قائم کر کے مسلمانوں کو علمائے بیتا یا کموجوہ زمانہ میں ہر قومی کام اجتماعی قوت اور باہمی مشاورت سے کرنا چاہئے، اسی بنا پر مسلمانوں نے کانفرنس اور دوسری قومی انجمنوں کی ضرورت محسوس کی جو زیادہ تر کانفرنس کے بعد وجود میں آئیں،

کانفرنس کے سالانہ اجلاسوں سے جو مختلف فائدے مسلمانوں کو پہنچے وہ مختصر احصا نہیں ہو سکتے۔ مسلمانوں کو اپنی قوم کے مشاہیر اور ارباب فضل و کمال کے دیکھنے اور ان کے خیالات سے مستفید ہونے کا موقع ملا جو کسی دوسری صورت سے ممکن نہ تھا، کیونکہ کیا بلحاظ مہذبہ اور کیا بلحاظ تعداد جو مشاہیر کانفرنس کے پلیٹ فارم پر جمع ہوتے تھے ان کا کسی دوسری جگہ تلاش کرنا عیسیت تھا،

(۲) کانفرنس کے اجلاسوں کے ذریعہ سے اردو کے علمی تعلیمی، اور ادبی و شعری معقول اضافہ ہوا، اور سب مضامین و مقالات سے قطع نظر جو محض کانفرنس کے ذریعہ سے وجود میں آئے، اگر صرف پچاس برس کے خطبات صدارت ہی کو پیش نظر رکھا جائے تو معلوم ہو گا کہ یہ خطبات، حقیقت نہایت مفید معلومات اور ماہرین کے تجربات کا ایک خزانہ ہیں، اور یہ خزانہ قوم کو محض کانفرنس کی بدولت حاصل ہوا،

خطبات صدارت کے علاوہ سینکڑوں ”علمی تعلیمی مقالات“ اور مشاہیر شعراء کا کلام صرف کانفرنس کے اجلاسوں کے ذریعہ سے اردو لٹریچر میں داخل ہوا، مثلاً علامہ شبلی نعمانی کے

بعض معرکہ الاراضین اور نظمیں، اور نیز خمس العلماء حالی مرحوم کی متعدد قومی نظمیں اور مولوی
نذیر احمد صاحب مرحوم کے طب انگیز لکچر اور اسی طرح دوسرے قدیم علماء اور جدید تعلیم یافتہ
اصحاب کے مقالات عموماً کانفرنس ہی کے پلیٹ فارم پر لوگوں نے سنے اور ان سے مستفید ہوئے
غرض جو علمی ذخیرہ صرف اجلاسوں کے ذریعہ سے وجود میں آیا وہ بھی اپنی مقدار و نوعیت کے
محاط سے اس قدر گراں مایہ ہے کہ ایک شخص اس کا مطالعہ کرنے کے بعد تمام قومی مسائل ضرورتاً
پر حاوی ہو سکتا ہے، نیز یہ ذخیرہ معلومات ذہنی ترقی کے لئے بھی سودمند ہے،

(۳) ایک خاص فائدہ ان اجلاسوں کا یہ ہے کہ ان کے ذریعہ سر میں ان مشکلات و دشواریوں
کا علم ہوتا ہے جو مختلف صوبوں کے مسلمانوں کو حصول تعلیم میں پیش آتی ہیں، عام طور پر ایک صوبہ کے
مسلمانوں کو دوسرے صوبہ کے مسلمانوں کی تعلیمی حالت یا مشکلات کا علم نہیں ہوتا، لیکن جب کانفرنس
کا سالانہ اجلاس ہوتا ہے اور مختلف مقامات کے مسلمان اس میں شریک ہو کر اپنے یہاں کی تعلیمی
حالت و مشکلات بیان کرتے ہیں تو لوگوں کو اس پر گفتگو کرنے اور تجاویز پاس کرنے کا موقع ملتا
ہے اس کے بعد یہ تجاویز بطور مطالبات حکومت کے پاس بھیجی جاتی ہیں،
یہ صحیح ہے کہ مطالبات ہمیشہ پورے نہیں ہوتے اور بعض اوقات مشکلات کا سلسلہ سالہا سال
تک قائم رہتا ہے، لیکن اس میں بھی شک نہیں کہ ہمارے بہت سے مطالبات اسی ذریعہ سے کم و
بیش تسلیم ہوئے ہیں اور بتدریج ہمیں کچھ نہ کچھ سہولتیں حاصل ہوئی ہیں، جن کی تفصیل کانفرنس کی سالانہ
رپورٹوں سے معلوم ہو سکتی ہے،

علاوہ مندرجہ بالا فائدوں کے ان جلسوں کا اخلاقی اثر بھی قابل محاط ہے،
ہم انفرادی حالت میں عموماً اپنے دنیوی کاروبار میں مشغول اور ایک حد تک فکر مند اور
بعض اوقات آشفٹ خاطر نظر آتے ہیں لیکن قومی جلسوں میں ہماری ذہنیت بہت کچھ بدل جاتی
ہے، اور جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ ہمارے بہت سے بھائی جن میں امیر بھی ہیں اور غریب بھی، نو
عمر بھی ہیں اور پیر مر بھی، ایک ہی مقصد کے لئے دور دراز سفر کر کے جمع ہوئے ہیں، اور ان میں
سے ہر شخص بجائے ذاتی معاملات کے ملک و ملت کی ”فلاح و صلاح“ کے متعلق بحث و گفتگو میں
مصرف ہے تو ہم اپنے کو ایک عجیب ماحول میں پاتے ہیں جس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ ہمارے دلوں میں
ایک نئی امنگ اور تازہ جوش پیدا ہو جاتا ہے، اس وقت ہماری اسلامی روح ایک حیات تازہ
حاصل کرتی ہے اور ہمارے خوابیدہ جذبات بیدار ہو جاتے ہیں،

یہ صحیح ہے کہ جو اشرم جلسوں میں قبول کرتے ہیں وہ عموماً دیر پائیں ہوتا اور جب ہم جلسوں سے واپس آکر اپنے کاروبار میں مشغول ہو جاتے ہیں تو وہ اتر رفته رفته کم ہو جاتا یا فضا ہو جاتا ہے، لیکن یہ بھی ایک واقعہ ہے کہ حاضرین میں خدا کے کچھ مخلص بندے اور درمستد دل رکھنے والے ایسے بھی ہوتے ہیں جو اس اثر کو اپنے ساتھ لے جاتے ہیں، اور وہ ٹرپ جو کسی صاحب دل کی تقریر سے اُن کے دلوں میں پیدا ہوتی ہے ہمیشہ باقی رہتی ہے، جس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ وہ قومی خدمت کو اپنی زندگی کا ایک نصب العین بناتے ہیں، اور جس حد تک اُن سے ممکن ہوتا ہے دوسروں کی خدمت کرتے ہیں،

آج ہماری قوم میں جا بجا جو لوگ کچھ کام کرتے ہوئے نظر آتے ہیں، ان میں یہ جذبہ عموماً قومی جلسوں ہی کے ماحول میں پیدا ہوا ہے، مثلاً کانفرنس کے جلسوں میں سرسید کی دروازہ گزیر تھیں اور نواب محسن الملک کی جاودہ بیانی نے ہزاروں دلوں میں ایک ٹرپ پیدا کر دی تھی، یہی لوگ تھے جن کی بدولت ملک میں قومی خدمت کا چرچا ہوا اور سرسید کی تحریک زندہ رہی، مقصد عرض کرنے کا یہ ہے کہ کانفرنس کے پلیٹ فارم پر گزشتہ نصف صدی تک جو آوازیں گونجتی رہیں وہ صدا بھرا یہ تھیں بلکہ انھوں نے بہت سے دلوں میں جذبہ خدمت پیدا کیا، اور ہماری قومی زندگی میں اُس سے بڑا انقلاب ہوا، لیکن یہ ذہنی انقلاب نہ تو مادی صورت میں دکھایا جاسکتا ہے نہ الفاظ کے ذریعہ سے اس کی تصویر کشی جاسکتی ہے، کانفرنس اگر اینٹ، پتھر کی کوئی عمارت تعمیر کرتی تو ظاہر میں نکلا ہی بھی اس کو دیکھ لیتیں، اور مطمئن ہو جاتیں، لیکن ذہنیت کی اصلاح، خیالات کا انقلاب، جذبات کی آزادانی ایسی چیزیں نہیں ہیں جو کانفرنس کے شخص کے ساتھ منظر عام پر آجائیں،

(۲) سالانہ اجلاس کے علاوہ کانفرنس کے عمدہ دلدراور سفیر حسب ضرورت تعلیمی مقاصد کے لئے ہندوستان کے مختلف مقامات کا دورہ بھی کرتے رہتے ہیں، یہ سلسلہ سرسید کے زمانے سے جاری ہے لیکن سرسید کو ایم، اے، او کا کالج کے انتظام، عمارات کی تعمیر اور تصنیف و تالیف کے مشاغل کی وجہ سے دورہ کرنے کا زیادہ موقع نہیں ملتا تھا لیکن اُن کے جانشین نواب محسن الملک مرحوم نے کانفرنس اور کالج کی ضرورت سے بڑے بڑے سفر کئے اور اُن کے زمانے میں کانفرنس کو بڑی شہرت حاصل ہوئی، نواب محسن الملک کے بعد بھی یہ سلسلہ جاری رہا لیکن چونکہ کالج کے آخری سرکاری کو کثرت مشاغل کی وجہ سے کانفرنس کے کام کا زیادہ موقع نہیں ملتا تھا اس لئے آخری جاسٹس سرکاری کانفرنس کا سب کام انجام دیتا تھا،

تک اور اُس کے بعد ۲ جنوری سے ۱۵ مارچ تک باندہ، حیدر آباد و کٹ، لاہور، بھاول پور، اور کراچی وغیرہ کا دورہ کر کے مبلغ ۱۵ لاکھ ۹۰ روپے چندہ ممبری جمع کیا، منشی مصطفیٰ حسن صاحب سیف نے آگرہ، الہ آباد، بنارس، امبرٹھ، امراتوی، ناگپور، جموں و غیرہ کا دورہ کر کے لوگوں کو کانفرنس کا ممبر بنایا اور پانچ سو جمع کئے، انھوں نے بعض اضلاع میں باقی داروں سے قرضہ کے وصول کرنے کی کوشش کی، اور جن قرضداروں پر گزریاں تھیں اُن کی دگریاں جاری کر ایں،

منشی محمد صغیر صاحب نے ریاست جے پور اور ٹونک کا دورہ کر کے مبلغ ۱۵ لاکھ جمع کئے اُس کے بعد سے وہ اس کوشش میں مصروف ہیں کہ ریاست ٹونک سے جو چار سو روپیہ سالانہ کی رقم پہلے ملتی تھی اور اب بند ہے اُسے جاری کر ایں، چنانچہ اس مقصد کے لئے دفتر سے ایک درخواست بھیجی گئی ہے جو انھوں نے ہر مائینس کے حضور میں پیش کر دی ہے، نتیجہ کا انتظار ہے، منشی رشید پاشا صاحب فاروقی ۲۰۔ اگست ۱۹۳۶ء سے روہیلکھنڈ اور اودھ کے اضلاع میں دورہ کر رہے ہیں اور انھوں نے اب تک ساڑھے چھ لاکھ جمع کئے ہیں،

قاضی فضل الرحمن صاحب نے صوبہ سرحد میں آزیری طور پر کام کیا اور مبلغ ۱۵ لاکھ جمع کئے، انعام الحق صاحب عثمانی نے ۶ فروری ۱۹۳۶ء سے ریاست نائٹروڈل اور ماناوا اور وغیرہ میں کام کیا اور ساڑھے ۱۵ لاکھ روپیہ وصول کئے،

مندرجہ بالا سفیروں کے علاوہ کچھ اور لوگوں نے بھی کام کیا جن کی رپورٹ اطمینان بخش نہیں ہے، جب سے ملک میں بہت سی تحریکیں جاری ہو گئی ہیں اور جدید تعلیم کی طرف سے بد دل پیدا ہوتی جاتی ہے سفیروں کو تعلیمی مقاصد کے لئے روپیہ حاصل کرنے میں حسب توقع کامیابی حاصل نہیں ہوتی،

(۳) عمدہ داروں اور سفیروں کے علاوہ کانفرنس تحریری طور پر بھی اپنے مقاصد کی اشاعت کرتی ہے، مثلاً سالانہ اجلاس میں جو تجاویز پاس ہوتی ہیں وہ ملکی پریس میں شائع ہوتی ہیں اور حسب ضرورت اُن تجاویز کی تائید میں مضامین شائع کئے جاتے ہیں، اسی طرح جب کوئی ایسی مفید تحریک برپا ہوتی ہے جو کانفرنس کے دائرہ عمل کے اندر ہو تو کانفرنس اس تحریک کی تائید و حمایت میں جان و طریقہ سے پروہ پگندہ کرنے میں تامل نہیں کرتی، چنانچہ جب کانفرنس کے پلیٹ فارم پر بار بار باسلم و بنور سٹی کے قیام کی تحریک پیش ہوئی تو کانفرنس نے اس تحریک

کی حمایت و تائید میں متعدد رسالے ہزاروں کی تعداد میں چھاپ کر سارے ملک میں بھیجے، یہ رسالے سادہ اور عام فہم زبان میں لکھے گئے تھے اور ان میں مسلم یونیورسٹی کی ضرورت دل نشین طریقہ سے ظاہر کی گئی تھی، ان رسالوں کا خاص اثر ہوا، اور ان کا یونیورسٹی تحریک کو آگے بڑھانے میں خاص حصہ ہے، اسی طرح دوسرے مواقع پر بھی کانفرنس نے ہنگامی معاملات پر مضامین رسائل کے ذریعہ اپنے خیالات کا اظہار کیا مثلاً 'آفات' اور صوبہ متحدہ کی گورنمنٹ کے رزولوشن متعلق ثانوی تعلیم پر مضامین و رسائل کے ذریعہ سے اپنا نقطہ نظر واضح کیا، اسی طرح مسلمانوں کے اسباب اغلاس کے متعلق ایک مفصل رسالہ نہایت محنت و کاوش سے مرتب کر کے شائع کیا، جو بے حد مقبول ہوا، اس کے علاوہ اور بہت سے مفید رسائل شائع کئے جن کی تفصیل طالعہ کی خالی نہیں،

(۴) سرگزشتہ تعلیم کے بعض قواعد مسلمانوں جیسی بے مایہ اور ورماندہ قوم کے لئے ہمیشہ مشکلات کا باعث ہوا کرتے ہیں، تعجب تو یہ ہے کہ جن صوبوں میں مسلمانوں کی آبادی زیادہ ہے وہاں بھی وہ تعلیمی مشکلات میں مبتلا ہیں،

جب کانفرنس کو مختلف صوبوں میں اپنے سالانہ اجلاس کے موقع پر ان مشکلات پر اطلاع حاصل ہوتی ہے تو وہ جب ضرورت سمجھ کر یا ڈپوٹیشن کے ذریعہ سے یہ مشکلات حکومت کے علم میں لاتے ہیں، بلکہ اس سلسلہ میں کانفرنس کا ایک طریقہ یہ بھی رہا ہے کہ وہ اعلیٰ حکام کو اپنے اجلاس میں شرکت کی دعوت دیتی ہے، چنانچہ صوبہ کے مرکزی مشوروں میں گورنر، وزیر تعلیمات، ڈائریکٹر سرگزشتہ تعلیم اور اسی پوزیشن کے دوسرے عمدہ دارا کثیر شریک ہوئے ہیں اور ہوتے رہتے ہیں، اس سے کانفرنس کا مقصد یہ ہے کہ اعلیٰ حکام اور سرگزشتہ تعلیمات کے عمدہ دار مسلمانوں کے مطالبات اور تعلیمی مشکلات سے واقف ہوں اور ان کے دور کرنے کی کوشش کریں، چنانچہ جو حکام کانفرنس کے اجلاسوں میں شریک ہوتے رہے انھوں نے عموماً مسلمانوں کے تعلیمی معاملات سے دل چسپی ظاہر کی ہے اور اظہار ہمدردی کیا ہے،

(۵) تعلیم کی اشاعت و ترقی کے سلسلہ میں کانفرنس کی ایک نہایت مفید خدمت یہ ہے کہ وہ کم استطاعت طلبہ کو تعلیم کی تکمیل کے لئے وظائف دیتی ہے،

موجودہ تعلیم کی گرانی اور مسلمانوں کی بے مانگی ضرب اثر ہے، ایک زمانہ تھا کہ مسلمان انگریزی تعلیم سے بھاگتے تھے، اس زمانہ میں اس کی ضرورت تھی کہ انھیں تعلیم کی طرف راغب کیا جائے، اب یہ صورت ہے کہ وہ تعلیم حاصل کرنا چاہتے ہیں مگر وسائل میسر نہیں، یعنی تعلیم کے مصارف

برداشت کرنے کی استطاعت نہیں، جب یہ حالت ہے تو بغیر مالی امداد کے مسلمانوں کا پرہیز ممکن نہیں،

یہ ظاہر ہے کہ ملک میں لاکھوں فوجوان ایسے ہیں جنہیں تعلیم کے لئے مالی امداد کی ضرورت ہے، لیکن ان سب کی امداد کرنا ایک کوشش کا نفرنس یا کسی اسلامی انجمن سے ممکن نہیں، تاہم اس قدر کوشش ہو طلبہ کی امداد ضروری ہے، ورنہ وہ تعلیم حاصل نہیں کر سکتے،

سر سید بھی اس حقیقت کو بخوبی سمجھتے تھے کہ بغیر مالی امداد کے مسلمان تعلیم حاصل نہیں کر سکتے خصوصاً اعلیٰ تعلیم کے مصارف برداشت کرنا ان کے لئے بالکل ممکن نہیں، اس لئے ابتدا ہی سے انہوں نے اس کی طرف خاص توجہ کی، اور جہاں تک ممکن تھا انسانیت فیاضی سے وظائف دے، کانفرنس کے سالانہ اجلاسوں میں بھی ابتداء سے طلبہ کی مالی امداد کے لئے ترغیب دی جاتی تھی، اور اس کے تحت برابر تجاویز منظور ہوتی رہتی تھیں، طلبہ کو مالی امداد دینے کی ضرورت جس طرح سر سید کے زمانہ میں تھی اسی طرح اب بھی ہے، اس لئے کانفرنس نے جب کجائش امداد کا یہ سلسلہ برابر جاری رکھا بلکہ جس قدر ممکن ہوا اس میں اضافہ کرتی رہی،

ابتداء میں کانفرنس طلبہ کو جو وظائف سر سید کے زمانہ میں دیتی تھی، وہ خالص تعلیمی امداد کی حیثیت رکھتے تھے، طلبہ سے یہ شرط نہیں کی جاتی تھی کہ وہ برسر کار ہونے پر روپیہ واپس کر دیں گے، لیکن آٹھ سے یہ وظائف بطور قرض دے جاتے ہیں، اور رجسٹری شدہ دستاویز کے ذریعہ سر طلبہ سے یہ لکھوایا جاتا ہے کہ وہ تعلیم سے فارغ ہونے چھبیس برس کار ہوں گے تو اپنی ماہانہ آمدنی میں سے بحساب دس فی صدی اس وقت تک دیتے رہیں گے جب تک کانفرنس کا قرض واپس، اس طریقہ سے یہ فائدہ ہے کہ جو روپیہ قرضہ تعلیمی کا واپس آتا ہے وہ اسی طرح دوسرے طلبہ کو بطور قرض دے دیا جاتا ہے اور یہ سلسلہ برابر جاری رہتا ہے، پہلے یہ وظائف عام طور پر ہر قسم کی تعلیم کے لئے دے جاتے تھے لیکن اب پیشہ اور ہنر کی تعلیم کے لئے مخصوص کر دئے گئے ہیں،

جب سے طلبہ کو بطور قرض و نفیذ دیا جاتا ہے، اس کی تفصیل شعبہ وار ذیل میں عرض کی جا رہی ہے۔

شعبہ تعلیم عام

اس شعبہ میں (۲۰۰) طالب علموں پر ۶۰۰۰ روپیہ ۵۴۳۳ روپے ۵۴ پائی ہیں جس کا اوسط

سالانہ لمحاظ تعداد طلبہ ۱۰۵ اور لمحاظ رقم ۸-۱۰-۲۰۱۲ روپیہ ہے، منجملہ (۲۷۴) طلبہ کے جن کو وظیفہ دیا گیا تھا (۸۱) طلبہ نے قرضہ کانفرنس ادا کر دیا ہے،

ٹریننگ کالج

اس شعبہ میں (۲۴۷) طالب علموں کو ۱-۱-۲۳۴۳ روپیہ دیا گیا ہے، جس کا اوسط سالانہ لمحاظ تعداد طلبہ ۱۹ اور لمحاظ رقم ۰-۰۰-۸۶۸ ہے، ان میں سے (۱۱۷) طالب علموں نے قرضہ کانفرنس مباح کر دیا ہے،

ڈاکٹری

ڈاکٹری کی تعلیم کے لئے ۲۴ طلبہ کو ۰-۱۵-۱۳۸۰۳ روپیہ دیا گیا جس کا اوسط سالانہ لمحاظ تعداد طلبہ ۱۷ اور لمحاظ رقم ۰-۰۰-۵۱۱ روپیہ ہے، ان میں سے (۸) طالب علموں نے قرضہ کانفرنس ادا کر دیا،

طب یونانی

اس شعبہ میں (۹) طالب علموں پر ۰-۰۰-۱۷۰۸ روپیہ صرف ہوا ہے منجملہ ۹ کے (۵) فارغ التحصیل ہو چکے ہیں اور (۴) ہنوز زیر تعلیم ہیں،

وٹیرنی

اس شعبہ میں دو طالب علموں کو ۰-۰۰-۳۰۸ روپیہ دیا گیا تھا۔ ان میں سے ایک طالب علم نے زر قرضہ کانفرنس ادا کر دیا اور ایک وولن ادائیگی میں قوت ہو گئے،

انجینیری

اس شعبہ میں ۱۳ طالب علموں پر ۰-۱۴-۷۲۹ روپیہ صرف ہوئے ہیں۔ جس کا اوسط سالانہ لمحاظ تعداد طلبہ ۵ یعنی نصف اور لمحاظ رقم ۰-۱۲-۲۹۱ ہے۔ ان میں سے (۷) باقیدار و باقیہ نے قرضہ کانفرنس ادا کر دیا ہے،

قانون

شعبہ قانون میں ۶ طالب علموں کو۔۔۔ ۲-۱۱۳۳ روپیہ دیا گیا ہے۔ ان میں سے ۳ طلبہ نے اپنا قرضہ بیباق کر دیا ہے،

ایگریکلچر

اس شعبہ میں (۶) امیدواروں کو۔۔۔ ۲-۱۱۵۲ روپیہ دیا گیا۔ منجملہ ان کے دو طالب علموں نے زر قرضہ بے باق کر دیا۔ ایک نے دوران تعلیم کالج چھوڑ دیا اور ایک ہنوز زیر تعلیم ہیں،

فاریٹ

اس شعبہ میں صرف ایک امیدوار کو مبلغ ایک سو روپیہ دئے گئے ہیں جو قبول ہو گئے

شعبہ تعلیم مکینکل

مکینکل تعلیم کے لئے ۴ امیدواروں کو۔۔۔ ۲-۱۳۱۰ روپیہ دئے گئے ان میں سے ایک صاحب نے زر قرضہ ادا کر دیا،

شعبہ کامرس

اس شعبہ میں ۴ امیدواروں کو۔۔۔ ۲-۱۱۲۱ روپیہ دیا گیا۔ ان میں سے دو صاحبوں نے زر قرضہ کانفرنس ادا کر دیا۔ اور دو صاحب دوران ادائیگی میں فوت ہو گئے

شعبہ تعلیم ہزارانی

فوج ہزارانی کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے ۳۶-۱۹۳۷ میں دو طالب علموں کو۔۔۔ ۲-۵۰ روپیہ دیا گیا ان میں سے ایک امیدوار مدت وظیفہ ختم ہونے کے قبل اس فن کی تکمیل کی عرض دلا بہت چلے گئے اور ایک ہنوز زیر تعلیم ہیں،

تعلیم محالک غیر

یورپ اور امریکہ میں تعلیم حاصل کرنے کے واسطے ۲ طالب علموں کو ۰۰-۱۳-۲۱۰۱ روپیہ دیا گیا تھا ان میں سے ایک صاحب نے قرضہ کانفرنس ادا کر دیا۔ اور ایک صاحب فوت ہو گئے۔ کل شعبہ جات مذکورہ بالا میں (۶۱۲) امیدواروں کی تعلیم میں ۸-۴-۸۵ روپیہ صرف ہوا ہے جس کا اوسط سالانہ لمحاظ طلبہ ۲۲۵۶۳ اور لمحاظ رقم ۸-۵-۲۰۲۰ روپیہ ہے۔ مذکورہ بالا تعداد میں سے ۲۲۴ باقیداروں نے قرضہ کانفرنس پیمانہ کر دیا ہے۔

گوشوارہ تعداد طلبہ جن کو بغرض حصول کانفرنس فڈس و وظیفہ دیا گیا
یعنی سال
معد رقم وظیفہ لمحاظ شعبہ تعلیم معد اوسط سالانہ من ابتداء ۱۰-۱۹۰۹ لغایت ۲۴-۱۹۳۶

ردیف	نام شعبہ	تعداد و طلبہ و رقم وظیفہ			اوسط سالانہ		
		تعداد	ردیف	تعداد	ردیف	تعداد	ردیف
۱	عام تعلیم	۲۷۴	۶	۱۳	۵۴۳۴۲	۱۵	۸
۲	ٹرننگ	۲۴۷	۱	۰	۲۳۴۳۷	۹	۰
۳	میدیکل (ڈاکٹری)	۴۲	۱۵	۰	۱۳۸۰۳	۱۳	۰
۴	طب یونانی	۹	۰	۰	۱۷۰۸	۰	۰
۵	وٹرنری	۲	۸	۰	۳۰۳	۰	۰
۶	انجینیری	۱۳	۱۴	۰	۷۲۹۴	۱۳	۰
۷	قانون	۶	۴	۰	۱۱۳۳	۰	۰
۸	ایگریکلچر (زراعت)	۶	۲	۰	۱۱۵۲	۰	۰
۹	فاریسٹ (جنگلات)	۱	۰	۰	۱۰۰	۰	۰
۱۰	مکینیکل	۴	۲	۰	۱۳۱۰	۰	۰
۱۱	کامرس	۴	۰	۰	۱۳۱۲	۰	۰
۱۲	جہاز رانی	۲	۰	۰	۴۵۰	۰	۰
۱۳	تعلیم محالک غیر	۲	۱۳	۰	۲۱۰۱	۰	۰
	میزرینکل	۲۶۴	۶	۸	۱۰۸۵۴۹	۴۳	۵
							۳۰۲۰

مندرجہ بالا تفصیلات سے آپ کو واضح ہوا ہو گا کہ کانفرنس نے گزشتہ ۲۷ سال میں ۶۱۲ طلبہ کو جو تعلیم کے مختلف شعبوں سے متعلق رکھتے ہیں تکمیل تعلیم کے لئے وظیفہ دیا ہے جس کی مجموعی مقدار ایک لاکھ ۸ ہزار پانسو انچاس روپیہ آٹھ آنہ ہے، یعنی ۴ ہزار روپیہ سالانہ سے کچھ زیادہ اوسط ہے۔

سنہ ۱۹۳۶ء اپریل یعنی ۱۹۳۶ء سے اپریل ۱۹۳۷ء تک،
 کانفرنس نے مختلف شعبوں کی تعلیم ۲ ہزار سو چھپن روپیہ دے، اور ۴۱۳ روپیہ سیٹھ
 صالح بھائی اسکارشپ، محمدیہ اسکارشپ، ارشاد الدین اسکارشپ، راجہ سولج پال سنگھ اسکارشپ
 کے نام سے دے۔ دو ہزار ۱۲ روپیہ ۶۱، خاکسار آنریری سکریٹری نے کانفرنس کی وساطت
 سے طلبہ کو دے، کیونکہ کانفرنس قدیمیں مزید گنجائش نہیں تھی، مستقل وظائف کے علاوہ کانفرنس
 نے ۱۳۱ روپیہ مختلف طلبہ کی امداد میں اور صرف دے،
 غرض ۱۹۳۶-۳۷ء میں مع وظائف آنریری سکریٹری پانچ ہزار چار سو ۱۳۰ روپیہ ۶۱ -
 طلبہ کے تعلیمی وظائف میں دے گئے،

(۶) تعلیم کی ترقی و اشاعت کے سلسلہ میں وظائف کے علاوہ کانفرنس کا ووسرا کام مکاتیب و مدارس کی مستقل امداد اور حسب ضرورت جدید مکاتیب قائم کرنا ہے، امداد کا یہ سلسلہ بھی مدت سے جاری ہے، اس میں ہر سال جو امداد دی جاتی ہے اُس کی تفصیل اور مکاتیب و مدارس کے نام پر پورٹوں میں موجود ہیں ۳۶-۳۷ء میں بھی جیسا کہ منسلکہ گوشوارہ سے معلوم ہوگا ۲۲ مکاتیب و مدارس کو دو ہزار ۸ سو ۶۸ روپیہ ۷۸ پورے امداد دئے گئے،

گوشوارہ مدارس انجمن باہر اسلامی جن کو کانفرنس فقہ و اہل ادو گئی بابت ۳۷-۳۶ اور اہل لغایت پانچ

غیر شمار	نام	تعداد افراد	نمبر
۱	مدرسہ اسلامیہ اوسار ضلع میرٹھ	۰	۳۰
۲	" " جے پور	۰	۱۲
۳	" " سہارن ضلع ایٹہ	۸	۱۱
۴	" " کر قعل ضلع میرٹھ	۸	۷

فرشمار	نام	شیخ ماہوار	رستم
۵	مدرسہ اسلامیہ ریسٹور ضلع میرٹھ	۴	۷۳
۶	ہر دوا گنج ضلع علی گڑھ	۵	۱۲۱
۷	سکندرہ راؤ	۶	۱۲۱
۸	دھاکہ دیوی ضلع سہارنپور	۷	۹۱
۹	فولاد گھر ضلع میرٹھ	۸	۸۶
۱۰	کترہ محمد سعید خاں علی گڑھ	۹	۱۲۰
۱۱	دارالعلوم مایہ دیہ چوموں ریاست جے پور	۱۰	۱۲۱
۱۲	اسلامیہ گرلس اسکول بریلی	۱۱	۹۱
۱۳	انوار الاسلام جے پور	۱۲	۶۱
۱۴	انجمن اسلام سوانی مادھو پور ریاست جے پور	۱۳	۱۲۱
۱۵	انجمن ہدایت الاسلام گنگا پورشی ریاست جے پور	۱۴	۸۵
۱۶	انجمن اصلاح المضافات علی گڑھ	۱۵	۳۰
۱۷	اوکشن اسلامیہ اسکول نئی بستی علی گڑھ	۱۶	۹۰
۱۸	مدرسہ مسلم طالبات منٹکور	۱۷	۵۷
۱۹	مذہبیہ گرلس اسکول پھانک صہب خاں دہلی	۱۸	۴۱
۲۰	نسیم فاطمہ نسوان اسکول مارہرہ ضلع ایٹہ	۱۹	۵۷
۲۱	آل احمد گرلس اسکول امروہہ ضلع مراد آباد	۲۰	۵۷
۲۲	حالی مسلم ہائی اسکول پانی پت	۲۱	۲۵۰
۲۳	امادہ ہائی اسکول	۲۲	۲۵۰
۲۴	مسلم گریڈ کالج علی گڑھ	۲۳	۲۵۰
مینٹل			
			۲۸۶۸

۷۔ علاوہ تعلیمی خدمات کے کانفرنس نے اپنی مفید مطبوعات کے ذریعہ سے بھی ملک و ملت کی خدمت کی ہے، کانفرنس کے ابتدائی دور میں مختلف مضامین و مقالات جو اجلاس میں پیش کئے جاتے کانفرنس کی ”سالانہ رپورٹ“ کے ساتھ یا اس سے علیحدہ شائع کر دئے جاتے تھے، مستقل رسائل اور کتابوں کی اشاعت کا انتظام نہ تھا، لیکن کانفرنس نے اپنی پانچا سالہ زندگی کے نصف آخر میں اس طرف بھی توجہ کی، چنانچہ ابتدا میں تعلیم و تربیت اور اصلاح نژاد و معاشرت کے متعلق بعض مفید رسائل شائع کئے اس کے بعد بتدریج یہ سلسلہ ترقی کرتا رہا اور کانفرنس نے متعدد علمی و تاریخی کتابیں اور سوانح عمریاں شائع کیں جو اباب علم کے حلقہ میں پسندیدگی کی نظر سے دیکھی گئیں۔

کانفرنس کا یہ سلسلہ ”تالیفات و تصنیفات“ اس لئے بھی مفید ہے کہ اس کے ذریعہ سے علی گڑھ تحریک خصوصاً کانفرنس کے متعلق بہت سے حالات مرتب ہو کر شائع ہو گئے، اور اس تحریک کے علم برداروں کی دودھ انگیز زندگیاں منظر عام پر آ گئیں، مثلاً کانفرنس نے چالیس برس کے خطبات جو اس کے سالانہ اجلاس میں پڑھے گئے، تین ضخیم جلدوں میں جمع کر کے شائع کئے ہیں ان خطبات کے ساتھ ہر صدر کے حالات اور فوٹو بھی ہیں، اس کے علاوہ ایک کتاب ”موقع کانفرنس“ کے نام سے شائع کی ہے، جس میں سلسلہ سے اب تک کے کانفرنس کے جملہ منظور شدہ روزناموں اور مختصر حالات شائع کر دئے ہیں۔

علی گڑھ کے مشاہیر کے سلسلہ میں سرسید کے پہلے اور دوسرے جانشین نواب محسن الملک اور نواب وقار الملک کی مفصل سوانح عمری بھی کانفرنس نے شائع کی ہے جس میں ایم اے او کالج کے بہت سے اہم معاملات اور حالات بھی آگئے ہیں یہ چند نام مشاعرہ میں آئے گئے، ان کے علاوہ اور بہت سی مفید کتابیں اور رسائل کانفرنس نے شائع کئے ہیں، جن کی تفصیل فرست اور گزشتہ رپورٹوں سے معلوم ہو سکتی ہے۔

(۸) کانفرنس کے بانی سرسید مرحوم اردو کے مرکز و پلی کے رہنے والے تھے اور اردو کے تحفظ و ترقی کے لئے ان کے دلیں جو جد بہ تھا وہ ان کے سوانح حیات کا مطالعہ کرنے والے سے غمی نہیں یہ سرسید ہی کا اثر تھا کہ کانفرنس کو ابتدا ہی سے اردو کی ترقی و اشاعت پر توجہ رہی اور وہ تو لا و علیہ ہمیشہ اردو کی خدمت کرتی رہی۔

آج جس انجمن کا نام ”انجمن ترقی اردو“ ہے وہ سلسلہ میں کانفرنس ہی کے پلیٹ فارم

پر وجودیں آئی اور ایک مدت تک بطور کانفرنس کے ایک ترقی پذیر شعبہ کے کام کرتی رہی، یہ شعبہ رفتہ رفتہ بار آور ہوا اور آج ایک مستقل انجمن کی حیثیت سے اپنے مستعد و قابل سکریٹری مولوی عبدالحق صاحب بی اے کے زیر نگرانی علم و ادب کی ترقی میں مصروف ہے۔

کانفرنس نے اردو کے تحفظ و ترقی کے متعلق ہمیشہ جدوجہد کی ہے اور اس کے متعلق بہت سی مفید تجاویز منظور کی ہیں، اور مختلف اوقات میں اس سلسلہ میں حکومت سے مطالبات کرتی رہتی ہے، ہندوستان کے بعض صوبوں میں اردو کو نصاب تعلیم سے خارج کرنے یا دوسرے طریقوں سے مٹانے کی جو تدبیریں کی گئیں کانفرنس نے ہمیشہ اس کا مقابلہ کیا ہے ان خدمات کی تفصیل گذشتہ رولہ ادوں میں موجود ہے،

کانفرنس اب بھی حسب ضرورت اردو کی خدمت میں مصروف ہے چنانچہ گزشتہ سال سے پہلے اس کی زیر نگرانی پراوشل کانفرنس نے اس صوبہ میں جائزہ اردو کا کام انجام دیا ہے اور گزشتہ اکتوبر میں علی گڑھ میں جو اردو کانفرنس منعقد ہوئی اس کے اہتمام میں کانفرنس کا عملہ پوری دلچسپی سے مصروف رہا، اس کے علاوہ کانفرنس کا آرگن کانفرنس گزشتہ ہمیشہ اردو کی تائید و حمایت میں مدلل مضامین لکھتا رہتا ہے جو ارباب ادب کے حلقہ میں ہمیشہ پسند کئے گئے ہیں، نیز خود کانفرنس گزشتہ کا جاری کرنا بھی اردو کی ایک خدمت ہے،

اردو کے مشہور صحائف اور مستند و ارباب قلم نے اس خدمت کا اعتراف کیا ہے، یہ تین خود کانفرنس گزشتہ میں شائع ہو چکی ہیں،

(۹) اصلاح تمدن و معاشرت کے سلسلہ میں بھی کانفرنس کی خدمات لائق تائید ہیں کانفرنس نے اپنے ابتدائی زمانہ کے اجلاسوں میں اور اس کے بعد ہمیشہ رسومِ قبیحہ کے انسداد کے لئے نہ صرف تجاویز پاس کی ہیں بلکہ عملی خدمت بھی انجام دی ہے، بعد ازاں اس کام کی اہمیت کے لحاظ سے سن ۱۹۱۷ء میں ”شعبہ اصلاح تمدن“ قائم کیا،

امید ہے کہ یہ امر ناظرین کی دلچسپی کا باعث ہو گا کہ کانفرنس نے ”شعبہ اصلاح تمدن“ ہمارے معزز صدر کے وطن مدراس میں قائم کیا، یعنی جب سن ۱۹۱۷ء میں کانفرنس کا اجلاس مدراس میں منعقد ہوا، تو وہاں خواجہ غلام اشعقین صاحب بی اے علیگ مرحوم نے حسب ذیل تجویز اجلاس میں پیش کی،

”اس کانفرنس کی رائےیں وہ وقت آگیا ہے جبکہ تعلیم یافتہ اور روشن فہم مسلمان تعلیم کے

ساتھ متحدہ کوشش ان تباہ کن رسوم اور تمدنی عادات کی اصلاح کے واسطے کریں جو مسلمانوں کو تباہ کرتی ہیں اور شریعت کے خلاف ہیں، یہ کانفرنس تمدنی اصلاح کو اپنے مقاصد میں شامل کرنا منظور کرتی ہے۔

گویا مدراس کے پہلے اجلاس میں کانفرنس کے مقاصد میں ایک اور اضافہ ہوا، غرض خواہ صاحب مرحوم اس شبہ کے سکرٹری مقرر ہوئے، اور اس خدمت کے انجام دینے کے لئے آپ نے ایک رسالہ ”عصر جدید“ کے نام سے جاری کیا جو اپنے مفید و سودمند مضامین کے لحاظ سے اعلیٰ میں مقبول ہوا اور لوگ اصلاح رسوم پر متوجہ ہوئے، چند سال کی مسلسل مفید خدمت کے بعد جن وجوہ سے یہ رسالہ بند ہو گیا، اس کے کچھ مدت بعد مولوی سید طفیل احمد صاحب سابق اُزیر کا بہت کانفرنس نے دوبارہ یہ کام شروع کیا، اب کانفرنس کے جدید قواعد میں از سر نو شبہ قائم ہو گیا ہے امید ہے کہ انشاء اللہ از سر نو یہ کام شروع کیا جائے گا۔

(۱۰) کانفرنس کی ایک مفید خدمت یہ ہے کہ اس کی کمی و کوشش سے مختلف مقامات پر لوگ کمیٹیاں اور تعلیمی انجمنیں قائم ہوئیں، مختلف مقامات کی تعلیم گاہوں کے لئے فراہمی سرمایہ کی کوشش کی گئی، بعض اسکولوں کی ترقی اور عمارت کی تعمیر کے لئے روپیہ فراہم کیا گیا نیز اکثر اوقات مدرسوں اور انجمنوں کی درخواست پر کانفرنس نے ان کے کام کے لئے اپنے متعدد سفیر بھیجے جن کے مصداق خود برداشت کئے، غرض کانفرنس تعلیم گاہوں اور انجمنوں کی ہمیشہ اخلاقی و مالی امداد اور حوصلہ افزائی کرتی رہی۔

یہ سب مندرجہ بالا کام کانفرنس نے ایسی حالت میں کئے جبکہ اس کے وسائل محدود تھے اور مشکلات کا سامنا تھا۔

جدید تعمیرات

سنہ حال میں احاطہ کانفرنس میں بعض جدید تعمیرات کا اضافہ ہوا جن کی تکمیل اسی ہفتہ میں ہوتی ہے، ان عمارت کے متعلق ضروری حالات کانفرنس گزٹ میں شائع ہوتے رہے ہیں، لیکن اس موقع پر بھی کسی قدر عرض کیا جاتا ہے۔

ان عمارتوں میں سب سے بڑی عمارت کا نام اسماعیل محمدیہ بلڈنگ ہے جو جناب ڈاکٹر محمد اسماعیل خاں صاحب ریٹائرڈ سول سرجن آگرہ کے زرعطیہ سے تعمیر ہوئی ہے ڈاکٹر صاحب

مدفع ایک تعلیم یافتہ و فیاض مسلمان ہیں جو روپیہ کے صحیح معرفت اور تعلیم کی اہمیت سے بخوبی واقف ہیں، اور تعلیمی وظائف کے ذریعہ سے طلباء کی مدد کرتے رہتے ہیں چنانچہ متعدد طلباء آپ کی فیاضی سے مستفید ہو رہے ہیں،

گزشتہ سال ڈاکٹر صاحب نے یہ ارادہ کیا کہ وہ طلباء کے وظائف کے لئے مستقل انتظام فرمائیں چنانچہ اس کے متعلق آپ نے کانفرنس سے مراسلت شروع کی جو آخر کار اس نتیجہ پر پہنچی کہ آپ نے ۲۶ مئی ۱۹۳۹ء کو چند شرائط پر مبلغ ۲۰ ہزار روپیہ کانفرنس کو اس مقصد کے لئے عطا کیا کہ وہ اس روپیہ سے ایک عمارت ”اسٹیمپل محمدیہ بلڈنگ“ کے نام سے تعمیر کرے جو تعمیر کرایہ پر دی جائے، اور ایک مدت معینہ تک کرایہ کی آمدنی کا ۸۵ فی صدی محکمے متعلقین کو دیا جائے اور ۱۵ فی صدی وظائف طلباء اور مرمت و کمی قیمت میں صرف کیا جائے، اور اس مدت معینہ کے بعد سب کرایہ طلبہ کے وظائف میں صرف کیا جائے،

آئندہ سیکرٹری کانفرنس نے ممبران سنٹرل اسٹینڈنگ کمیٹی سے منظوری حاصل کرنے کے بعد اس بلڈنگ کی تعمیر شروع کر دی جو اسی ہفتہ میں مکمل ہوئی ہے، اور کل ۲۶ مئی ۱۹۳۹ء کو اجلاس جو بی کے معزز صدر جناب نواب سی عہد الحکیم صاحب میں اعظم مدرس نے اس کا افتتاح فرمایا ہے، یہ عمارت انیس مضبوط سکانات اور ۱۲ دکانوں پر مشتمل ہے، جن کا مجموعی کرایہ ۱۷۵ روپیہ ماہو اور انشور انسٹیکم اپریل سے وصول ہونے لگے گا، اس عمارت کی تعمیر میں علاوہ ظاہری خوبصورتی کے استحکام کا بھی پورا خیال رکھا گیا ہے، اور ان کی تعمیر ایک خوش منظر موقع پر ہوئی ہے،

مذکور، بالا بلڈنگ کے روپیہ کے علاوہ ڈاکٹر صاحب نے ۱۸۰۰ کی ایک اور رقم بلا شرط عطا کی تھی، اس رقم میں سے ۱۶۰۰ روپیہ کی ایک عمارت تیار کی گئی، دو سو روپیہ وظائف طلبہ میں صرف ہو چکے تھے، اسٹیمپل محمدیہ اسکا لرشپ کے نام سے حساب دس روپیہ ماہوار، یہ جدید عمارت ایک مختصر بلاک ہے جو تین دکانوں اور ایک مختصر مکان پر مشتمل ہے، جس کا کرایہ ۱۸ روپیہ ماہوار ہے، اس کی آمدنی بھی حسب قاعدہ وظائف میں صرف کی جاتی ہے،

میرٹھ کے حافظ عبد الحکیم صاحب نے منشی ارشد الدین صاحب مرحوم کی یادگاریں جو کانفرنس کے ایک نہایت پرانے اور بی خواہ میرٹھ، ”ارشد الدین اسکا لرشپ“ قائم کرنے کرنے کے لئے مبلغ ۶۴۲ روپیہ دیا تھا، جس میں سے ۵۰۰ روپیہ کے صرف سے ایک مکان تعمیر

کیا گیا ہے جس کا کرایہ چار روپیہ ماہوار ہے، انشاء اللہ آئندہ سال یہ رقم وظیفہ میں دی جائیگی،
مذکورہ بالا عمارتیں مکمل ہو چکی ہیں، ان کے علاوہ ایک رقم ۵۰۰ کی میاں فضل حسین صاحب
ایم اے، بی اے، ایس سی نے معرفت ایم شریف پروفیسر کیمسٹری میرٹھ کالج عطا کی ہے، اس روپیہ
سے حسب ہدایت منطی میاں محمد حسین صاحب بی اے کی یادگاریں احاطہ کانفرنس میں ایک مکان
بنوائی جائے گی، اور اس کے کرایہ سے ایک وظیفہ دیا جائے گا،

گزشتہ سال کے رزلوشن

سب سے پہلے منجانب صدارت ملک منظم جابج پنجم آسجانی کی رحلت پر تعزیت اور
شنشہ ایڈورڈ سٹیم سے انظار وفاداری کا رزلوشن پیش ہوا،
۳۰۔ اپریل ۱۹۳۸ء کو رزلوشن کی نقل ہز کلسینی داسرے کی خدمت میں بھیجی گئی۔ ۳۱۔
مئی ۱۹۳۸ء کو سسٹنٹ پرائیویٹ سکرٹری داسرے کا انظار خوشنودی و شکرگزاری کا جواب
موصول ہوا۔

کانفرنس میں اصحاب ذیل کی وفات پر بھی تعزیت کے رزلوشن منظور ہوئے۔

- (۱) خان بیادر حاجی حافظ ہدایت حسین صاحب ایم ایل سی،
 - (۲) مولوی حاجی سر رحیم بخش صاحب،
 - (۳) مولوی انوار احمد صاحب سنیئر کانفرنس،
 - (۴) نواب ابوبکر خاں صاحب میں داووں،
 - (۵) سر تھیوڈور مارین صاحب سابق پرنسپل مدرستہ العلوم علی گڑھ،
- ان رزلوشنوں کی نقول پس ماندگان کی خدمت میں بھیجی گئیں،

حسب ذیل چار رزلوشن ”ثانوی تعلیم“ سے متعلق تھے،

- (۱) اس کانفرنس کی رائے میں ہندوستان کی ثانوی تعلیم کا معیار دوسرے ممالک کی ثانوی
تعلیم کے مقابلہ میں بہت ہے اس لئے تعلیمی اصلاح کی ہر ایک تجویز کے لئے ضروری ہے کہ اس

نقص کا علاج کیا جائے اور تعلیم کے نتائج طلبہ کی ذہنی اور روحانی حالت بہتر بنانے کے
ضامن ہوں۔

(۲) اس کانفرنس کی رائے میں ہندوستان میں تعلیمی اصلاح کی کوئی ایکم کامیاب
نہیں ہو سکتی جب تک کہ تعلیم کے ہر درجہ میں عمر کے سلسلہ کا بھی لحاظ نہ رکھا جائے۔ ایک طرف
ادبی اور اعلیٰ حرفتی نصاب اور دوسری طرف معمولی پیشوں کے نصاب ان دونوں کے مابین
افراق تخمیناً ۳۰ سال کی عمر میں ہونا چاہئے اور ثانوی تعلیم تقریباً ۱۱ اور ۱۲ سال کی عمر کو رہنا
چلنا چاہئے اور ایک اوسط درجہ کے طالب علم کیلئے یونیورسٹی کی ڈگری کی عمر تخمیناً بیس سال ہونی چاہئے۔

(۳) اس کانفرنس کی رائے میں جینہ تعلیم کے مختلف درجوں کے معاوضے اترتی تھوڑی
اور ترقی علم کے لئے مواقع مہیا کرنے کی طرف کافی توجہ نہیں کی گئی ہے اور تعلیم میں کسی قسم کی
اصلاح اس وقت تک نہ ہو سکے گی جب تک کہ اس کمی کے پورا کرنے کے اسباب جیتا نہ ہونگے

(۴) یہ کانفرنس گورنمنٹ آف انڈیا کے جدید قائم کردہ سنٹرل ایڈوائزری کونسل بورڈ
کے قیام کو نظر احسان دیکھتی ہے اور گورنمنٹ آف انڈیا کو توجہ دلاتی ہے کہ آل انڈیا مسلم کونسل
کانفرنس کی پانچواں سالہ سلسلہ کوششوں اور اس کی مرکزی حیثیت کو مد نظر رکھ کر بورڈ مذکور کے کاستی
یونٹوں میں ایسی ترمیم کرے کہ اس کانفرنس کا ایک نمایندہ اس بورڈ میں حصہ لیا جاسکے،
بورڈ مذکور نے اپنے پہلے اجلاس منعقدہ بمبرہشتہ میں ہندوستان کے آئندہ نظام تعلیم کے
مستقبل جس پالیسی کا اظہار کیا ہے اس کی عام طور پر تائید کرتے ہوئے تجویز کرتی ہے کہ امور ذیل
بھی بصراحت اس پالیسی کی جزو لازم قرار دئے جائیں،

۱۔ عام اور لازمی تعلیم کو ضروری مقصد قرار دینا اور لازمی تعلیم کی عمر کا حسب تجویز سیر و
کمیٹی تیرہ سال کا تعین کرنا اور ملک میں لازمی تعلیم کو عام کرنے کے لئے تعین مدت کے ساتھ پُرگرم
مرتب کرنا جیسا کہ دوسرے ممالک میں ہوا ہے۔

۲۔ بورڈ نے اپنے رزلوشن میں تجویز کیا ہے کہ ثانوی تعلیم ایک ایٹچ قائم کیا جائے جس کے
بعد طلباء مختلف پیشوں اور صنعت و حرفت میں شریک ہو سکیں یا یونیورسٹی کی تعلیم شروع کر کے اس سے

پورے طور پر مستفید ہو سکیں، اس لئے ضروری ہے کہ ملک میں ثانوی تعلیم کا معیار بڑھانے کی خاص کوشش کی جائے تاکہ اس کا معیار دوسرے متقدم ممالک کے برابر ہو جائے۔

- ۳۔ موجودہ امتحانات کی اصلاح کے ضمن میں کانفرنس اس ضرورت کو ملحوظ کرتی ہے کہ ثانوی اور یونیورسٹی کی تعلیم میں داخلہ کے لئے ایک بہتر معیار انتخاب کو رائج کیا جائے تاکہ ان ممالک میں وہی طلبہ داخل ہو سکیں جو ذہنی اعتبار سے اس سے پوری طرح مستفید ہو سکیں۔
- ۴۔ عام سرکاری مدارس میں سکولوں کی مذہبی تعلیم کا انتظام کیا جائے۔
- ۵۔ ہندوستان کی تہذیب و تمدن میں سکولوں کا جو حصہ ہے اس کو نصاب کی ترتیب دینے میں اہمیت دی جائے۔

مندرجہ بالا تجاویز کی ملک کے انگریزی اردو اخبارات میں اشاعت کی گئی، اور ان کی نقول ۲۵۔ مارچ سن ۱۹۳۷ء کو سکریٹری بورڈ آف ایجوکیشن گورنمنٹ آف انڈیا دہرائے تعلیم و ڈائریکٹر صاحبان سررشتہ تعلیم صوبہ متحدہ، پنجاب، بنگال، مدراس، بمبئی، بہار و اڑیسہ صوبہ متوسطہ دہرائے برما، اور صوبہ سرحد کی خدمت میں روانہ کی گئیں،

ڈائریکٹر صاحب سررشتہ تعلیم صوبہ متوسطہ نے ۷۔ اپریل کو ڈائریکٹر صاحب سررشتہ تعلیم برما نے ۱۲۔ اپریل کو سکریٹری صاحب ڈائریکٹر صاحب گورنمنٹ آف مدراس ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ نے ۱۴۔ اپریل۔ سکریٹری صاحب گورنمنٹ آف برما ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ نے ۱۴۔ اپریل کو ڈائریکٹر صاحب سررشتہ تعلیم بنگال نے ۲۵۔ اپریل کو۔ سکریٹری صاحب گورنمنٹ صوبہ سرحد ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ نے ۲۶۔ اپریل کو اور ڈائریکٹر صاحب سررشتہ تعلیم صوبہ متحدہ نے ۲۷۔ مئی سن ۱۹۳۷ء کو سید شکر علیہ کے خطوط ارسال فرمائے اور کانفرنس کو اطمینان دینے والا یہ کہ اس کے رزلٹوں پر ہمدردانہ فور کیا جائے گا،

”ثانوی تعلیم کی اصلاح و ترقی“ کے کام پر خود کانفرنس بھی گزشتہ سال سے خاص کوشش کر رہی ہے۔ سالانہ اجلاس کے موقع پر شعبہ ثانوی تعلیم کا ایک علیحدہ مستقل اجلاس ہوتا ہے اس کے علاوہ پراونشل مسلم ایجوکیشن کانفرنس صوبہ متحدہ نے اپنے سالانہ اجلاس منعقدہ نومبر

میں جو مسلم سکندری ایجوکیشن بورڈ قائم کیا ہے اس کے کام میں پوری پوری معاونت کی جا رہی ہے۔ گزشتہ اجلاس کانفرنس منعقدہ رامپور میں مسلم نیجر اور میڈیٹر صاحبان کو جو بورڈ مذکور کے جلسہ عام میں شریک ہوئے ان کے مصارف سفر بھی کانفرنس نے ادا کئے دفتر کانفرنس نے بھی مسلسل قسَم کی امداد دی جس کا بورڈ کے کنوینر خواجہ غلام اسد بن صاحب نے یو پی پرائنٹل مسلم ایجوکیشن کانفرنس کے اجلاس جنپور میں منعقدہ ۱۴ فروری ۱۹۵۷ء کے موقع پر اپنی رپورٹ میں اعتراف کیا۔

حال میں یو پی گورنمنٹ جو سکندری ایجوکیشن بورڈ قائم کیا تھا اس میں مسلمانوں کی نمائندگی کم تھی اور کانفرنس کا کوئی نمائندہ نہیں لیا گیا تھا اس کے بارے میں بھی ۱۲ فروری ۱۹۵۷ء کو آنر بیل وزیر تعلیم اور ڈائریکٹر صاحب سرشتہ تعلیم کو توجہ دلائی گئی۔ جناب ڈائریکٹر صاحب نے ۲۱ فروری ۱۹۵۷ء کو جواب دیا کہ کانفرنس کی درخواست کے سلسلہ میں آنر بیل منسٹر صاحب کی ہدایات کا انتظار کر رہا ہوں لیکن اس معاملہ میں مجھے کامیابی کی بہت کم امید ہے کیونکہ بورڈ کے جلسے شروع ہونے والے ہیں اور سب کمیٹیاں بن چکی ہیں۔

”اس کانفرنس کی رائے میں اس قدر ضروری ہے کہ مسلم یونیورسٹی میں شعبہ لگنا وحی زراعت اور تجارت جن کی ضرورت کا اظہار ہندوستانی منسٹر آغا خاں صاحبہ کانفرنس اپنی تقریر صدارت میں فرمایا ہے جلد سے جلد قائم کرنے کا انتظام کیا جائے اور اس کی تکمیل کے لئے سرمایہ جمع کرنے کی تدابیر اختیار کی جائیں“

اس رزلوشن کو اجباروں میں شائع کیا گیا اور اس کی ایک نقل ۱۸ مئی ۱۹۵۷ء کو جناب وائس چانسلر صاحب مسلم یونیورسٹی کی خدمت میں اس درخواست کے ساتھ بھیجی گئی کہ کانفرنس شعبہ لگنا وحی وغیرہ کے قیام میں سر ممکن امداد دینے اور اتحاد عمل کے لئے تیار ہو۔

”یہ کانفرنس اردو کو ہندوستان کی مشترکہ عام زبان تسلیم کرتی ہے اور موجودہ رسم خط کو اس کے واسطے ضروری خیال کرتی ہے“

نظر براں یہ ضروری ہے کہ اس مقصد کے تحفظ و اشاعت کیلئے مناسب پیر عمل میں لی جائیں، مندرجہ بالا رزلوشن اخباروں میں شائع کر دیا گیا نیز ۲۸ مئی ۱۹۵۷ء کو اس کی ایک ایک نقل مع خطوط (۱) سکریٹری بورڈ آف ایجوکیشن گورنمنٹ آف انڈیا شملہ اور (۲) منسٹر آف ایجوکیشن صوبہ سرحد کی خدمت میں بھیجی گئی،

۵۔ جون ۱۹۳۳ء کو سکریٹری جنرل ایڈوائزری بورڈ آف ایجوکیشن شملہ کا سید وشمکیہ کا خط موصول ہوا کانفرنس نے اپنے آرگن کانفرنس گزٹ میں زبان اردو اور رسم خط کے تحفظ کے لئے مسلسل مضامین شائع کئے۔ شبیہ تصنیف و تالیف کے ذریعہ اردو کی جدید مطبوعات میں اضافہ کیا اور اپنے صندوق قمر کا جملہ کام اردو میں کرنے کا طریقہ اختیار کر کے دوسرے دفاتر اور تعلیمی اداروں کے لئے ایک مثال قائم کی۔

اردو کے پرائمری مدارس اور مکاتیب کو چھائی ہزار روپے سالانہ کی کانفرنس امداد دیتی ہے اور ان کی باقاعدہ نگرانی کرتی ہے نیز مولوی بملول خاں صاحب دانا سکریٹری انجمن ترقی اردو راجپوتانہ کو ۲۵ روپے کی رقم بطور امداد ارسال کی گئی۔

کانفرنس نے اپنے سالانہ اجلاس میں بھی شعبہ اردو کا ایک مستقل شعبہ قائم کیا ہے جس کے منایت پر رونی جلسے ہوتے ہیں اور اس کے ذریعہ اردو زبان میں مفید و کارآمد لٹریچر کا اضافہ ہوتا ہے،

مولوی عبدالحق صاحب بی اے مستند انجمن ترقی اردو نے اکتوبر ۱۹۳۳ء میں علی گڑھ میں جو اردو کانفرنس طلب کی تھی اس کا انعقاد بھی کانفرنس کی عمارت سلطان جہاں منزل میں ہوا خود آنریری سکریٹری اور عملہ دفتر نے اس کے جملہ انتظامات میں عملی حصہ لیا اور ہر قسم کی امداد دی۔

حسب ذیل چار رزولوشن تعلیم نسواں کی اصلاح و ترقی کے بارے میں پاس ہوئے

”چونکہ آج کل اکثر لڑکیاں جو زنانہ مدرسوں اور کالجوں میں تعلیم پا رہی ہیں وہ اسلامی معاشرت اور تمدن سے ایک گونہ بے تعلق ہوتی جا رہی ہیں اور اس وجہ سے لوگوں کا زنانہ تعلیم کی طرف سے تعصب کم نہیں ہوتا اس لئے کانفرنس تجویز کرتی ہے کہ لڑکیوں کی تعلیم کے لئے ایک ایسا نصاب مرتب کیا جائے جو اسلامی تہذیب و تمدن اور روایات کا حامل ہو“

(۲) ”چونکہ مسلمان آئیناں بہت کم دستیاب ہوتی ہیں اس لئے کانفرنس

تجویز کرتی ہے کہ جو غریب لڑکیاں ہائی اسکول کے درجوں تک پہنچ جائیں ان کو کالج کی تعلیم یا ٹریننگ کالجوں میں تعلیم پانے کے لئے وظائف اس شرط پر دیئے جائیں کہ تکمیل تعلیم پر ان کو مدارس نسواں میں ملازمت ضرور کرنا پڑے گی

(۳) ”آل انڈیا مسلم ایجوکیشن کانفرنس کا یہ جلسہ مسلمانان ہند میں تعلیم امانت کی کمی اور اس کی شدید ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے تجویز کرتا ہے کہ تحریک تعلیم نسواں کو کامیاب بنانے کے لئے پروپیگنڈا کی مناسب تدابیر اختیار کی جائیں اور جو امداد کانفرنس کی جانب سے قومی مدارس کو دی جاتی ہے اس کا ایک معقول حصہ مدارس نسواں کے لئے مخصوص کر دیا جائے“

(۴) ”اس جلسہ کی رائے میں اس بات کی اشد ضرورت معلوم ہوتی ہے کہ مسلم گورنمنٹ اسکولز کی علی گڑھ کمیٹی کا نئے بنادیا جائے اور حتی الامکان آئندہ گرمیوں کی تعطیل کے بعد بی اے کلاس کھول دی جائے“

ان رزلوشنوں کی انگریزی اردو اخبارات میں اشاعت کی گئی نیز آل انڈیا مسلم ایجوکیشن کانفرنس کے آرگن کانفرنس گزٹ میں تعلیم نسواں کی اصلاح قوتی کے بعض اُن پہلوؤں پر جن کا مندرجہ بالا تجاویز میں ذکر ہے مضامین لکھے گئے علاوہ بریں یہ بھی کوشش کی گئی ہے کہ

(۱) مسلمان لڑکیوں کی تعلیم کے لئے ایک نصاب تیار کرایا جائے جو اسلامی تہذیب و تمدن اور روایات کا حامل ہو

(۲) مسلمان لڑکیوں کی امداد تعلیمی میں جو معتدیہ رقم کانفرنس سال بسال بطور وظیفہ دیتی ہے اس میں اس امر کا آئندہ خاص لحاظ رکھا جائے گا کہ معتمدی کا پیشہ اختیار کرنے والی طالبات کو ترجیح دی جائے۔

(۳) کانفرنس کی جانب سے امداد مدارس میں جو رقم صرف کی جاتی ہے اس میں سال بسال پانچ سو روپے کا مدارس نسواں کی امداد کے لئے اضافہ کیا گیا نیز مسلم گورنمنٹ اسکولز

علی گڑھ کو ۲۵ سالانہ کی جواہرادی جایا کی تقریب کو دستور جاری رکھا گیا اور کانجے مذکور کے منیر خان بہادر شیخ عبداللہ صاحب سے درخواست کی گئی کہ موصوف اپنے کانجے میں رٹنگ کلاس کا بھی اضافہ فرمائیں۔ اگر موصوف نے ایسا کیا تو کانفرنس کی طرف سے امکانی امداد میں دلچسپی نہ کیا جائے گا۔

(ب) اگر کانفرنس کانجے کو ڈگری کانجے بنائے جانے کی اس کے منتظمین کی جانب سے تمام سال کو شش ہوتی رہی یقین ہے کہ انشاء اللہ عنقریب کانجے مذکور میں ڈگری سکالینر کھل جائیں گے۔

ایک رزلوشن شعبہ اسلامیات میں منظور ہو جس کے الفاظ یہ تھے۔
 ”قرار پایا کہ کانفرنس کی سنٹرل اسٹینڈنگ کمیٹی صاحب نظر حضرات کی ایک ایسی سب کمیٹی مقرر کرے جو بتائے کہ موجودہ زمانہ میں تعلیم دینی کے کیا طریقے اختیار کئے جائیں۔“

صدر شعبہ اسلامیات ڈاکٹر سید ظفر الحسن صاحب اور کانفرنس کی سنٹرل اسٹینڈنگ کمیٹی کے ایک کارکن شیخ عطاء اللہ صاحب کی کوشش سے مسلم یونیورسٹی میں مجلس اسلامیات قائم ہوئی جس کا افتتاح ۸ نومبر ۱۹۳۳ء کو یونین ہال میں ہوا۔ یہ مجلس اب بھی قائم ہے، ہفتہ وار پریکٹس کو اکڑھیے ہوتی ہیں ایک جمعہ کو آنریری سکریٹری ڈی ایچ ایل اہلام پریکٹس کی، اس کے علاوہ مجلس کی لائبریری کے لئے کانفرنس سے نیز آنریری سکریٹری کی طرف سے کتابوں کی معقول تعداد پیش کی گئی۔ اسی طرح مسلم یونیورسٹی کے ”شعبہ دینیات“ نے تعلیم دینیات کے نصاب پر نظر ثانی کے لئے توجہ کی۔ اس مجلس اور کمیٹی کے قیام کی بنا پر اب کسی جدید کمیٹی کے تقرر کی چنداں ضرورت نہیں ہے۔

مندرجہ بالا رپورٹ کے اختتام پر سید آل علی نقوی صاحب ایم اے انپکٹر مدراس اسلامیہ سوسائٹیاں متحدہ نے بعض رزلوشنوں کے طریقہ کار ردائی کے متعلق سوالات کے جن کا جائزہ سکریٹری صاحب نے جواب دیا، اس کو بعد صوبہ بنگال کے ایک ممبر نے استفسار کیا کہ مسلمان کالج کی تعلیم کے متعلق کانفرنس نے کیا کام کیا؟ مولوی سید طفیل احمد صاحب علیگ نے اس کا اطمینان بخش جواب دیا، اور رپورٹ بالاتفاق پاس ہوئی،

اس کے بعد سید الطاف علی صاحب نے پرائیٹل ایجوکیشنل کانفرنس راجپوتانہ کی رپورٹ مرتبہ محمد ہلول خاں صاحب و انامیش کی اور مولوی نظام الدین حسین صاحب نذامی پرائیٹل نے پرائیٹل ایجوکیشنل کانفرنس صوبہ متحدہ کی تجاویز بغرض تصدیق پیش کیں جو منظور ہوئیں۔
آخر میں مولوی احمد سعید صاحب ناظم جیتہ علمائے ہند نے عربی تعلیم کی غرورت پر ایک مبسوط و مدلل تقریر کی جو دل چسپی سے سنی گئی۔
تقریر کے بعد کانفرنس کا عام اجلاس ختم ہوا اور سر سید مرحوم کا سالانہ جلسہ فاتحہ منعقد ہوا۔

اجلاس شعبہ ٹیکنیکل تعلیم

صدر۔ مسٹر اے جی خاں

شعبہ ٹیکنیکل تعلیم کا اجلاس ۲۸ مارچ کو منعقد ہوا، اس کی جو رپورٹ ڈاکٹر فریض احمد خاں سکریٹری شعبہ نے بھیجی ہے وہ حسب ذیل ہے،
آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کے شعبہ صنعتی کا اجلاس زیر صدارت مسٹر اے جی خاں پٹی ڈاکٹر کٹراندین سوئس بتاریخ ۲۸ مارچ آفتاب ہال میں بوقت ۹ بجے منعقد ہوا،
مسٹر اے جی خاں کی صدارت کی تحریک ڈاکٹر ضیاء الدین احمد صاحب و اس چانسلر مسلم یونیورسٹی نے پیش کی اور ڈاکٹر عبد العزیز صاحب مسلم یونیورسٹی نے تائید فرمائی۔ بعد ازاں جناب صدر صاحب نے اپنا خطبہ صدارت ارشاد فرمایا جس میں انھوں نے مسلمانوں کی صنعتی زبان حالی کی طرف توجہ دلاتے ہوئے چند نمائند گراں قدر خیالات کا اظہار فرمایا۔

اس کے بعد حضور عالم صاحب لیدر انسپکٹر یو پی نے اپنا مقالہ پڑھا جس کا عنوان مسلمانوں میں صنعتی تعلیم تھا۔ اس مفید مقالہ کی بحث میں جناب ڈاکٹر ضیاء الدین احمد صاحب نے نمایاں حصہ لیا۔ انھوں نے دوران بحث میں فرمایا کہ صنعتی تعلیم کی تقسیم متن منزلوں میں ہو سکتی ہے۔ یعنی (۱) کاریگری کی تعلیم (۲) فورمینی کی تعلیم (۳) انجینیری کی اعلیٰ تعلیم۔ اور اس سلسلہ

میں فرمایا کہ مسلم یونیورسٹی میں اول الذکر دو منزلوں تک تعلیم شروع کر دی گئی ہے۔ جس میں الیکٹریکل اور موٹر انجینئرنگ کی طرف خاص توجہ دی جا رہی ہے۔

دوسرا مقالہ ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب نے ”مسلمانوں میں صنعتی تعلیم کی ضرورت“ پر پڑھا جو بہت مقبول ہوا۔

چونکہ کافی دیر ہو چکی تھی اس لئے عبید اللہ وراثی صاحب کا مقالہ جس کا عنوان ”خانہ اوقاف کا صنعتی اتحاد“ تھا پڑھا جاسکا۔ جناب صدر کے شکریہ کے بعد جلسہ بر خاست ہوا۔

اجلاس شعبہ اردو کانفرنس

صدر

مولوی عبدالحق صاحب بی اے مہتمم انجمن ترقی اردو

کانفرنس کی پنچا سالہ جولائی کے سلسلہ میں مختلف شعبوں کے جو اجلاس منعقد ہوئے ان میں ایک شعبہ ”اردو کانفرنس“ کا تھا جس کا اجلاس ۲۸ مارچ یوم کیشنہ کو اسٹریٹجی ہال میں منعقد ہوا۔ تلاوت کلام مجید کے بعد مولوی ظفر الملک علوی صاحب کی تحریک اور مسٹر آل احمد سرور کی تائید سے مولوی عبدالحق صاحب بی اے سکریٹری انجمن ترقی اردو اجلاس کے صدر منتخب ہوئے اس کے بعد جناب صدر نے اپنا مرسوم و پرمغز خطبہ پڑھا جو تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ میں ختم ہوا اور حاضرین جلسہ نے نہایت توجہ اور خاموشی سے سنا، خطبہ کے بعد مولوی رشید احمد صاحب صدیقی ایم نے اپنی دلچسپ رپورٹ یا بیان پڑھا جو حسب ذیل ہے۔

جناب صدر

آل انڈیا مسلم ایجوکیشن کانفرنس کا سب سے بڑا کارنامہ مسلم یونیورسٹی ہے اور کانفرنس ہی کی سب سے بڑی پیداوار انجمن ترقی اردو جس کے کزنادھر تیا قبلہ و کعبہ مولوی عبدالحق صاحب

آپ میں موجود ہیں۔ آپ کے خطبہ کے بعد میری رپورٹ آپ یقین رکھے صرف خانہ پری کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس سے آپ مایوس ہوں تو ہوں میں مایوس نہیں ہوں اس لئے کہ آپ ہمارا قومی اجتماع بالعموم ضابطہ پری ہی کے سلسلہ میں ہوتا ہے۔ جہاں ضابطہ پری کا دوڑوڑو ہو وہاں خانہ پری پر برہم ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔

حضرات! میں خوش ہوں اور آپ بھی غالباً سن کر خوش ہوں گے کہ نسبت پہلے کے اب ہم اردو سے زیادہ دلچسپی لینے لگے ہیں اور ملک میں اس کا چرچا بھی کافی ہے۔ اس کا سب سے بڑا سبب ناگپور میں بھارتیہ سہاٹیہ پریشد کا جلسہ اور اس کے سلسلہ میں مولوی عبدالحق صاحب کی جدوجہد ہے۔ مجھے امید ہے کہ آپ کانفرنس کا وہ جلسہ شری نہ بھولے ہوں گے جو گزشتہ اکتوبر میں مولوی صاحب مدنی کی ہامیری میں میں علی گڑھ میں منعقد ہوا تھا۔ اس کانفرنس کے سلسلہ میں اپنے خیالات کا اظہار کر چکا ہوں جس کے دہرانے پر اس آمادہ ہوں لیکن اس پر آپ کو جو تکدر ہوگا اس سے عمدہ براہونے کی ہمت مجھ میں نہیں ہے اس لئے اسے نظر انداز کرتا ہوں۔

حضرات! اردو کے سلسلہ میں اس وقت ملک میں جیسی کچھ بیداری نظر آتی ہے اس کے بارہ میں میرا کچھ اور خیال ہے یعنی یہ بیداری بجائے خود شعوری اور اختیاری نہیں ہے بلکہ اردو کے خلاف جو قوتیں ابھاری گئی ہیں ان کا یہ رد عمل ہے اور رد عمل ایسی چیز نہیں ہے جس پر کوئی عرصہ تک بھروسہ کر سکے۔ اس چیز کو ان معنوں میں سمجھ کر میں نے کوشش کی تھی کہ اردو کی تیاری اور تفصیل بنائے اور بتاتے رہنے کی بجائے اب وقت آگیا ہے کہ اردو کا مشن قوم اور ملک کے ساتھ پیش کیا جائے۔ میری رائے ناقص یہ تھی کہ اس مقصد کی وضاحت اس طور پر زیادہ آسانی سے ہونگتی تھی کہ ہم اس کو اس کی اصلی اور خود وضاحت *ربعمصنہا مہمۃ حیثیت* سے دیں یعنی اردو کا نام ہندوستانی رکھ دیں۔ اس تحریک کا سہرا سید سلیمان ندوی صاحب قبلہ کے سر تھا اور اس کی رسوائی اس خاکسار کے سر ہے۔ سید صاحب ٹھوڑی ہی دیر میں آپ کو بتائیں گے کہ اس تحریک کا اصلی سہرا کس کے سر ہے۔ اس سے سرہ کی خوبیاں برصیاں یا برصیں اس خاکسار کی رسوائیاں یقیناً کم ہو جائیں گی۔ اور (سینٹی فرسٹ) کے اصول پر میرے لئے یہ کوئی نازیبا بات نہیں ہے۔ میں نے بڑی کوشش کی تھی کہ اس چیز کی مقبولیت تسلیم کر لی جائے۔ میں نے سید سلیمان ندوی صاحب قبلہ کو اس پر آمادہ بھی کیا تھا کہ وہ میری مدد فرمائیں یعنی میری رسوائی

میں شریک ہو جائیں اور یہ بھی محض اس لئے کہ آج کل ہم بالعموم اپنے بڑے آدمیوں کو رسوا کرنے اور ان کو رسوا دیکھنے سے خوش ہوتے ہیں چنانچہ سید صاحب کو مدعو کرنے میں میری نیت بخیر نہ تھی۔ لیکن سید صاحب نے انتہائی لطف و رحمت کے ساتھ اور شاید بے خبری کے عالم میں میری درخواست قبول فرمائی۔ لیکن مجھے کیا معلوم تھا کہ یہ تجویز حسب ضابطہ سبکدوش کئی میں پیش ہو کر حسب ضابطہ ہی مسترد ہو جائے گی سبکدوش کئی کا فیصلہ میرے سرور آنکھوں پر میں فیصلہ سے راضی ہوں۔ لیکن دلائل سے مراد یہ کہ اس سرسیمگی کے سلسلہ میں اگر یہ کہوں تو مجھے معاف فرما دیجئے کہ یہ ہم کو ذہب کو سمجھنے اور برتنے کے بجائے اب اس سے کھینٹنے لگے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ واقعات کی روشنی میں اب ہم کو اپنی خود غرضی، بزدلی اور تنگ نظری اپنی انتہائی یرنگی اور بد اثری کے ساتھ نظر آنے لگی ہے۔ اور ہم اس کو چھپانے اور نہانے کے لئے اسلام کے ساتھ عشوہ گری کرنے لگے ہیں۔ یہ اسلام کے ساتھ آخری اور انتہائی بدسلوکی ہے جس کے ہم مرتکب ہو رہے ہیں۔ لیکن میں محسوس کرتا ہوں کہ میں اپنے فرائض سے دور جا پڑنے کا بھی مرتکب ہو رہا ہوں۔ اور دو ہندوستانی کے سلسلہ پر اب سید سلیمان صاحب ندوی اپنے پیش باہیالات پیش فرمیں گے۔ وہ لوگ جو اس سلسلہ میں خواہ مخواہ سرا سید یا بدطن نفعی مطمئن رہیں کہ اب یہ کسکی تجویز کے سلسلہ میں ان کے سامنے نہیں آ رہا ہے جس کے منظور ہو جانے سے دنیا منقلب ہو جائی اور ہم آپ اپنی ساری توقعات یا کارگزاریوں کے ساتھ اس میں دفن ہو جاتے۔ اب یہ خاص علی بحث کی شکل میں پیش ہو رہی ہے جس کے برتنے جانے کی توقع نہیں ہے۔ سمجھنے کی درخواست ہے۔

حضرات!

ایک خاص امر کی طرف میں آپ کی توجہ مائل کرنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ اس کانفرنس میں تجاویز بکثرت آئیں لیکن ضروری یا غیر ضروری مداخلت سے گزرتے ہوئے وہی تجاویز آپ کے سامنے آ رہی ہیں جو کسی نہ کسی حد تک ضروری اور مناسب خیال کی گئیں۔ تجاویز کی نوعیت کے بارے میں مجھے یہ کہنا ہے کہ ان میں بعض قطعاً سے گرتی تھیں، بعض کسی بحر میں نہیں آتی تھیں، بعض ہر بحر میں آجاتی تھیں، بعض میں صرف تشبیہ تھی، بعض میں صرف گریز، بعض صرف دعائیہ، اور بعض کلیتہً بددعائیہ، بعض ایسی بھی تھیں جن سے ہمارا تمام دوا دین پرہیز غرض ان کو اس اجلاس کے نظم میں پرونا یہ ہے جس کی بات دیکھی یہ بعض البتہ ایسی ہیں جن کے معقول ہونے میں کوئی شک نہیں۔ لیکن ان پر عملاً رآمد ہو رہا ہے۔ اس لئے ان کو خواہ مخواہ پیش کرنے سے کوئی نتیجہ نہیں۔

اس لئے میری ناچیز گزارش یہ ہے کہ ان تجاویز کو کانفرنس کی سفارش سے ان اداروں میں بھجوا دیا جائے جو اس قسم کے کام میں منہمک ہیں،
(حاضرین نے بالاتفاق سکرٹری کی گزارش سے اتفاق کیا)

آج اس موقع پر آپ جائز طور پر مجھ سے یہ سننے کی توقع رکھتے ہوں گے کہ خود مسلم یونیورسٹی اردو کی ترقی اور توسیع میں کیا حصہ لے رہی ہے، میں اس بارہ میں پچہ نہ جھوٹ بولنا چاہتا ہوں اور نہ جھوٹ موت پچ۔ میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جو لوگ براہ راست اردو سے متعلق ہیں وہ اپنی اپنی بصیرت اور بساط کے مطابق سب کچھ کر رہے ہیں،

اس سال ہماری انجمن اردو کے معلى مسلم یونیورسٹی علی گڑھ اردو ہفتہ کی دوسری تقریب منانے والی تھی۔ اس کا پروگرام نہایت مفید اور دلچسپ تھا لیکن بد قسمتی سے اردو اور ہندوستانی کے تنازعہ نے سارے پروگرام کو ورہم کر دیا۔ اس پروگرام میں ایک چیز یہ تھی کہ ہندوستان کے چھپہ چپہ پر کس قسم کی ہندوستانی بولی جاتی ہے۔ یہاں گوشہ گوشہ سے طلباء آتے ہیں جنہوں نے نہایت شوق اور محنت سے اپنے اپنے ہاں کی بولیاں انہیں لہجوں کے ساتھ پڑھنے اور سنانے کا اہتمام کیا تھا جن میں وہ بولی جاتی ہیں۔ بولیوں کی یہ اقسام بجائے خود ایک ایسا عجوبہ ہوتیں جو زبان کے شائقین کی دلچسپی کا موجب ہوتیں۔ ہم سب کوشش کر رہے ہیں کہ اب اس مجروحہ خطبہ کے منزل سے گزرنے کے بجائے طباعت کے منزل میں لائیں۔ ہم کو توقع ہے سال آئندہ یہ آپ کے سامنے پیش کیا جائے گا۔

ہم نے یہ بھی کوشش کی تھی کہ لازمی مضمون کی حیثیت سے اردو کو بی اے میں جگہ دی جائے کیونکہ ایک طرف ہمارے یہاں اردو کا ام لے ہے۔ دوسری طرف انٹر میڈیٹ میں اردو کو بحیثیت اختیاری مضمون کے داخل ہے۔ لیکن اس بارہ میں ہماری کوششیں بار آور نہیں ہوئیں اور یونیورسٹی نے اردو کو بی اے میں داخل کرنا منظور نہ کیا۔ کوششوں سے اب ہم ٹھکنے لگے ہیں اس لئے اب دعا کرنے کا تہیہ کر رہا ہے، انشاء اللہ کامیابی ہوگی۔

آخر میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم سب کی نظر انجمن ترقی اردو پر ہے۔ ہم ہر طرح سے انجمن ترقی اردو کی خدمت کرنے کے لئے آمادہ ہیں۔ لیکن ایک بات میرے ذہن میں اکثر آتی ہے اور وہ یہ ہے کہ میں نے خارجاً سنا ہے کہ الکشن کے بعد کانگریس والے مسلمانوں کو حکومت میں شایہ اس لئے شریک نہیں کرنا چاہتے کہ میں ان کی صحبت میں انہیں جیسے وہ بھی نہ ہو جاؤں اس لئے

کانگریس والوں نے شریک کرنے سے تو انکار کر دیا ہے لیکن یہ اطمینان دلا دیا ہے کہ ہم زحمت گوارانہ فرمائیں۔ ہمارا حصہ کھینچ جائے گا۔ اسی طرح یمن ہے انجمن ترقی اردو بھی کہہ دے کہ آپ لوگ انجمن کو کانٹوں پر نہ کھینچیں جو کچھ ہو سکے گا آپ کے دولت خانہ پر پھنچا دیا جائے گا اللہ جہلا کرے۔ سب خراشی کی معافی چاہتا ہوں،

سکرٹری کے بیان کے بعد مولانا سید سلیمان ندوی صاحب نے اپنا مقالہ بعنوان ”ہماری زبان کا نام“ پڑھ کر سنایا اور اس امر پر زور دیا کہ اردو کا نام ”ہندوستانی“ رکھ دینا مناسب اور ضروری ہے۔ یہ خطبہ بھی دوسرے خطبات کے ساتھ شائع ہو گیا ہے۔ موصوف کے بعد مولوی ایوب خاں صاحب نے قیام و نظام جامعہ اردو پر اور سید عبدالحفیظ صاحب سلمیٰ نے ہماری زبان پر اپنے اپنے مضامین سنائے۔ اب رات زیادہ آجکی تھی اس لیے بعض دوسرے مضامین جن کے مصنف تشریف نہیں لاسکے تھے ملتوی کر دئے گئے۔ بعد شکر یہ صدر اجلاس ختم ہوا

اجلاس شعبہ تعلیم بالغان و خواندگی صدر مولوی سید فیصل احمد صاحب (علیگ)

شعبہ تعلیم بالغان و خواندگی کا اجلاس بتاریخ ۲۸-۲۹ مارچ ۱۹۳۷ء بوقت آٹھ بجے شب آسمان منزل میں زیر صدارت جناب مولوی سید فیصل احمد صاحب منعقد ہوا،

جناب صدر نے اپنے عالمانہ خطبہ میں ان حالات کو واضح کیا جن کے ماتحت وہ پُرانا نظام تعلیم ٹوٹ گیا جس کی بدولت ہندوستان کے ہر ایک چھوٹے سے چھوٹے گاؤں میں مکتب اور بائبل ٹیلے موجود تھے، آپ نے بتایا کہ پُرانے نظام تعلیم کے ماتحت آبادی کے ہر چار سو افراد کے لئے ایک مدرسہ موجود تھا۔ آپ نے ۱۹۳۷ء سے ۱۹۳۸ء تک کی مردم شماری کے اعداد سے یہ ثابت کیا کہ ہمارے ملک میں خواندگی کو بڑھانے کے لئے جو تدابیر اختیار کی گئی ہیں یا کی جارہی ہیں وہ ناقصی بخش و ناکام رہی ہیں آپ نے فرمایا کہ اگر ہماری ترقی کی رفتار یہی رہی جو پچھلے

بچاس سال میں رہی ہے تو تہذیب یافتہ ممالک کی سی خواندگی حاصل کرنے کے لئے کوئی ایک ہزار سال درکار ہوں گے۔ صوبہ بھارت کی تعلیمی حالت کے متعلق اعداد و شمار پیش کر کے آپ نے بتایا کہ یہاں ترقی کی رفتار اتنی قلیل ہے کہ اگر تعلیم کو پھیلانے کے لئے خاص تدابیر اختیار نہ کی گئیں تو اس صوبہ کے افراد کو خواندہ بنانے کے لئے موجودہ رفتار ترقی پر کوئی اڑھائی ہزار سال صرف ہوں گے۔ آپ نے اس حکیم کا بھی تذکرہ فرمایا جو یوپی میں آئندہ دس اور پندرہ سال کے اندر چھ سال اور گیارہ سال کی عمر کے تمام بچوں کو مدارس میں پھیلانے کے لئے تیار کر گئی تھی مگر اس حکیم پر افسوس ہے کہ گورنمنٹ نے کوئی عملی اقدام نہیں کیا جس کی وجہ مالی مشکلات کو بتایا گیا۔ آپ نے فرمایا کہ یقیناً ہندوستان میں خواندگی عام نہ ہو سکے گی جب تک ہر ایک صوبہ کی گورنمنٹ اس کی اہمیت سمجھ کر اس کی ذمہ داری اپنے سر نہ لے گی۔ آپ نے اس سیاسی بیداری کا تذکرہ بھی فرمایا جس کی بناء پر ملک میں تعلیم کو عام کرنے کا احساس پیدا ہو چکا ہے اور آپ نے فرمایا کہ اگر اس موقع سے فائدہ اٹھایا گیا تو تعلیم کے پھیلانے کا کام آسانی سے ہو سکے گا۔ جو تہذیبی تعلیم بالغان اور خواندگی کو پھیلانے کے لئے آپ نے بتلایا وہ اس شعبہ کی تہذیب کے سلسلہ میں آگے بیان کی جائیں گی۔

خطبہ صدارت کے ختم ہونے پر جناب صدر نے مولوی حسن الدین صاحب خاموشی ادا کر کے اخبار و پریس پر کثرت سے کرایا اور بتایا کہ مولوی صاحب موصوف اپنی رینڈاری اور اپنے حلقہ اثر میں خاموشی کے ساتھ تعلیم بالغان کے پھیلانے اور خواندگی کو عام کرنے کا کام کر رہے ہیں۔ اسی کام کے سلسلہ میں مولوی صاحب موصوف نے ایک ایسا طریقہ تعلیم جاری کیا ہے جس کی مدد سے وہ چالیس دن کے اندر ہر ایک طالب علم کو اچھی طرح اردو پڑھنا سکھا سکتے ہیں۔ تعارف کے بعد مولوی حسن الدین صاحب شیخ برتھرفٹ لائے اور آپ نے تعلیم بالغان کا اپنا مجوزہ طریقہ سمجھایا۔ آپ نے فرمایا کہ جب تک اردو طرز تحریر میں ایک تبدیلی نہ کی جائے گی اس وقت تک تعلیم بالغان کا کام آسان نہ ہو گا۔ آپ نے فرمایا کہ شروع میں پڑھانے کے لئے الفاظ کو اس طرح لکھا جائے کہ حروف کی پوری شکل قائم رہے اور ہندی اور انگریزی طرز تحریر کی طرح حروف علیحدہ علیحدہ لکھے جائیں اور الفاظ کے درمیان مناسب فاصلہ رکھا جائے تاکہ حروف مل جل نہ جائیں آپ نے اس طریقہ پر ایک قاعدہ اور پہلی کتاب بھی شائع کی ہے اور آپ نے اپنے تجربات کی بناء پر اس کا یقین دلایا کہ چالیس

دن کے اندر اس طریقہ سے آسان عبارت ہر ایک طالب علم بخوبی پڑھ سکتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ موجودہ طرز تحریر جو ایک قسم کی مختصر نویسی ہے طلبہ کو بعد میں سکھائی جاسکتی ہے اور اس طرح رفتہ رفتہ عام طرز تحریر کا پڑھنا آسان بنایا جاسکتا ہے۔ موجودہ طرز تعلیم میں چونکہ صرف کی شکل جلد جلد مختلف الفاظ میں بدلی ہوئی نظر آتی ہے اس لئے مبتدی کے لئے بہت سی وقت کا سامنا ہوتا ہے اور وہ بدل ہو کر پڑھنا چھوڑ دیتا ہے،

بعد ازاں جناب وحید الحق صاحب صدیقی پروفیسر ٹریننگ کالج مسلم یونیورسٹی نے تعلیم بالغان پر اپنا مقالہ پڑھا۔ آپ نے اس سیاسی بیداری اور جدوجہد کا تذکرہ فرمایا جو اس وقت ملک میں ہو رہی ہے اور اپنے فرمایا کہ سب تحریکیں محض سطحی اثر پیدا کریں گی جب تک کہ ملک کے کروڑ ہا بندگان خدا تعلیم سے بے بہرہ رہیں گے۔ آپ نے اعداد و شمار دے کر بتایا کہ اس وقت ہندوستان کی مختلف قوموں میں تعلیم یافتہ افراد کا تناسب بہت مختلف ہے جہاں پاریسی اتنے تعلیم یافتہ ہیں کہ ایک ہزار افراد میں تقریباً ۷۰۰ سے زیادہ خواندہ ملیں گے وہاں مسلمانوں میں ایک ہزار افراد میں محض چوبیس خواندہ پائے جاتے ہیں۔ ان اعداد میں مرد و عورت دونوں کا شمار کیا گیا ہے آپ نے فرمایا کہ اسی صورت میں مسلمانوں کے لئے تعلیم کو عام کرنے کیلئے خاص جدوجہد کرنی چاہئے پھر آپ نے ان مشکلات کا تذکرہ فرمایا جو اقتصادی، مذہبی اور لسانی نقطہ نگاہ سے تعلیم کو عام کرنے میں پیش آتی ہیں آپ نے فرمایا کہ مسلمانوں کے لئے سب سے بہتر مشورہ یہ ہے کہ وہ تعلیم کے عام کرنے کی تمام تحریکوں میں خواہ وہ گورنمنٹ کی جانب سے ہوں یا دوسرے سیاسی اداروں کی طرف سے شریک ہونا چاہئے اور اس کے لئے ایک مرکزی ادارہ کے قائم کرنے کی ضرورت ہے جو ان تحریکوں سے باخبر رہے اور ان سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کے لئے مسلمانوں کو ان میں شامل ہونے کا وقتاً فوقتاً مشورہ دیتا رہے آپ نے یہ بھی فرمایا کہ ملک کی مختلف زبانوں اور مختلف طرز تحریر میں اسی کتابیں لکھنے کا بھی بندوبست کیا جائے تاکہ ہر ایک صوبہ کی زبان میں مسلمانوں کا مذہبی اور قومی ادب موجود ہو اور لوگ اس سے فائدہ اٹھا سکیں۔ اردو طرز تحریر کو سادہ اور آسان کرنے کے لئے بھی آپ نے زور دیا اور فرمایا کہ یہ کام بھی اس مرکزی ادارہ کے سپرد کیا جائے، آپ نے فرمایا کہ ہمیں زمانہ کارنگ پہچاننا چاہئے اور اس کے مطابق ایسی تدابیر اختیار کرنی چاہئیں کہ ہم بھی تعلیمی تہذیب و دوستانہ کی دوسری قوموں کے دوش بدوش چل سکیں۔

اس کے بعد شیخ تاج علی صاحب ایم لے بی ٹی نے اپنا مقالہ پڑھا جس میں اس امر پر زور دیا کہ ہمیں اپنی تعلیم میں اسلامی روایات پر زور دینا چاہئے اور مسجد کو تعلیمی مرکز بنا کر تعلیم کو مسلمانوں میں عام کرنا چاہئے۔ آپ نے فرمایا کہ کلام مجید کی تلاوت سے آج بھی مسلمانوں کو قلبی لگاؤ ہے اگر کلام مجید کی تعلیم کی تھساتھ اردو پڑھنا بھی سکھایا جائے تو نہایت ہی آسانی سے تعلیم کو عام کرنے کا کام سرانجام پاسکتا ہے۔

اس کے بعد مندرجہ ذیل تجاویز پیش ہو کر بالتفاسق رائے منظور ہوئیں اور صدر کے شکریہ کے بعد اجلاس گیارہ بجے شب کے برخاست ہوا۔
 ”تجاویز شعبہ خواندگی و تعلیم بالغان“

(۱)

”یہ کانفرنس صوبہ متحدہ کی بورڈوں کی محمدن ایجوکیشنل کمیٹیوں سے اور نیز میڈیا سٹران اسلامیہ اسکولوں سے درخواست کرتی ہے کہ وہ اپنی مکاتیب اسلامیہ کے بچوں کو اس امر پر آمادہ کریں کہ وہ ان مکاتیب کے مدرسین کے ذریعہ سے اپنے مقامات میں تعلیم بالغان کے لئے بشپینڈہ مدارس قائم کرنے کا انتظام کریں اور ان مدرسین کو اس خدمت کے معاوضہ دئے جانے کا انتظام کیا جائے“

محرمک۔ شیخ عطاء اللہ صاحب ایم لے

مومند۔ سید حامد علی صاحب بی لے ایل ٹی ڈپ ایڈ (لندن)

(۲)

”یہ جلسہ علماء کرام اور مدارس عربی کے کارکنوں اور استادوں سے درخواست کرتا ہے کہ وہ اپنی تقریروں میں علاوہ مذہبی نصائح کے عام معلومات اور قومی مفاد کے امور بھی بیان کیا کریں جس سے عام مسلمانوں کی معلومات میں اضافہ ہو اور قومی مقاصد کے لئے افراد میں ہم آہنگی پیدا ہو“

محرمک۔ خواجہ غلام السید بن صاحب بی اے علیگ ایم ایڈ (لیڈز) پرنسپل
 ٹریننگ کالج علی گڑھ،

مومند۔ سید الطاف علی صاحب بی اے علیگ،

(۳)

”یہ کانفرنس میران اخبارات سے اندعا کرتی ہے کہ وہ حتی الامکان اپنے اخبارات کی زبان ایسی رکھیں کہ وہ عوام الناس اور ناخواندہ لوگوں کو پڑھ کر سنائے جائیں تو آسانی سے سمجھ سکیں“

محرمک - سید حامد علی صاحب،

مولد - سید نجل حسین صاحب ایم اے،

(۴)

”یہ شعبہ جامعہ قلیہ دہلی سے درخواست کرتا ہے کہ وہ تعلیم بالغان کے لئے اردو کے موجودہ لٹریچر کی مدد سے یا جدید کتابیں لکھا کر ایسا نصاب مرتب کرے جس کی اشاعت کی سفارش ایسے اصحاب کو کی جاسکے جو تعلیم بالغان کا کام کرنا چاہیں“

محرمک - سید نجل حسین صاحب،

مولد - شیخ عطاء اللہ صاحب ایم اے،

(۵)

”نائب سکولوں کا موجودہ نظام قابل اصلاح ہے۔ یہ جلسہ تجویز کرتا ہے کہ ایسے طریقہ پر ڈھالا جائے کہ بالغان کے لئے یہ مدرسے زیادہ دلچسپ اور مفید تعلیمی ادارے بن جائیں“

محرمک - جناب مولوی ظفر الدین احمد صاحب ڈپٹی انسپکٹر مدارس ضلع فتح آباد،

مولد - جناب سید اسد اللہ صاحب کاظمی ایم اے انسٹنٹ انسپکٹر مدارس میرٹھ،

(۶)

”چونکہ بالعموم تمام صوبہ جات میں اور بالخصوص تمام ہندوستان میں خواندوں کی تعداد بڑھنے کی رفتار بہت کم ہے اور اگر اس رفتار میں ترقی نہ ہوئی تو ہندوستان کے خواندوں کی تعداد سینکڑوں برس میں بھی ترقی یافتہ ممالک کے معیار تک نہ پہنچ سکے گی اس لئے یہ کانفرنس مرکزی اور محلیہ صوبائی حکومتوں سے بہ اصرار درخواست کرتی ہے کہ وہ ایسی تدابیر اختیار کریں جن سے

دس برس کے عرصہ میں پانچ سال سے لیکر گیارہ سال کی عمر کے تمام بچے
 اور بچیاں تعلیم کے لئے مدارس میں بھیجیے گئے جائیں۔
 محرک۔ مولوی سید طفیل احمد صاحب۔ صدر شعبہ تعلیم بالغان و خواندگی،
 مولد۔ جناب پروفیسر وحید الحق صاحب بی اے،

(۷)

”یہ شعبہ آل انڈیا مسلم ایجوکیشن کانفرنس سے درخواست کرتا ہے کہ وہ
 اس شعبہ کو مستقل قرار دے کر اس کے لئے ہر قسم کا لٹریچر فراہم کرے۔ اس شعبہ
 کے سرکاری تین سال کے لئے سید نخل حسین صاحب ہوں اور مندرجہ ذیل حضرات
 اس شعبہ کی کمیٹی کے ممبر ہوں اور اس کمیٹی کا فرض ہو گا کہ جو تجاویز اس جلسہ
 میں پیش ہوں ان پر عمل درآمد کرے اور اپنے کام سے انزیری سرکاری حساب
 کانفرنس کو واقف کرے۔“

کمیٹی میں مندرجہ ذیل حضرات ہوں :-

- (۱) مولوی سید طفیل احمد صاحب، (۲) خواجہ غلام السیدین صاحب،
- (۳) مولوی حسن الدین صاحب خاموش (۴) سید آل علی نقوی صاحب
- انپکٹر مدارس اسلامیہ (۵) پروفیسر وحید الحق صاحب (۶) سید اسد اللہ
- صاحب کاظمی ایم اے (۷) سید الطاف علی صاحب بی اے علیگ (۸)
- مستر حبیب الرحمن صاحب ایم اے (۹) سید نخل حسین صاحب ایم اے سرکاری
- کمیٹی کا کام :-

- (۱) اشاعت تعلیم بالغان اور اس کے جدید اور سہل طریقوں پر غور کرنا۔
- (۲) تعلیم بالغان کا کورس بنوانا،
- (۳) تعلیم بالغان کے لئے مفید لٹریچر فراہم کرنا،
- (۴) تعلیم بالغان کا جو کام ملک میں ہو رہا ہے اس کے متعلق اطلاعات
 فراہم کرنا،

محرک۔ مولوی سید طفیل احمد صاحب صدر شعبہ
 مولد۔ خواجہ غلام السیدین صاحب،

اجلاس شعبہ تعلیم ثانوی

صدر۔ ڈاکٹر ذاکر حسین نصار پرنسپل جامعہ ملیہ

مجموعہ بارہ شعبوں کے جن کے اجلاس ہفتہ جوبلی میں منعقد ہوئے ایک شعبہ ”تعلیم ثانوی“ تھا جس کے سکریٹری مشہور ماہر تعلیم خواجہ غلام السیدین صاحب پرنسپل ٹریننگ کالج (اسلم یونیورسٹی علی گڑھ) تھے خواجہ صاحب مددح نے اس شعبہ کے اجلاس کی جو رپورٹ بھیجی ہے وہ حسب ذیل ہے۔

”شعبہ تعلیم ثانوی کا اجلاس ۲۹ مارچ کو ۸ بجے صبح ”اسٹریٹجی ہال“ میں منعقد ہوا، حاضرین کی تعداد بہت کم تھی جس میں علاوہ یونیورسٹی کے اساتذہ و طلبہ کے بہت سے ممتاز بزرگ حضرات بھی شامل تھے، تلاوت کلام پاک کے بعد جناب عہدہ المجید فرشی صاحب (آنریری جوائنٹ سکریٹری کانفرنس) نے جناب ڈاکٹر ذاکر حسین خاں صاحب پرنسپل جامعہ ملیہ اسلامیہ کی تحریک صدارت پیش کی جناب آل احمد سرور صاحب (اساتذہ شعبہ اردو علی گڑھ اسلم یونیورسٹی) اور جناب لغت کزنیل ضیاء الدین احمد صاحب ڈائرکٹر تعلیمات بھادپور نے اس تحریک کی تائید کی اور صدر منتخب نے کرسی صدارت کو رونق بخشی،

خواجہ غلام السیدین (آنریری سکریٹری) نے ڈاکٹر سر محمد اقبال مدظلہ ڈاکٹر سر بیج بہادر سپرو ڈاکٹر سر شاہ محمد سلیمان، مسٹر جگت سنگھ (ادیٹر رسالہ مہمانے تعلیم لاہور) وغیرہ کے بیانات سنائے۔

اس کے بعد سکریٹری نے ثانوی تعلیم کے موجودہ مسائل کے متعلق اپنی رپورٹ پیش کی جس میں ان امور کی طرف اشارہ کیا گیا تھا جو اس ضمن میں ابھی تک حل طلب ہیں،

اس کے بعد صدر کانفرنس نے اپنا تلخ خطبہ صدارت پڑھا جس کو حاضرین نے بہت ذوق و شوق اور تحسین کے ساتھ سنا، اس خطبہ میں انھوں نے نہایت جرأت و اصابت رائے کے ساتھ مسلمانوں کی گزشتہ تعلیمی پالیسی پر تبصرہ کیا اور ان مسائل پر روشنی ڈالی جن کا تعلق قومی زندگی اور قومی تعلیم سے ہے، عام طور پر حاضرین نے اس خطبہ کو کانفرنس کے جوبلی سیشن کا سب سے قابل قدر کارنامہ قرار دیا، جناب مدد نے حاضرین کو دعوت دی کہ اگر وہ چاہیں تو ان مسائل کے

بارہ اٹھارے کر رہیں جن کا ذکر خطبہ ممدارت میں کیا گیا تھا، مولوی سراج الدین احمد صاحب (بھاو پوری) نے اس بارہ میں ایک مختصر تقریر کی، اس کے بعد مندرجہ ذیل مقالے پڑھے گئے اور ہر مقالہ کے بعد اس کے متعلق بحث ہوئی اور
ہوئے،

- ۱۔ جناب سید محمد ٹوٹکی صاحب ایم اے بی ٹی، ”ہمارے نصاب میں انگریزی زبان کا درجہ“
 - ۲۔ جناب اعجاز الدین صاحب ایم اے ایم ایڈ ”سز کا نظریہ“
 - ۳۔ جناب عبدالغفور صاحب ایم اے بی ٹی ”اسلامی مدارس میں تاریخ کی تدریس“
- مندرجہ ذیل مقالے بھی شعبہ کی کانفرنس میں پڑھے جانے کے لئے موصول ہوئے تھے، لیکن مقالہ نگاروں کے موجود نہ ہونے کی وجہ سے پڑھے نہیں گئے، ان مقالات کو کانفرنس شروع کرنے کی کوشش کرے گی،

- ۱۔ ماسٹر جگت سنگھ صاحب (اڈیٹر سالہ رہنمائے تعلیم لاہور) ”پنجاب میں ثانوی تعلیم“
 - ۲۔ محمد اختر انصاری صاحب بی اے بی ٹی ”ثانوی مدارس میں اردو کی تعلیم“
 - ۳۔ عبدالجبار صاحب بی ایس سی بی ٹی ”ثانوی مدارس میں سائنس کی تعلیم“
 - ۴۔ ڈاکٹر محمد حفیظ سید صاحب پی ایچ ڈی، ڈی لٹ ”تعلیم کا دور جدید“
- اس کے بعد مندرجہ ذیل رزلوشن پیش ہوئے جن میں سے رزلوشن نمبر ۱ اور مندرجہ ۲ منظور ہو گئے اور رزلوشن نمبر ۳ و ۴ اس کمیٹی کے سپرد کئے گئے جو رزلوشن نمبر ۱ پر ترتیب دی گئی تھی، جناب ابوالمعالی محمد ایوب خاں صاحب نے طریقہ امتحانات کی اصلاح کے بارے میں ایک مختصر تقریر کی جس کا خلاصہ رپورٹ میں درج کیا جائے گا، آخر میں خواجہ غلام اسدین صاحب نے جناب صدر کا شکریہ ادا کیا اور صدر کی ایک مختصر تقریر کے بعد جلسہ ۱۲ بجے برخاست ہوا،
- تجاویز منظور شدہ اجلاس شعبہ تعلیم ثانوی،

(۱)

”اس کانفرنس کی رائے میں ہندوستان کی ثانوی تعلیم کا موجودہ نظام ہر لحاظ سے ناقص ہے، لیکن اس کی تنظیم جدید کے لئے جو تجاویز پالی کی گئیں اور دوسرے تعلیمی محکموں نے گزشتہ چند سال میں پیش کی ہیں، انہیں ناقابلِ اہمیت اور سلی ہیں اور اس کی معقول اور موثر تنظیم اس وقت تک نہیں ہو سکتی جب تک

قومی زندگی اور قومی تمدن کے نصب العین کا صحیح تعین نہ کیا جائے، اور تعلیم کو اس نصب العین کے حصول کا ذریعہ نہ بنایا جائے،
 محرک۔ سید محمد حسین صاحب پروفیسر ٹرنینگ کالج،
 مؤید۔ محمد عاقل صاحب،

(۲)

”یہ کانفرنس تجویز کرتی ہے کہ شعبہ تعلیم ثانوی اس کانفرنس کا ایک مستقل شعبہ قرار دیا جائے اور اس کی نگرانی کے لئے ایک کمیٹی اس غرض سے مقرر کی جائے کہ ثانوی تعلیم کے مسائل پر مسلمانوں کے نقطہ نظر سے غور کرے اور اسلامی مدارس کو تعلیمی اور انتظامی امور میں مشورہ دے، اس کمیٹی کا صدر مقام علی گڑھ ہو، اور وہ دو سال میں دو بار وقتاً فوقتاً اپنے جلسے کرے اور بیرونی ممبروں سے خط و کتابت کے ذریعہ مشورہ کرتی رہے،“

اس کمیٹی کے ممبر آئندہ تین سال کے لئے حسب ذیل حضرات ہوں اور انھیں ممبروں کی تعداد میں اضافہ کا اختیار ہو،

۱۔ ڈاکٹر ذاکر حسین خاں صاحب (جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی)

۲۔ ڈاکٹر سید عابد حسین صاحب (جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی)

۳۔ پروفیسر عبد المجید قریشی صاحب ایم اے،

۴۔ سلطان محمد الدین صاحب (ڈپٹی ڈاکٹر تعلیمات میو،

۵۔ سید محمد حسین صاحب پروفیسر ٹرنینگ کالج (سلم یونیورسٹی)

۶۔ سید نور اللہ صاحب (انپیکٹر مدارس ممبئی)

۷۔ حبیب الرحمن صاحب پروفیسر ٹرنینگ کالج (سلم یونیورسٹی علی گڑھ)

۸۔ بشیر احمد صاحب ہاشمی (پروفیسر ٹرنینگ کالج لاہور)

۹۔ خواجہ غلام السیدین صاحب پرنسپل ٹرنینگ کالج (سکرٹری)

۱۰۔ شاہ عالم خاں صاحب (انپیکٹر ورنیکلر مدارس پشاور)

۱۱۔ سید محمد عظیم صاحب (پرنسپل کالج حیدر آباد دکن)

۱۲۔ سید الطاف حسین صاحب (ہیڈ ماسٹر اسلامیہ ہائی اسکول آٹاوا)

محرمک - رشید احمد صاحب صدیقی،
 مؤلف - آل احمد صاحب سرور،

مندرجہ بالا تجویزوں کے علاوہ دو تجویزیں اور پیش ہوئیں جن کے متعلق یہ طے
 پایا کہ مندرجہ بالا کمیٹی کے سپرد کی جائیں یہ تجاویز حسب ذیل ہیں،
 (الف) اس کانفرنس کی رائے میں ثانوی تعلیم کے زمانہ میں عربی زبان کی
 تعلیم، مضمون اسلامیات کا جز ہونی چاہئے، مسلم یونیورسٹی کے مدارس میں اس
 کا اہتمام فی الفور ہو جانا چاہئے۔

محرمک - مولوی سرانح الدین احمد صاحب (بھادلوپور)
 مؤلف - لعنت ٹ کرل ضیاء الدین احمد صاحب،

(ب) یہ جلسہ بچوں کے طبعی رجحانات کا خیال کرتے ہوئے یہ تجویز کرتا
 ہے کہ ابتدائی پانچ درجوں کے بعد یعنی نویں جماعت سے انگریزی زبان اختیار
 ہونی چاہئے۔
 محرمک - سید محمد ٹونگی صاحب،
 مؤلف - سید خواجہ عبدالقادر صاحب،

عام اجلاس کانفرنس

صدر

مولوی حاجی ابوالحسن صاحب ڈاکٹر کمر تعلیمات پرست کشمیر

۲۹- مارچ ۱۹۳۷ء کی سپر کو بوقت ۲ ۱/۲ بجے کانفرنس کا اجلاس عام "اسٹریجی ہال"
 میں شروع ہوا، سب سے پہلے مولانا ابوبکر محمد شیت صاحب ناظم دینیات مسلم یونیورسٹی نے
 قرآن مجید کی تلاوت کی اس کے بعد مولوی سید طفیل احمد صاحب کی تحریک اور سید لطاف علی
 صاحب ہیڈ اسٹنٹ دفتر کانفرنس کی تائید سے مولوی حاجی ابوالحسن صاحب ڈاکٹر

تعلیمات ریاست کشمیر اجلاس کے صدر قرار پائے اس کے بعد حسب ذیل شعبوں کے اجلاس کی رپورٹیں اس کے سکریٹریوں کی طرف سے پیش ہو کر منظور ہوئیں،

۱۔ رپورٹ شعبہ اسلامی علوم و فنون،

۲۔ رپورٹ اردو پریس کانفرنس،

۳۔ رپورٹ اردو کانفرنس،

۴۔ رپورٹ شعبہ تعلیم ثانوی،

۵۔ رپورٹ شعبہ خواندگی و تعلیم بالغان،

۶۔ رپورٹ شعبہ ٹیکنیکل تعلیم،

۷۔ رپورٹ شعبہ مدارس اسلامیہ،

اس کے بعد پروفیسر خلیل مراد صاحب نے اینگلو عربک کالج دہلی کے متعلق حسب ذیل رزلوشن پیش کیا،

”چونکہ اینگلو عربک کالج اور اس کے متعلقہ تین ہائی اسکول ہندوستان کے اہم تعلیمی مرکزوں میں شمار ہوتے ہیں جن میں . . . اہم اہم طلبہ زیر تعلیم ہیں، لیکن ان اداروں کی مالی حالت سخت خراب ہو رہی ہے جس سے ان اداروں کی ترقی، توسیع اور بہبودی میں رکاوٹیں پیش آرہی ہیں، اعتماد والدہ و مائیں اور ٹرسٹ (وقف) کی اہتمام کے وقت گورنمنٹ نے معطی کی خواہش اور ضمن کو پورا کرنے اور اعتماد والدہ و وفندہ کے اداروں کو مسلمانوں کی تعلیم کے لئے چلانے کی تمام تر ذمہ داری اپنے اوپر لی تھی، اور گورنمنٹ صوبہ دہلی میں مسلمانوں کی تعلیم پر اس نسبت سے بہت کم خرچ کر رہی ہے جو ان کی آبادی اور تعلیمی ہستی کے لحاظ سے ضروری ہونا چاہئے،“

لہذا آل انڈیا مسلم ایجوکیشن کانفرنس کا یہ جلسہ صوبہ دہلی کے چیف کمشنر سے درخواست کرتا ہے کہ اعتماد والدہ و وفندہ کے منتظم ہونے کی حیثیت سے ان کو لازم ہے کہ ان تعلیمی اداروں کے لئے نہایت فیاضانہ خاص گرانٹ (مالی امداد) کی سفارش کریں جس سے ان کی مالی مشکلات دور ہو جائیں،

تیزیہ جلسہ دہلی کے دو تہذیبی مسلمانوں اور مالدار اسلامی اوقات
کو توجہ دلاتا ہے کہ ان اداروں کو تباہی سے بچانے کی سعی کریں جنہوں
نے ان کی قوم کی ایسی خدمات انجام دی ہیں۔
مولوی سید طفیل احمد صاحب کی تائید کے بعد یہ رزلوشن بالاتفاق پاس ہوا،
اس کے بعد جناب صدر نے ایک مختصر اختتامی تقریر میں جملہ ممانوں اور کارکنوں کا
شکریہ ادا کیا اور اجلاس بخیر و خوبی ختم ہوا،

جلسہ تقسیم انعامات نمائش

سہ پہر کا اجلاس ختم ہونے کے بعد ۸ بجے شب کو نمائش کے پندرہ سال میں متصل بشکر
جغرافیہ بلڈنگ ایک شاندار جلسہ تعلیمی نمائش کے انعامات تقسیم کرنے کی غرض سے برصدا
خاکسار آنریری سکریٹری منعقد ہوا،

اس جلسہ میں آنریری سکریٹری نے ان تمام اصحاب کا تفصیلی شکریہ ادا کیا جنہوں نے
اپنی مہربانی سے کانفرنس کی پچاھ سالہ جوبلی اور نمائش کے سلسلہ میں کوئی خدمت انجام دی ہو،
سکریٹری سب سے پہلے صدر اجلاس جوبلی نواب سی عبدالحکیم صاحب اور صدر جماعت استقبالیہ
نواب بہادر ڈاکٹر احسان سر محمد مرغل امجد خاں صاحب گہادر بالقابہ اور وائس چانسلر صاحب
پرو وائس چانسلر صاحب، اسٹیوارڈ صاحب اور سلم یونیورسٹی کے اسٹاف کا شکریہ ادا جنہوں
نے جوبلی کے منتقل خاص لچسپی ظاہر کر کے مختلف خدمات انجام دیں، اسی سلسلہ میں سکریٹری نے
ان طلبہ کا شکریہ بھی ادا کیا جنہوں نے جوبلی اور نمائش کے سلسلہ میں محنت و استعداد کا کام کیا
بعد ازاں جملہ شعبوں کے صدر اور سکریٹریوں کا شکریہ ادا کیا جن کی توجہ اور کوشش

سے شعبوں کے اجلاس کامیاب ہوئے، پھر اسی سلسلہ میں سکریٹری نے فٹنٹ کریں ضیاء الدین صاحب
صاحب ڈاکٹر تعلیمات ریاست بھاولپور، پروفیسر ڈاکٹر عبدالستار صاحب صدیقی (الہ آباد
یونیورسٹی) اور مولوی حاجی ابوالحسن صاحب ڈاکٹر تعلیمات ریاست کشمیر کا شکریہ ادا کیا کیونکہ
ان سب معزز دلائق اصحاب نے نواب سی عبدالحکیم صاحب کے تشریف لے جانے کے بعد
یکے بعد دیگرے کانفرنس کے اجلاس عام کی صدارت فرمائی، نیز ان تمام اصحاب کا شکریہ ادا

کیا جنھوں نے مختلف شعبوں کے اجلاس میں پُر مغز علمی مقالات پڑھ کر کانفرنس کے شعبوں کو مفید و کامیاب بنایا،

بعد ازاں ان تمام اصحاب کا شکریہ ادا کیا جنھوں نے سامان کی فراہمی، کمپ کی ترتیب و آرٹس، صفائی، نگرانی، روشنی، اور مہانداری کے سلسلہ میں مختلف کارآمد خدمات انجام دیں، اس کے بعد سکرٹری نے سید حسن صاحب تحفیلدار کا خاص طور پر شکریہ ادا کیا جن کی غیر معمولی توجہ اور دلچسپی سے سامان کی فراہمی اور کمپ کی ترتیب میں غیر معمولی امداد حاصل ہوئی، اس کے بعد شروانی خاندان کے اُن رؤساء کا شکریہ ادا کیا جنھوں نے مہانداری کے متعلق مالی امداد دی اور اپنی دلچسپی ظاہر کی،

بعد ازاں یونیورسٹی سٹیٹ اسکول کے اسکاؤٹ اور ماسٹر شبیر احمد صاحب کا شکریہ ادا کیا جنھوں نے مسلسل کئی روز تک کمپ کا نظام قائم رکھنے اور مہمانوں کی آسائش کے سلسلہ میں بڑی محنت و مستعدی سے کام کیا،

پروفیسر عبد المجید صاحب قریشی آنریری جوائنٹ سکرٹری کانفرنس اور مولوی سید طفیل احمد صاحب علیگ کا خصوصیت کے ساتھ شکریہ ادا کیا گیا کیونکہ جو ملی کی تحریک اُن کے بڑھانے میں بڑا حصہ اور اصلی کارنامہ ان دونوں صاحبوں کا ہے میرا اس میں بہت کم حصہ ہے اس کے بعد ان ملکی اخبارات کا بہت بہت شکریہ ادا کیا کہ جنھوں نے نہایت مہربانی اور فراخ دلی سے جو ملی کے سلسلہ میں ہر قسم کے اعلانات، مختلف شائع کئے اور اس کی تائید میں مضامین لکھے، اور اس تحریک کو تمام ملک میں پھیلا یا جس سے کانفرنس کو بہت فائدہ پہنچا،

آخر میں سید الطاف علی صاحب ہیڈ اسسٹنٹ دفتر کانفرنس، اور محمد اکرام اللہ خاں ندوی لٹریچر اسسٹنٹ و ایڈیٹر کانفرنس گزٹ اور عہدہ کانفرنس کا شکریہ ادا کیا، جو تقریباً سال بھر تک جو ملی کے سلسلہ میں محنت شاقہ فرمایا ہے، اسی سلسلہ میں شیخ کریم الدین صاحب تحفیلدار کا شکریہ ادا کیا جنھوں نے بحالت علالت کانفرنس کی جو ملی کے سلسلہ میں دو مرتبہ مدراس کا سفر کیا

شکریہ کے بعد خاکسار آنریری سکرٹری نے نائٹس کے سلسلہ میں مختلف نمٹے اور دوسرے انعامات تقسیم کئے، ہر انعام کی تقسیم خصوصاً جامعہ ملیہ کچھوڑ کچھوڑ بچوں اور بچیوں کے انعام پانے پر حاضرین کو عجیبی کا اظہار کرتے، انعام پانوں کو مبارکباد دیتے تھے، ان کا انعامات میں خاص حصہ تھا، وہاں سے بہت کثیر سامان آیا تھا،

نمائش کے سلسلہ میں جو سامان اور زنانہ دستکاریوں کے جو قابل قدر نمونے ہندوستان کے مختلف صوبوں سے آئے تھے ابھی اُن کی مفصل رپورٹ اور انعام پانے والوں کی فہرست سکریٹری صاحب شعبہ نمائش نے حمایت نہیں کی ہے،

لیکن جن ہزاروں اصحاب نے نمائش کے سب سامان اور زنانہ دستکاریوں کے مختلف نمونوں اور دوسرے مصنوعات کا ملاحظہ کیا ہے، انھیں بخوبی اندازہ ہے کہ تھوڑی سی مدت میں کس قدر کثیر اور بیش قیمت سامان جس میں بہت سی چیزیں جاذب توجہ تھیں نمائش کے موقع پر خاص محنت و کوشش سے فراہم کیا گیا تھا،

طبیعی کان (سلم یونیورسٹی علی گڑھ) نے بھی نمائش سے خاص دل چسپی کا اظہار کیا تھا، چنانچہ اپنا تمام بیش قیمت سامان جو ابھی تک منظر عام پر نہیں آیا تھا، نمائش میں رکھنے کے لئے بھیجا دیا تھا، نیز خاکسار آزادی سکریٹری کالفرنس نے اپنے کتب خانے کی بہت سی نایاب اور نادر اربو جو کتابیں کافی تعداد میں حبیب گنج سے نمائش کے لئے بھیجیں غرض مجموعی حیثیت سے یہ نمائش اس قدر گونا گوں سامان پر مشتمل تھی کہ ہر شخص کے ذوق کا سامان اُس میں موجود تھا،

نمائش کے باہر کتابوں کی متعدد دکانیں بھی قائم کی گئی تھیں جو باہر سے آئی تھیں، ان دکانوں میں اردو کی جدید مطبوعات کا بہت بڑا ذخیرہ تھا، سلم یونیورسٹی کے طلباء اور دوسرے اصحاب کا یہاں ہجوم رہتا تھا،

۱۹۲۵ء کے بعد یہ پہلا موقع تھا کہ ہندوستان کے مختلف صوبوں کے سربراہ اور تعلیم یافتہ اصحاب کا اس قدر مجمع علی گڑھ میں ہوا،

کانفرنس گزٹ علی گڑھ

آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کا تعلیمی اصلاحی اجلاس

زیر نگرانی

نواب صدر یار جنگ بہادر آنریری سکرٹری کانفرنس

مبینیں چار بار شائع ہوتا ہے اور اس میں علی گڑھ کی تعلیمی تحریک کی تعلیمی و تربیتی موجودہ نظام تعلیم اور اصلاح تمدن و معاشرت پر بحث کی جاتی ہے۔ ہندوستان کے اسلامی پیرس نے نہایت عمدہ و حوصلہ افزا الفاظ میں اس پر ریویو کیا ہے اور اس کے اخلاقی و اصلاحی بلند پایہ مضامین کی خاص طور پر طرح و تناسل کی ہے۔ طلبہ، اساتذہ، والدین اور عام ناظرین غرض سب کے لئے اس کا مطالعہ مفید اور ضروری ہے۔ اخبار بہت عمدگی و نفاست سے اچھے کاغذ پر چھپتا ہے اور متعدد تعلیم یافتہ و لائق صحاب اس میں بلند پایہ مضامین لکھتے ہیں اور جدید تالیفات پر خاص اہتمام سے ریویو کر کے ارباب تالیف کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے۔ نمونہ ایک کارڈ لکھنے پر مفت کتابی قیمت سالانہ سے اڈیاٹر: محمد اکرام اللہ خاں ندوی

کانفرنس گزٹ کے متعلق پرنسپل مسلم ایجوکیشنل کانفرنس صوبہ اتر پردیش

(جو کانفرنس مذکور کے اجلاس دہم منعقدہ ۲۰-۲۱ اکتوبر ۱۹۳۳ء میں پاس ہوا)

”یہ کانفرنس اس امر کو نظر بخشان دیتی ہے کہ آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس نے تعلیمی و اصلاحی اغراض پر اپنے مقاصد کی تبلیغ و اشاعت کیلئے اپنا اخبار کانفرنس گزٹ جاری کیا ہے جو اپنے مفید و پرمغز تعلیمی و اصلاحی مضامین کی بناء پر اہل علم کی تلاش حال کو چکاہک کر رہی ہے۔ میں نے اس کی ضرورت تسلیم کی ہے۔ کانفرنس اس اخبار کی فروخت تسلیم کرتے ہوئے پہلے اس کی مالی و اخلاقی اعانت پر توجہ کرتی ہے۔ نیز نواب بہادر محمد فضل اللہ خاں باقاعہ کا شکر یہ ادا کرتی ہے جو کہ صحت نے سندرواں میں پانسور و میر عطا فرما کر اس کی بنیاد کو مستحکم فرمایا۔“

ملنے کا پتہ: صدر دفتر کانفرنس سلطان جہاں منزل علی گڑھ

مستقل عطیات امراء و سرداروں کے روایان ملک

رقم سالانہ	سالہ گزانی	رقم سالانہ
۱	گورنمنٹ نظام حیدر آباد وکن	۱۲۰۰
۲	دربار بھوپال	۱۲۰۰
۳	دربار بھاول پور	۱۲۰۰
۴	دربار جاوہر	۱۲۰۰
۵	میزان	۱۲۰۰



فہرست لائف ممبران آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس علی گڑھ

جو صاحب ایک سو پچیس روپیہ یکمشت مرحمت فرماتے ہیں وہ تاحیات کانفرنس کے ممبر رہتے ہیں لیکن پھر سالانہ چندہ لے کر حقوق ممبری حاصل کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

- (۱) منشی محمد ابراہیم خاں صاحب اور شیر گوداہ ضلع بہنگ
- (۲) نواب عواد جنگ بہاؤ منسل مدرسہ عالیہ حیدر آباد دکن
- (۳) منشی محمد عزیز الدین صاحب ٹھیکیدار و رئیس سوجان پور ضلع گوردھپور
- (۴) مولوی حافظ ثابت علی صاحب وکیل درجہ اول سنگار پٹی ضلع میدک حیدر آباد دکن
- (۵) مسٹر ناراین رائو صاحب " " " " " "
- (۶) سید عبد اللہ شاہ صاحب بی اے فارن منسٹریاست مالیر کوٹلہ
- (۷) سیٹھ عبد الرحمن صاحب سوداگر چیمپار ریاست جودھ پور
- (۸) کپٹن نواب سر حافظ احمد سعید خاں صاحب ایم بی ای کے سی آئی ای سابق گورنمنٹ پمپنڈہ رئیس چھتاری ضلع بلند شہر
- (۹) نواب صدر یار جنگ بہادر مولوی حاجی محمد حبیب الرحمن خاں صاحب شردانی رئیس حبیب گنج ضلع علی گڑھ
- (۱۰) محمد عابد خاں صاحب شردانی رئیس بھیکم پور ضلع علی گڑھ
- (۱۱) خان بہادر کنور محمد عبد الباقی خاں صاحب رئیس دھرم پور ضلع بلند شہر
- (۱۲) نواب حیدر نواز جنگ محمد اکبر نذر علی صاحب حیدری بی اے فائنل سنسٹر حقون نظام حیدر آباد دکن
- (۱۳) حسن لطیف صاحب ڈویژنل انجینئر حیدر آباد دکن
- (۱۴) نواب کرامت جنگ مولوی محمد کرامت اللہ صاحب ناظم تعلیمات حیدر آباد دکن
- (۱۵) خان افضل محمد خاں صاحب ناظم تعلیمات ریاست حیدر آباد دکن
- (۱۶) راجہ داس دیو صاحب نواسہ راجہ بسکھ رام صاحب بہادر آنجنائی حیدر آباد دکن
- (۱۷) مسٹر سروجنی ناتھ صاحب حیدر آباد دکن
- (۱۸) نواب فرید نواز جنگ بہاؤ ضلع نواب قبال الدولہ بہادر مرحوم حیدر آباد دکن
- (۱۹) نواب لطافت جنگ بہاؤ زمین المہام انواع سرکار عالی حیدر آباد دکن

- (۲۰) مولوی محمد غلام اکبر خاں صاحب حج ٹائیکورٹ حیدر آباد دکن،
 (۲۱) نواب رسول یار جنگ بہادر انپکٹر پائیگاہ سر آسمان جاہی و فورسید جاہی حیدر آباد دکن،
 (۲۲) نواب نظامت جنگ بہادر حیدر آباد دکن،
 (۲۳) نواب زادہ میر حفیظ الدین خاں صاحب رئیس نواب محل سورت،
 (۲۴) نواب فخر یار جنگ مولوی محمد فخر الدین احمد صاحب بی اے ہند فنانس حیدر آباد دکن،
 (۲۵) احمد نذر محمد فتح علی سنج احمد صاحب بمبئی،
 (۲۶) نواب میر مسعود عالم خاں صاحب (آف بیل) رئیس نواب محل سورت،
 (۲۷) مسٹر دؤہری صاحب کنٹرکٹر حیدر آباد دکن،
 (۲۸) نواب مرزا یار جنگ مرزا سید الدیگ صاحب چیف جسٹس حیدر آباد دکن،
 (۲۹) سید نور الباقی صاحب جاگیر دار حیدر آباد دکن،
 (۳۰) مولوی محمد عبدالحق صاحب بی اے آنرری سکریٹری انجمن ترقی اردو پروفیسر حامد عثمانید حیدر آباد دکن،
 (۳۱) سیٹھ عاتق بھائی غلام حسین صاحب بنگلہ پورہ سورت،
 (۳۲) سیٹھ عبدالحق عبد الکریم صاحب ایشین روڈ مقابل دفتر مالگڈاری حیدر آباد دکن،
 (۳۳) آنرریل صاحب بھائی عبد الکریم صاحب بڑودہ والا بمبئی،
 (۳۴) منشی محمد عبد الحکیم صاحب وائس پریسیڈنٹ ایکویشن ایسوسی ایشن مدراس،
 (۳۵) سر عبد الرحیم صاحب کے سی ایس آئی لندن اسٹریٹ کلکتہ،
 (۳۶) محمد حسن صاحب صدیقی کمرپہ،
 (۳۷) ولی اللہ پاشا صاحب نمبر ۱۳ مدراس،
 (۳۸) سیٹھ محمد موسیٰ صاحب نمبر ۳۲ گڈنگ گلی مدراس،
 (۳۹) خان بہادر مولوی محمد خلیل الرحمن خاں صاحب ایس بی کم پور ضلع علی گڑھ،
 (۴۰) مولوی محمد جان خاں صاحب ایس ڈاؤں ضلع علی گڑھ،
 (۴۱) خان بہادر حافظ محمد سلیم صاحب ایس ڈاؤں بری مجسٹریٹ کانپور،
 (۴۲) مسٹر سلیمان بی طیب جی صاحب ایس بمبئی،
 (۴۳) آنرریل جسٹس سر پرودا چرن برہی صاحب سابق جج ٹائیکورٹ الہ آباد،
 (۴۴) مسٹر بکرمالک کارخانہ بکرا اینڈ کو منضوری ضلع منی تال،

(۷۴) سی آر او کڈن سی ایس آئی، ادبی ای آئی سی ایس سابق ممبر بورڈ آف ریونیو یو پی گورنمنٹ انگلستان

(۴۸) بابو عطاء محمد صاحب بی سائیل ایل بی بی نہیں گوجرانوالہ پبلک ریسرچ سوسائٹی،

(۳۶) چٹھے بار دن آدم اپنے کونکرے پاس پہنچا،

(۵۰) خان بہادر سیٹھ محمد علی اسے قادر کا ننگا نگہ بوی پوسٹ نمبر ۳۴۵ بی

(۵۱) آنزبیل سر فاضل بھائی کریم بھائی صاحب ریس اسٹینڈرڈ روڈ بمبئی،

(۵۲) افس و بخش میان صاحب نامہ ہر دھارا دی ہستی،

(۵۳) بیٹہ محمد علی اللہ بخش صاحب سوداگر بمبئی

(۵۴) شیخ محمد ابراہیم صاحب ولد حاجی قادیان بخش صاحب تاجرم حرم حینا یاڑہ نمبر ۳ کلکتہ،

(۵۵) ممتاز الدولہ نواب محمد کرم علی خاں صاحب بیس پاسو ضلع بلتستان

(۵۶) کنوز المصنفی راج سکہ صاحب میں بھانا ضلع علی گڑھ،

(۵۷) مسمی محمد عبید المجید خاں صاحب چنڈی پرو صلع بلند تہر،

(۵۸) سرور بالا صاحب سیتوے جاگیر دار گوالیار،

(۵۹) پندت اقبال نراین صاحب ہسر ہجانی مرار ریاست کو الیار

(۶۰) مَسْرُوفٌ رِيَاءٌ لَدُنَّ سَابِقٍ بِمَنْدَرُكٍ پُوسِ سَلَى لَوَطِ

(۶۱) سردار خیمہ کو از حال صاحب ریس کو تہ سردار حال میں سجدہ متبع الہی

(۹۲) - بهر خبری را در اجنبی را و صاحب را بآوار و شیر عاشق و ناراجه بیدید سحر ریاست کوایار
 سحر ریاست کوایار بهر خبری را در اجنبی را و صاحب را بآوار و شیر عاشق و ناراجه بیدید سحر ریاست کوایار

(۹) بود و در آن روز که صاحب ریش سیاه پور را بیدار کرد
از خواب برخاسته و از او پرسید: «آیا ضلعه بدتر شد؟»

(۶۵) سید خورشید علی صاحب

بسم الله الرحمن الرحيم

(۶۷) سید مرتضیٰ علی صاحب ریس نکلا و مٹی صنم بندہ شہر

(۶۸) سید عبدالعزیز صاحب رُوس اور ننگ آباد ضلع ملتان شہر،

(۶۶) سب سے طیب بھائی عسے بھائی خٹانہ والا ماری گلی بسی،

- (۷۰) سیٹھ اسماعیل احمد حاجی موسیٰ صاحب بدری بلنگ مہی،
 (۷۱) علی محمد علی بخش موسوی صاحب ڈپٹی مینسٹر کمشنر مہی،
 (۷۲) سیٹھ اعظم احمد اسماعیل صاحب آنریری پرنسپل ڈسٹرکٹ مدرسہ محمدیہ ٹیری دالامائی اسکول رائیڈہ صورت،
 (۷۳) مسٹر محمد علی جناح بارٹر ایٹ لایمٹیکورٹ مہی،
 (۷۴) مسٹر جے کے زمینان اسکاٹ بارٹر ایٹ لایمٹیکورٹ مہی کراس روڈ جھکاؤں مہی،
 (۷۵) حسین بھائی جیون جی بولس والا قاضی سید اسٹریٹ مہی،
 (۷۶) سیٹھ حاجی فتح محمد خنی صاحب باغی واسے چکلا اسٹریٹ مہی،
 (۷۷) لالہ پیارے لال صاحب سوت واسے محمد کنوری گج علی گڑھ،
 (۷۸) منشی قاضی نظام الدین صاحب جنرل کنٹرولر مہی،
 (۷۹) مرزا وقار علی بیگ صاحب تعلقہ دار بڑا گھاؤں ضلع سیتا پور،
 (۸۰) ایچ ڈی ایم وید صاحب مرچنٹ کمیشن ایجنٹ مارشیس،
 (۸۱) شام راؤ نرین راؤ صاحب بیٹن کھ مہٹہ مالگڑا کلاہیں پرگنہ شجاع پور ضلع شاہ پور ریاست گوالیار،
 (۸۲) نواب سید حامد خاں صاحب سلطنت منزل حادر وڈ ٹکھنؤ،
 (۸۳) راجہ سید اکبر علی خاں صاحب رئیس پتھر اول ضلع ملہ شہر،
 (۸۴) نواب زادہ خواجہ محمد فضل خاں صاحب ڈھاکہ،
 (۸۵) کنور محمد کرامت علی خاں صاحب رئیس و آنریری مجسٹریٹ سدا آباد ضلع تھرا،
 (۸۶) خان بہادر قریشی محمد حیات صاحب ای لے سی آنریری مجسٹریٹ سرگودھا ضلع شاہ پور پنجاب،
 (۸۷) سیٹھ لقمان بھائی صاحب رئیس اعظم راجین ریاست گوالیار،
 (۸۸) راجہ سید محمد مدی صاحب تعلقہ دار پیر پور ضلع فیض آباد،
 (۸۹) راجہ محمد ممتاز علی خاں صاحب تعلقہ دار انزولہ ضلع گوندہ،
 (۹۰) شیخ محمد امین صاحب کنٹرولر کافی شاپ چھاؤنی فیض آباد،
 (۹۱) نواب زادہ لیاقت علی خاں صاحب رئیس مظفر نگر،
 (۹۲) سید حسن علی خاں صاحب رئیس و آنریری مجسٹریٹ جالندھر ضلع مظفر نگر،
 (۹۳) راجہ محمد حسین علی خاں صاحب تعلقہ دار دیو کاؤں ضلع فیض آباد،
 (۹۴) حافظ عبد القدوم صاحب سو اگر پیرول فیض آباد،

- (۹۵) نواب زادہ ملک امیر محمد خاں صاحب رئیس اعظم کالا باغ ضلع میانوالی
- (۹۶) آرتھیل نواب بہادر ڈاکٹر سر حاجی محمد منزل خاں صاحب بہادر کے سی آئی ری 'اولی ای' رئیس
بھیکم پور ضلع علی گڑھ
- (۹۷) چودھری محمد عبداللہ صاحب رئیس و آنریری مجسٹریٹ قلعہ دیدار سنگہ ضلع گوجرانوالہ
- (۹۸) نواب محمد شاہ نواز خاں صاحب رئیس جلال آباد ضلع فیروز پور
- (۹۹) قاضی محمد حسین صاحب پروڈکٹس چانسلر جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن
- (۱۰۰) مولوی شیر محمد خاں صاحب مددگار ناظم تعلیمات حیدرآباد دکن
- (۱۰۱) نواب ممدی جنگ بہادر حیدرآباد دکن
- (۱۰۲) خان بہادر احمد علاء الدین صاحب اولی ای سکندر آباد دکن
- (۱۰۳) نواب ممدی یار جنگ بہادر صدر المہام سیاسیات حیدرآباد دکن
- (۱۰۴) مولوی سجاد مرزا صاحب پرنسپل ٹریننگ کالج حیدرآباد دکن
- (۱۰۵) سید شاہ نواز صاحب ٹھیکیدار ڈیرہ سیدان تنفس مندرہ ریلوے اسٹیشن تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی
- (۱۰۶) نواب دوست محمد خاں صاحب معرفت عبدالستد پاشا ایڈووکیٹ حیدرآباد
- (۱۰۷) خان بہادر شیخ محمد جان صاحب ہوزری مرچنٹ - ۸ کولمبو ٹولہ اسٹریٹ کلکتہ
- (۱۰۸) جیون بخش فیروز الدین صاحب " " " "
- (۱۰۹) نواب محی الدین یار جنگ بہادر ٹیپو منزل حیدرآباد
- (۱۱۰) ہزیمت بخش نواب غلام نبین الدین صاحب بہادر بالقابہ مانا وادر
- (۱۱۱) نواب سعادت علی خاں صاحب رئیس موجی گنگ لاہور
- (۱۱۲) خان بہادر محمد موس خاں صاحب رئیس و ناوولی ضلع علی گڑھ
- (۱۱۳) نواب زادہ محمد صداقت علی خاں صاحب بہادر رئیس مظفرنگر
- (۱۱۴) ہزیمت بخش نواب کمال خاں جی جیون خاں جی ریاست بچانہ کاٹھیاوار
- (۱۱۵) نواب خسرو جنگ بہادر میجر جنرل منسٹر - سرینگر
- (۱۱۶) مسٹر ایم حکیم جی صاحب جج وائی راولپنڈی
- (۱۱۷) خان بہادر شیخ محمد تحصیل صاحب رئیس آنریری مجسٹریٹ درجہ اول - راولپنڈی
- (۱۱۸) امین الملک سر مرزا محمد تحصیل صاحب کے 'جی ڈی سی' آئی ای، دیوان ریاست میسور - بنگلور

ردیف	میزان	تفصیل صوبہ	ممبران خصوصی	ممبران عمری	وزیران	متفرق ہندوستان	میزان
پانچ	رستم پانچ	رستم پانچ	رستم پانچ	رستم پانچ	رستم پانچ	رستم پانچ	پانچ
۱	۶۹	۶۱۲	۸۹۰	۳۱۶	۲	۹	۳۰
۲	۱۷	۱۷۰	۱۷۵	۲	۱	۱۹	۳۵
۳	۱	۱۰	۲۵	۰	۰	۰	۳۵
۴	۱۲	۱۲۰	۱۳۵	۶	۰	۰	۲۶۱
۵	۲	۲۰	۳۰	۲	۰	۰	۵۲
۶	۳	۳۵	۸۵	۰	۰	۰	۱۳۰
۷	۱	۱۰	۲۰	۰	۰	۰	۳۰
۸	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۵
۹	۰	۰	۳۰	۰	۰	۰	۳۰
۱۰	۲۹	۲۷۰	۲۳۵	۰	۰	۰	۶۱۰
۱۱	۶	۱۹۸۶	۹۵	۰	۰	۰	۹۷۱
۱۲	۱۶	۱۶۵	۸۰	۳	۰	۰	۲۵۸
۱۳	۲۰	۲۳۰	۱۰۸	۲	۰	۰	۴۴۰
۱۴	۱۱	۱۰۱	۱۳۰	۰	۰	۰	۲۳۱
۱۵	۰	۰	۱۵	۰	۰	۰	۱۵

گوشواره صوبہ متحدہ آگرہ و اودھ

نمبر	تفصیل اضلاع	مہرن خصوصی مہرن عمومی درپٹان متفرق خدمت کا میزان					
		میزان	رستم	رستم	رستم	رستم	میزان
۱	آگرہ	۱	۲۲	۱۱	۵۵	۰	۱۲
۲	متھرا	۲	۲۰	۱	۵	۳	۸
۳	ایٹ	۳	۳		۱۵		۳
۴	علی گڑھ	۳	۳۱۰	۲۱	۱۰۵	۲۸	۲۴
۵	الہ آباد		۴		۳۰		۶
۶	کانپور	۳	۳۰	۲۲	۱۱۰	۲	۲۴
۷	فوج آباد	۱	۱۰	۷	۳۵	۲	۹
۸	بنارس		۱		۵		۱
۹	جونپور	۱	۱۰				۱
۱۰	غازی پور	۱	۱۰	۱۱	۵۵	۲۵	۲۹
۱۱	باندہ	۱۰	۱۰۰	۱۵	۷۵	۶	۲۸
۱۲	بمبیر پور		۱		۵		۱
۱۳	اعظم گڑھ		۱		۵		۱
۱۴	بریلی	۲	۲۰	۸	۴۰	۱۳	۱۷
۱۵	مراوا آباد	۲	۲۵	۱۹	۹۵	۱۷	۳۰
۱۶	بجنور		۷		۳۵	۱۹	۱۸
۱۷	پہلی صبت		۲		۱۰	۱۵	۱۰
۱۸	برالیوں		۲		۱۰	۱	۳
۱۹	بمبیر ٹھ	۵	۵۵	۸	۴۰	۹	۱۸
۲۰	بلند شہر	۲	۲۰	۶	۳۰	۱۳	۱۵

ردیف	تفصیل اشعار		مجموع خصوصی		مجموع عمومی	وزیران		متفقین و دیگران		میزان	
	ردیف	مجموع	ردیف	مجموع	ردیف	مجموع	ردیف	مجموع	ردیف	مجموع	مجموع
۱	۲۱	سهار نور	۵	۴۵۰	۳۰	۳۰	۲۴	۲۵	۱۰۶	۲۵	۱۰۶
۲	۲۲	مظفر نگر	۲	۱۱۲۰	۵۵	۴۵۵	۱۳	۱	۸۹۰	۳۱	۸۹۰
۳	۲۳	دیر دوی	۲	۱۰	۱۰	۱۰	۲	۲	۱۰	۲	۱۰
۴	۲۴	اودو	۱	۴۱۰	۳۵	۳۵	۸	۸	۳۵	۸	۳۵
مجموع کل											۱۴۵

نمبر شمار	نام چندہ دہندگان	رقم
	اگرہ ممبران خصوصی	
۱	مولوی کلب حسین صاحب (علیگ) پنجوسدا آباد اسٹیٹ سدا آباد دوس سول لائن	۷۷
	ممبران عمومی	
۱	مسٹر ایم یو نوشی صاحب ہمد م لیدر اسٹور	۷۷
۲	عالمیاد سیٹھ چنگ بھائی صاحب کوہ نور فٹ دیر	۷۷
۳	سید حسن الفیور صاحب بی لے ڈپٹی انسپکٹر مدارس اسلامیہ ہینگ منڈی	۷۷
۴	ڈاکٹر وزیر خاں صاحب ڈسٹریکٹ پرنسپل پورہ	۷۷
۵	مسٹر محمد الیاس صاحب لیدر مرچنٹ ٹنڈل	۷۷
۶	سیٹھ احمد بھائی صاحب پروپر انٹر ایڈن فٹ دیر	۷۷
۷	مسٹر کریم الدین صاحب (علیگ) جرنی گروم لیدر ایجنسی	۷۷
۸	مولوی ممدی حسن صاحب ایم لے ایل ٹی ہیڈ ماسٹر شعبہ محمدیہ ہائی اسکول	۷۷
۹	سیٹھ صدیق بھائی صاحب مالک الگرنٹہ فٹ دیر آبکاری روڈ	۷۷
۱۰	پیرزادہ شیخ محمد غفر الدین احمد صاحب سب رجسٹرار فیمور سیکری	۷۷
۱۱	خانصاحب ڈاکٹر محمد اسماعیل خاں صاحب پشتر سول سرجن باغ مظفر خاں	۷۷
	میزان	۷۷
	متھرا ممبران خصوصی	
۱	خان بادر سید محمد امین صاحب ریٹائرڈ ڈسٹرکٹ جج مہابن	۷۷
۲	مولوی سید عزت علی صاحب بی لے نائب تحصیلدار سدا آباد	۷۷
	میزان	۷۷

نمبر	نام چنده دهنندگان	رقم
	ممبران عمومی	
۱	چودھری پریم دت صاحب تحصیلدار سعد آباد	۵۰
	وزیران	
۱	منشی عبد المجید خاں صاحب سعد آباد ضلع مظفر	۵
۲	منشی محمد علی خاں صاحب " "	۵
۳	منشی خلیل بیگ صاحب " "	۵
	میزان	۷
	منتظر چنده	
۱	سید آل حسن منشی صاحب مہا بن ضلع مظفر	۸
	اسیٹ	
	ممبران عمومی	
۱	مولوی محمد اویس صاحب منیجر تنظیم فاطمہ نسواں اسکول مارہرہ	۵۰
۲	چودھری محمد داؤد صاحب رئیس مارہرہ	۵۰
۳	چودھری محمد صالح صاحب رئیس منیجر مارین اسلامیہ اسکول مارہرہ	۵۰
	میزان	۱۵۰
	علی گڑھ	
	ممبران سسشن کمیٹی	
۱	مولوی حاجی محمد مصطفیٰ خاں صاحب شروانی	۵۰
۲	پروفیسر حبیب الرحمن صاحب ٹریننگ کالج مسلم یونیورسٹی	۵۰
۳	خواجہ غلام اسدین صاحب پرنسپل " "	۵۰

نمبر	نام پند و ہند گان	رقم
۴	خان بہادر مولوی حاجی محمد عبید الرحمن خاں صاحب شیروانی رئیس جیب گنج	۵۰
۵	خان بہادر مولوی محمد حبیب اللہ خاں صاحب بی اے ریٹائرڈ ڈپٹی کلکٹر ولایت منزل	۵۱
۶	خان صاحب میر ولایت حسین صاحب بی اے جیب منزل	۵۲
۷	محمد خاں صاحب رئیس بھیکم پور	۵۳
۸	مولوی محمود حسن خاں صاحب بی اے ایل ایل لی ایڈوکیٹ	۵۴
۹	شیخ محمد عطاء اللہ صاحب پروفیسر مسلم یونیورسٹی	۵۵
۱۰	حکیم محمد شاہ خاں صاحب شکار پوری بالائے قلعہ	۵۶
۱۱	کنور دوی محمد عبدالسلام صاحب رئیس دبرم پور ٹاؤن	۵۷
۱۲	شاہ اودے رام صاحب زمیندار بازی پور	۵۸
۱۳	پتہ تہ بلونت سنگ صاحب رئیس موضع ڈیہا	۵۹
۱۴	نثار لال گجندر سنگ صاحب زمیندار موضع دھورائی	۶۰
۱۵	یو دھری لادی علی خاں صاحب رئیس جیرمن سکندرہ راڈ	۶۱
۱۶	شیخ محمد سراج الحق صاحب مینسپل کمشنر	۶۲
۱۷	شیخ محمد ابراہیم صاحب	۶۳
۱۸	رانا ملہ سنگ صاحب رئیس سداولی	۶۴
۱۹	سید علی اوسط صاحب رئیس جلالی	۶۵
۲۰	سید محسن حسین صاحب ایم اے پروفیسر ٹریننگ کالج مسلم یونیورسٹی	۶۶
۲۱	نبیاں نصیر الدین صاحب علوی سب گنج	۶۷
۲۲	حکیم محمد عبداللطیف صاحب ڈاکٹر پرنسپل طبیہ کالج مسلم یونیورسٹی	۶۸
۲۳	مولوی رشید احمد صاحب صدیقی چیرمین اردو ڈپارٹمنٹ مسلم یونیورسٹی	۶۹
۲۴	مولوی سید فیصل احمد صاحب ولایت منزل	۷۰
۲۵	مولوی مسعود الرحمن خاں صاحب رئیس جیب گنج	۷۱
۲۶	حاجی عبدالحمید خاں صاحب رئیس قلعہ چترہ	۷۲

نمبر شمار	نام چھذہ دستہ کلان	رقم
۲۷	ملکیم شیر احمد صاحب محلہ ہپالہ	۷
۲۸	مولوی محمد انس خاں صاحب بی اے ایل ایل بی ایڈوکیٹ	۷
۲۹	لادہ پریشچندر صاحب آنریری مجسٹریٹ سکندرہ راؤ۔	۷
۳۰	سید علی انظر صاحب رئیس جلالی	۷
۳۱	نواب بہادر عبد السمیع خاں صاحب رئیس طالب نگر	۷

میزان

ممبران عمومی

۱	مسٹر عبد المجید قویشی ایم اے آنریری جاسٹ سکرٹری سلم ایجوکیشن کانفرنس	۷
۲	ڈاکٹر عبد الرحمن صاحب ایم اے پی ایچ وی سلم یونیورسٹی	۷
۳	خان بہادر سید زین الدین صاحب ایم اے	۷
۴	خاں صاحب عبد الغفور خاں صاحب انجینئر	۷
۵	ڈاکٹر ایل کے حیدر صاحب مسلم یونیورسٹی	۷
۶	پروفیسر وحید الحق صاحب ٹریننگ کالج مسلم یونیورسٹی	۷
۷	سید سلطان مسعود صاحب حبیب باغ	۷
۸	آغا نعمت خاں صاحب منیجر مدرسہ اسلامیہ سکندرہ راؤ	۷
۹	ماسٹر محمد عثمان صاحب سکندرہ ماسٹر مدرسہ اسلامیہ سکندرہ راؤ	۷
۱۰	پروفیسر خلیل احمد مراد صاحب مسلم یونیورسٹی	۷
۱۱	پروفیسر عبد السار صاحب قہری ایم اے لکچرر مسلم یونیورسٹی	۷
۱۲	عبد الغفور صاحب ایم اے ایل ٹی لکچرر ٹریننگ کالج مسلم یونیورسٹی	۷
۱۳	ولاج الرسول صاحب ایم اے ہیڈ ماسٹر اسلامیہ کول سکندرہ راؤ	۷
۱۴	خان بہادر شیخ محمد عبد اللہ صاحب بی اے ایل ایل بی ایڈوکیٹ	۷
۱۵	محمد انوار الرب صاحب گلزار کری شمشاد بلڈنگ	۷

نمبر شمار	نام چند دہندگان	رقم
۱۶	محمد عبد میر کورت مسلم یونیورسٹی	۱۵
۱۷	مرزا نادر حسین صاحب پشتر سب نج	۱۵
۱۸	حافظ محمد عثمان صاحب سرائے حکیم	۱۵
۱۹	پروفیسر عبد اللہ بٹ مسلم یونیورسٹی	۱۵
۲۰	مولوی محمد امین صاحب	۱۵
۲۱	صاحبزادہ شہزاد احمد خاں صاحب - آفتاب منزل	۱۵
وزیران		
۱	شیخ سنوار علی صاحب ٹیکہ دار سرائے مبارک کنور	۵
۲	شیخ فہام الدین صاحب ٹیکہ دار محلہ مانگ چوک	۵
۳	عبد الرحمن خاں صاحب محلہ ماموں بھانجہ	۵
۴	منشی عبد الرحمن خاں صاحب محلہ محمود گنج	۵
۵	مولوی حبیب احمد صاحب بی اے ایل ایل بی وکیل	۵
۶	مستر فضل الرحمن صاحب وکیل مینو پل کشنر	۵
۷	شاہد حسین صاحب بالائے قلعہ	۵
۸	کوثر حسین صاحب "	۵
۹	منشی لطیف حسین صاحب بالائے قلعہ	۵
۱۰	منشی فیصل احمد صاحب "	۵
۱۱	منشی ناظر حسن صاحب "	۵
۱۲	لارہ چنگ لال صاحب جیل مرچنٹ پور گنج	۵
۱۳	منشی قیصر حسن صاحب بالائے قلعہ	۵
۱۴	مولوی محمد اسماعیل صاحب بی اے ایل ایل بی وکیل سرائے نواب	۵
میزان		
		۵

نمبر شمار	نام چنده دینہ گان	رقم
	الہ آباد	
	ممبران عمومی	
۱	ڈاکٹر صاحب عدیتی پروفیسر الہ آباد یونیورسٹی	۵۰
۲	سید ال علی صاحب نقوی ایم اے انیکٹر مدراس اسلامی	۵۰
۳	سید مقبول احمد صاحب صدالی پیشتر سرشتہ واریتھی پور	۵۰
۴	مولوی محمد حسین صاحب ڈپٹی انیکٹر مدراس اسلامی	۵۰
۵	ڈاکٹر شفاعت احمد خاں صاحب پروفیسر الہ آباد یونیورسٹی	۵۰
۶	سر وزیر حسن صاحب سابق چیف جج چیف کورٹ اودھ ۸۵۳ کیننگ روڈ الہ آباد	۵۰
	میزان	۵۰
	کان پور	
	ممبران خصوصی	
۱	شیخ محمد حنیف صاحب مالک فرم محمد رفیق محمد حنیف رئیس ٹیٹن روڈ	
۲	خال صاحب سید عبدالغنی صاحب آرمی کمنڈر ۱۲۱ سادھو اشان ارد شیر حنیف	
۳	نواب سردار بیگم اختر صاحبہ اہلیہ خاں صاحب سید عبدالغنی صاحب	
	میزان	
	ممبران عمومی	
۱	چودھری عبد الحمید خاں صاحب ایم اے بی ٹی ہیڈ ماسٹر علم ہائی سکول	۵۰
۲	مولوی حاجی نعیم الدین صاحب نعیم کالج نعیم آباد	۵۰
۳	حافظ شتاق احمد صاحب تاجراہن بادشاہی مارکہ	۵۰

نمبر شمار	نام چندہ دہندگان	رقم
۴	مرزا سراج الدین صاحب (علیگ)، انکم ٹیکس افیسر	۱۰۰
۵	حاجی محمد حمزہ صاحب رئیس ہیرا سن کا پورہ	۱۰۰
۶	میاں احمد حسین صاحب سوداگر چرم ہیرا سن کا پورہ	۱۰۰
۷	میاں محمد سعید صاحب رر پیچ بارغ	۱۰۰
۸	قاضی محمد صدیق صاحب رئیس مسٹن روڈ	۱۰۰
۹	خال صاحب امیر حسن خاں صاحب بی اے ایل ایل بی ایم ایل سی کول	۱۰۰
۱۰	میاں محمد طیف صاحب ہیرا سن کا پورہ	۱۰۰
۱۱	مولوی نیاز محمد خاں صاحب بی اے (علیگ) ڈپٹی کلکٹر	۱۰۰
۱۲	شیخ محمد بشیر بی اے بیرٹریٹ لائسنس سولی لائن	۱۰۰
۱۳	گھراڑ محمد خاں صاحب بی اے ایل ایل بی (علیگ) گونٹنٹ پیڈر	۱۰۰
۱۴	میاں سراج الدین صاحب سوداگر لاٹوش روڈ	۱۰۰
۱۵	مولوی عبدالباسط صاحب صاحب سب انسپکٹر پولس انچارج تھانہ انور گنج	۱۰۰
۱۶	سید افتخار حیدر صاحب عرف بچن میاں صاحب گرد اور قانون گو کرنل گنج	۱۰۰
۱۷	مسٹر حیدر احمد صاحب رئیس محمد سعید احمد روڈ	۱۰۰
۱۸	شاہ سعید اللہ صاحب منفرم عدالت ججی	۱۰۰
۱۹	حاجی دلدار خاں صاحب رئیس کرنل گنج	۱۰۰
۲۰	مولوی مصطفیٰ حسن صاحب نیر بی اے ایل ایل بی (علیگ) ایڈوکیٹ منڈی	۱۰۰
۲۱	حاجی عبد المجید صاحب سوداگر مسٹن روڈ	۱۰۰
۲۲	مولوی بشیر علی خاں صاحب (علیگ) تحصیلدار	۱۰۰

میزان

وزیران

۷

۱ مولوی منظور احمد خاں صاحب بی اے ایل ایل بی بحریٹ

نمبر شمار	نام چند ہندوگان	رقم
	فرخ آباد	
	ممبران خصوصی	
۱	سید محمد عباس صاحب صفوی (علیگ) رئیس شمس آباد	۹۰
	ممبران عمومی	
۱	خان بہادر نواب سید اقبال بہادر صاحب رئیس آفریدی مجسٹریٹ شمس آباد	۷۰
۲	خان بہادر سید محمد سلطان صاحب اپنل مجسٹریٹ شمس آباد	۷۰
۳	نواب سید عہد سلطان صاحب رئیس	۷۰
۴	نواب سید حمید سلطان صاحب رئیس	۷۰
۵	ظفر الدین احمد صاحب انپیکٹر	۷۰
۶	سید نور احمد صاحب رضوی رئیس صدرین	۷۰
۷	خان صاحب عبدالرؤف صاحب نیجر محمدیہ اسکول قنوج	۷۰
	وزیران	
۱	مسٹر سلطان محمد خاں صاحب ایم اے وکیل	۷۰
	بنارس	
	ممبران عمومی	
۱	شاہ محمد مبین صاحب انپیکٹر مدارس اسلامیہ	۷۰

نمبر شمار	نام چندہ دہندگان	رقم
	جون پور	
	ممبران خصوصی	
۱	خان صاحب مولوی محمد حسن صاحب رئیس مجلی شہر	۷
	غازی پور	
	ممبران خصوصی	
۱	مولوی حاجی محمد مصطفیٰ خان صاحب رئیس آئری مجسٹریٹ یوسف پور تحصیل محمد آباد	۷
	ممبران عمومی	
۱	مولوی حافظ محمد مصطفیٰ خان صاحب مینوسٹریل کمنشنر	۷
۲	خان بہادر مولوی سید میر علی رضا صاحب بی اے (علیگ) ڈپٹی کلکٹر	۷
۳	مولوی محمد عمر صاحب انصاری بی اے ایل بی ایل بی (علیگ) یوسف پور تحصیل محمد آباد	۷
۴	مولوی قاضی محمد قاسم صاحب رئیس	۷
۵	مولوی خواجہ غلام رسول صاحب بی اے (علیگ)	۷
۶	مولوی قاضی نظام الحق صاحب رئیس اعظم	۷
۷	مرزا حمید الرحمٰن صاحب رئیس آئری مجسٹریٹ عدل آباد	۷
۸	مولوی محمد اشفاق خان صاحب (علیگ) سب رجسٹرار	۷
۹	مولوی اشتیاق احمد صاحب جیلر	۷
۱۰	مولوی یسین احمد صاحب کووالہ شہر	۷
۱۱	مولوی ابوالحسن صاحب بی اے پشترانپکٹر مدراس	۷
	میزن	۷

نمبر شمار	نام چندہ دہندگان	رقم
	وزیران	
۱	قاضی بشیر احمد صاحب ریس	۵
۲	مسٹر محمد ظریف بی اے ایل ایل بی ڈیکل	۵
۳	مولوی حسن عبد اللہ صاحب بی اے ایل ایل بی ڈیکل	۵
۴	مولوی لیاقت حسین خاں صاحب بی اے ایل ایل بی ڈیکل	۵
۵	مولوی بدر الدین صاحب مختار عدالت	۵
۶	مولوی شاہ ولی عالم صاحب چیف جج ریس	۵
۷	مولوی محی الدین صاحب نصیحی ریس و مختار و سکرٹری بار ایسوسی ایشن	۵
۸	مولوی ذاکر حسن صاحب ریس و ایڈوکیٹس ہند	۵
۹	حکیم محمد یوسف صاحب مشرقی دوا خانہ	۵
۱۰	مولوی محمد حبیب اللہ صاحب بی اے ایل ایل بی ڈیکل	۵
۱۱	ڈاکٹر داروغہ محمد خاں صاحب روہی منڈی	۵
۱۲	ڈاکٹر محمد اعظم صاحب میڈیکل افیسر محمد آباد	۵
۱۳	مولوی محمد فاروق صاحب قانہ گو یوسف پور محمد آباد	۵
۱۴	مولوی سید شیر حسین صاحب عابدی وکیل	۵
۱۵	مولوی سید بشیر حسین صاحب عابدی بی اے ایل ایل بی ڈیکل	۵
۱۶	مولوی محی الدین صاحب (علیگ) بی اے ایل ایل بی ایڈوکیٹ	۵
۱۷	مولوی محمد ذکری اللہ صاحب پیشکار تحصیل	۵
۱۸	مولوی محمد ضمیر الدین صاحب (علیگ) سب جج	۵
۱۹	شیخ محمد رفیع صاحب ریس موضع مرد پور ڈاکھانہ محمد آباد	۵
۲۰	مولوی منظور عالم صاحب بی اے ایل ایل بی ایڈوکیٹ	۵
۲۱	مولوی محمد انوار اللہ صاحب بی اے ایل ایل بی ڈیکل	۵

نمبر شمار	نام چندہ دینندگان	رقم
۲۲	حکیم عبدالواحد خاں صاحب عرفہ خاں صاحب رئیس	۷۰
۲۳	مولوی افضل حسین صاحب رئیس	۷۰
۲۴	ایک اولڈ بوائے مسلم یونیورسٹی	۷۰
۲۵	شیخ امتیاز حسین صاحب عرف منشی سوداگر	۷۰
۲۶	مولوی صدر الدین صاحب رئیس انزیری منصف	۷۰
۲۷	مولوی بدر الحق صاحب داکٹر پریسیڈنٹ میڈیکل بورڈ	۷۰

میزان

بامذہ

ممبران خصوصی

۱	خان بہادر شیخ محمد ضمیر الدین خاں صاحب کلکٹر و مجسٹریٹ	۷۰
۲	حاجی محمد بشیر صاحب فاروقی اگر کوٹ انجیر انار	۷۰
۳	خان بہادر شیخ مسعود الزماں اسکول بارسٹریٹ لا	۷۰
۴	چودھری محب اللہ صاحب ڈپٹی کلکٹر	۷۰
۵	حاجی منشی الطاف حسین خاں صاحب رئیس	۷۰
۶	منشی ظفر علی خاں صاحب اسپتال مجسٹریٹ	۷۰
۷	کنویشی علی خاں صاحب ڈپٹی کلکٹر	۷۰
۸	محمد نجیب الزماں خاں صاحب جیلر	۷۰
۹	قاضی رفیع الدین صاحب (علیگ) بارسٹریٹ لا	۷۰
۱۰	مولوی سید طفیل احمد صاحب (علیگ) سن رنج	۷۰

میزان

نمبر شمار	نام چند دہندگان	رقم
ممبران عمومی		
۱	محمد فخر الدین صاحب ضلع دار نھر	۱۰۰
۲	قاری رشید الدین احمد صاحب مکمل	۱۰۰
۳	منشی محمد نزاکت علی صاحب	۱۰۰
۴	حافظ حسام الدین صاحب مختار عدالت	۱۰۰
۵	محمد عبد الکرم صاحب کٹر کب جنگلات	۱۰۰
۶	سید زین العباد صاحب ڈویژنل فارسٹ انیسر	۱۰۰
۷	ماسٹر جمین علی صاحب خفی گورنمنٹ اسکول	۱۰۰
۸	منظور حسین خاں صاحب مختار پیر و	۱۰۰
۹	خواجہ افتخار حسین صاحب تحصیلدار پیر و	۱۰۰
۱۰	ڈاکٹر انور خاں صاحب	۱۰۰
۱۱	سرمنس پرشاد صاحب پالک رئیس نرینی	۱۰۰
۱۲	شیخ محمد عبد الرحمن صاحب مختار عدالت	۱۰۰
۱۳	محمد عبد الوحید خاں صاحب کوئوال	۱۰۰
۱۴	محمد اشفاق احمد خاں صاحب سب انسپکٹر	۱۰۰
۱۵	منشی عبد الرحمن صاحب مختار عدالت	۱۰۰
وزیران		
۱	منشی عزیز الحسن صاحب سکرٹری مینوس وورڈ	۵۰
۲	نائب تحصیلدار صاحب نرینی سرفت چودھری محب اللہ صاحب ڈپٹی کلکٹر	۵۰
۳	مولوی عبد الحمید صاحب تحصیلدار نرینی	۵۰
میزان		
میزان		

نمبر شمار	نام چندہ دہندگان	رقم
	مہمیر پور	
	ممبران عمومی	
۱	ماسٹر و احسن صاحب گورنمنٹ ہائی اسکول	۵۰
	اعظم گدھ	
	ممبران عمومی	
۱	بشیر احمد صاحب صدیقی بی اے ایل ایل بی ہیڈ ماسٹر شری ہائی اسکول اعظم گدھ	۵۰
	بریلی	
	ممبران خصوصی	
۱	تمہنی علی خاں صاحب رئیس	۵۰
۲	مولوی قمر علی صاحب ایم اے ایل ایل بی دہلی	۵۰
	میزان	
	ممبران عمومی	
۱	مولوی یوسف علی صاحب (علیگ) دہلی	۵۰
۲	خاں صاحب قاضی نصیر الدین حیدر صاحب رئیس و مجسٹریٹ	۵۰
۳	ڈاکٹر ممدی حسن خاں صاحب محلہ کانکر ٹولہ	۵۰
۴	مولوی اکرام عالم صاحب دہلی سول لائن	۵۰
۵	صاحبزادہ معین الطغر خاں صاحب محلہ بازار صندل خاں	۵۰
۶	مولوی عبدالواحد صاحب ایم اے ڈپٹی انسپکٹر مدارس	۵۰
۷	شیخ ولایت حسین صاحب ڈپٹی انسپکٹر مدارس اسلامیہ	۵۰

نمبر شمار	نام چنڈہ دہندگان	رقم
۸	مس یوسف نور جہاں بیگم انپکٹر مدراس	۱۰۰
وزیران		
۱	مولوی قطب الدین احمد صاحب رئیس	۶
۲	مولوی اختر حسین صاحب (علیگ) دکیل	۶
۳	ماسٹر احمد شاہ خاں صاحب ملو کپور	۶
۴	مسٹر فخر عالم صاحب خلیف مولوی اکرام عالم صاحب بکھیل	۶
۵	مولوی سید علی اختر صاحب بی اے (علیگ) تحصیلدار	۶
۶	ماسٹر احمد بہادر خاں صاحب لکھی نوابان	۶
۷	مولوی محمد رفیق صاحب زراعت فارم	۷۰
میزان		
مراد آباد		
ممبران خصوصی		
۱	محمد ہرایت علی خاں صاحب رئیس محمد گھیر سید خان پور	۱۰۰
۲	مسٹر اسلام احمد صاحب آئی پی پولس ٹریننگ اسکول	۵۰
میزان		
ممبران عمومی		
۱	نواب عبد العلی خاں صاحب رئیس حسن پور	۱۰۰
۲	مولوی محمد عبد السلام صاحب رئیس حسن پور	۱۰۰

نمبر شمار	نام چندہ دہندگان	رقم
۳	حافظ رحمت خاں صاحب رئیس سوداگر ظروف	۵۰
۴	حافظ عبدالحکیم صاحب سوداگر صابون فیض بازار	۵۰
۵	حافظ عبدالحکیم صاحب سوداگر ظروف	۵۰
۶	مولوی ریاض الحسن صاحب (علیگ) سب بچ	۵۰
۷	مولوی الطاف حسین صاحب رئیس نواب پورہ	۵۰
۸	مولوی نور الحسن صاحب رئیس	۵۰
۹	مرزا عبدالمجید صاحب بی اے ایل ایل بی ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی اسکول	۵۰
۱۰	مولوی سلطان احمد صاحب ایم اے ایل ایل بی (علیگ) دیکل	۵۰
۱۱	سلطان حسین صاحب ٹھیکہ دار غنیمات نواب پورہ	۵۰
۱۲	ڈاکٹر حمید الطغر صاحب کاٹھ دروازہ	۵۰
۱۳	منشی احسان الحق صاحب سرکل انیسٹر پولس ٹریننگ اسکول	۵۰
۱۴	ڈاکٹر شکور احمد صاحب ایم بی بی اے ایس کاٹھ دروازہ	۵۰
۱۵	مولوی سر محمد یعقوب صاحب مغلو پورہ	۵۰
۱۶	حاجی بیدقاسم علی صاحب فخمآر	۵۰
۱۷	منشی سراج احمد صاحب زیری ٹھیکہ دار سنہیل	۵۰
۱۸	قاضی تسلیم حسین صاحب رئیس فیض بچ	۵۰
۱۹	مولوی ریاض الحسن صاحب سب بچ	۵۰
میزان		۵۰
وزیران		
۱	خواجہ راحت حسین صاحب (علیگ) تحصیلدار امر وہہ	۵۰
۲	شیخ محمد عبد العزیز صاحب سوداگر ظروف دینو پل کشتہ	۵۰
۳	مولوی ظہیر عالم صاحب (علیگ) دیکل	۵۰

نمبر شمار	نام چند دہندگان	رقم
۴	سید نور الحسن صاحب سرکل انپکٹر پوس ٹریننگ اسکول	۶
۵	محمد یونس صاحب مالک پوس اسٹور تباکو دالان	۶
۶	سید عابد علی صاحب ٹھیکہ دار منگلپورہ	۶
۷	مولوی لیتن احمد صاحب (علیگ) وکیل کوٹ مغربی سنبھل	۶
۸	مولوی سید نصیر الدین احمد صاحب ڈپٹی کلکٹر	۶
۹	مولوی عبدالحمید خاں صاحب رئیس خن پور	۷
بجنور		
ممبران عمومی		
۱	مولوی رفیق احمد صاحب بی اے ایل ایل بی (علیگ)	۷
۲	مولوی سید نواب حسین صاحب (علیگ) سب نج	۷
۳	مولوی حافظ سید محمد ابراہیم صاحب بی اے ایل ایل بی ایم ایل سی نگینہ	۷
۴	منشی ضمیر احمد صاحب نختا رنگینہ	۷
۵	سید ضیاء الاسلام صاحب ڈپٹی کلکٹر	۷
۶	مولوی حامد علی صاحب ڈپٹی انپکٹر مدراس	۷
۷	مولوی ابوسعید صاحب بزمی اڈیٹر اخبار مدینہ	۷
وزیران		
۱	مولوی محمد عبدالحی صاحب وکیل	۷
۲	مولوی محمد الیاس صاحب افندی (علیگ) وکیل	۷

نمبر شمار	نام چندہ دہندگان	رقم
۳	خان صاحب مولوی محمد عبدالرشید صاحب (علیگ) سکرٹری مینوسل بورڈ	ج
۴	مولوی غفقت علی خان صاحب (علیگ) وکیل	ج
۵	منشی نذیر الحسن صاحب انپیکٹر آبکاری ٹکینہ	ج
۶	مرزا جعفر حسین صاحب قریب باش تحصیلدار	ج
۷	منشی محمود الحق صاحب فائونڈنگو	ج
۸	مولانا مجید حسن صاحب مالک اخبار مدینہ	ج
۹	منشی رشید احمد خان صاحب ادریس رنٹور	عہدہ
۱۰	ڈاکٹر شفیق احمد صاحب ٹکینہ	عہدہ
۱۱	محمد نسیم صاحب سوداگر	عہدہ
میزان پیلی بھیت ممبران عمومی		
۱	خان صاحب شیخ امتیاز احمد صاحب ایم ایل سی ٹیس کمریا	عہدہ
۲	حکیم سعید الرحمن خان صاحب ٹیس	عہدہ
میزان وزیران		
۱	مولوی عبد المجید خان صاحب بی اے ایل ایل بی (علیگ) ایڈوکیٹ	ج
۲	حاجی محمد صغیر احمد صاحب عرب تبن میاں ٹیس	ج
۳	ڈاکٹر عبد الغفور صاحب ایل ایم بی	ج
۴	محمد عبدالشکور صاحب سکرٹری انجمن نوجوان پنجابیان	ج

نمبر شمار	نام چندہ دہندگان	رقم
۵	مولوی حافظ غلام سبجانی صاحب منیجر و رئیس	۱۰۰
۶	ڈاکٹر محمد ابراہیم صاحب بٹ	۱۰۰
۷	مولوی حکیم سعید الرحمن خاں صاحب رئیس	۱۰۰
۸	شفاق احمد صاحب آنریری مجسٹریٹ رئیس کمریا	۱۰۰
۱	میزان	۱۰۰
بدایوں		
ممبران عمومی		
۱	مولوی نظام الدین حسین صاحب نظامی، نظامی پریس	۱۰۰
۲	خان بہادر محمد بشی صاحب بی اے کلکٹر و مجسٹریٹ	۱۰۰
۱	میزان	۱۰۰
وزیران		
۱	مولوی مسعود الحسن صاحب کوتوال	۱۰۰
ممبران خصوصی		
۱	شیخ محمد عمر صاحب کنٹرلر صدر	۱۰۰
۲	ایس این دین صاحب سوداگر صدر بازار	۱۰۰
۳	حافظ مصباح الدین صاحب سوداگر	۱۰۰
۴	خان بہادر حاجی شیخ محمد بشیر الدین صاحب رئیس لال کورتی	۱۰۰

نمبر شمار	نام چندہ دہندگان	رقم
۵	خان بادور حاجی شیخ وحید الدین صاحب سی آئی ای ٹیس لال کورتی	۵
ممبران عمومی		
۱	ماسٹر ارشد علی خاں صاحب ہیڈ ماسٹر فیض عام ہائی اسکول	۵
۲	نواب محمد اسماعیل خاں اسکور بارسٹریٹ لا	۵
۳	قاسم حسین صاحب بی اے (علیگ) خیرنگر بازار	۵
۴	سید تقیبول احمد صاحب پیشتر ڈپٹی مجسٹریٹ محلہ اندر کوٹ	۵
۵	منشی رحمت علی صاحب کوتوال شہر	۵
۶	صادق حسین صاحب عرف چاند نیلاں صاحب ٹیس خیرنگر	۵
۷	منشی نور محمد خاں صاحب ملٹری گراس فارم	۵
۸	سٹر محمدی الدین احمد صاحب ہیڈ کلرک گراس فارم خیرنگر	۵
وزیران		
۱	محمد عبدالواحد خاں صاحب فلیس ڈپٹی کلکٹر	۵
۲	خاں صاحب حکیم محمود الحق صاحب مینسٹریس کشر آنریری مجسٹریٹ	۵
۳	محمد اسلمی صاحب جلی کوچی	۵
۴	منشی عید العلیم خاں صاحب ملٹری گراس فارم	۵
۵	محمد کبیر الدین صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولس	۵
میزان		
۵	۵	۵

نمبر شمار	نام چنڊه وڀندڙ کان	رقم
	بلند شهر	
	ممبران خصوصي	
۱	سوڀي صبياح العثمان صاحب بي اے	۵
۲	سوڀي ظهور الحسن صاحب رٿا رڙو انپڪٽر	۵
	ممبران عمومي	
۱	سيد اڪبر حسين صاحب سشن اينڊ ڊسٽرڪٽ جج	۵
۲	سوڀي سيد جن صاحب برٽي بي اے ايل ايل بي ڊگيل	۵
۳	سيد مظفر حسين صاحب سب انپڪٽر انچارج گلگاڙي	۵
۴	محمد اسماعيل خاں صاحب سب انپڪٽر پوس گلگاڙي	۵
۵	سعد الله خاں صاحب سب انپڪٽر پوس کوٽوالي	۵
۶	سيد عباس علي صاحب سبزواري ايم اے ايل ايل بي (عليگ)	۵
	وزيران	
۱	سوڀي حڪيم محمد عبدالرحمن خاں صاحب ٽريس خورج	۵
۲	کنور لطافت علي خاں صاحب طالب باچي سب چيئرمان	۵
۳	سيد سردار حسين صاحب بي اے ايل ايل بي ڊگيل	۵
۴	سيد لطيف احمد صاحب آفس سپرنٽنڊنٽ ڪلڪٽري	۵
۵	عبدالحی صاحب رٿا رڙو ڊپٽي مجسٽريٽ انمار سڪندر آباد	۵
۶	رياض الدين صاحب سپرنٽنڊنٽ پولس	۵

نمبر شمار	نام چندہ دہندگان	رقم
۷	منشی اخفاد حسین صاحب نائب تحصیلدار سکندر آباد	۷۰
ممبران خصوصی		
۱	مقبول اتی صاحب ہیڈ ماسٹر اسکول مینڈلی سسٹن معرفت ڈپٹی رحمہ الہی صاحب گور	۷۰
۲	شیخ غالب رسول صاحب رئیس اعظم آنریری مجسٹریٹ	۷۰
۳	سید محمد ارشد علی صاحب محلہ سوتہ وڑکی	۷۰
۴	حاجی غلام حسین صاحب ایڈیٹمنٹر	۷۰
۵	منشی کرم علی خاں صاحب کو تو ال نہر	۷۰
ممبران عمومی		
۱	مندی حسن صاحب کھاتہ مرچنٹ منگلور	۷۰
۲	خان بہادر شیخ ضیاء الحق صاحب آنریری مجسٹریٹ دیوبند	۷۰
۳	محمد یوسف الزماں صاحب فاروقی منصف	۷۰
۴	محمد یوسف خاں صاحب بی اے سکریٹری مینڈلی بورڈ دیوبند	۷۰
۵	حاجی عبدالکریم شیخ عبد المجید صاحب سوداگر ہے داسے روڑکی	۷۰
۶	محمد عبدالستار صاحب رئیس گیلا پور	۷۰
وزیران		
۷	ڈاکٹر عبدالعلیم صاحب منگلور	۷۰

نمبر شمار	نام چندہ دہندگان	رقم
۲	مولوی الیاس احمد صاحب منصف	۵
۳	حاجی عبد الکریم صاحب سوداگر باطخاند بازار	۵
۴	ڈاکٹر عبد الحمید خاں صاحب روٹری	۵
۵	بابو عزیز احمد صاحب پوشا مشر دیوبند	۵
۶	مولوی عزیز احمد صاحب وکیل	۵
۷	منظر علی صاحب سنگتر روٹری	۵
۸	حامد علی خاں صاحب شیردانی ایڈوکیٹ روٹری	۵
۹	اسٹریجر عبد الحمید صاحب گورنمنٹ ہائی اسکول	۵
۱۰	محمد واجد علی صاحب بی اے ایل ایل بی	۵
۱۱	مولوی ایوب احمد صاحب ایم اے ایل ایل بی وکیل	۵
۱۲	ڈاکٹر شفیع حسین صاحب	۵
۱۳	سید آل علی صاحب رئیس محلہ شاہ مدار	۵
۱۴	مشی طفیل احمد صاحب محلہ قانگوبان روٹری	۵
میزان	میزان	۵
منظر نگر		
نمبران خصوصی		
۱	کنو رعنا بیت علی خاں صاحب رئیس چیرمین ڈسٹرکٹ بورڈ	۵
۲	مولوی محمد سلیمان خاں صاحب نیجر ریاست پچورہ	۵
میزان	میزان	۵

نمبر شمار	نام چندہ دہندگان	رقم
	ممبران عمومی	
۱	قاضی محمد ذکی صاحب رئیس کاندلہ	۵۰۰
۲	مولوی بیگلین احمد صاحب رئیس دستولی کاندلہ	۵۰۰
۳	ڈاکٹر حکیم بدر الحسن صاحب رئیس کرانہ	۵۰۰
۴	مولوی رؤف الحسن صاحب منیجر وقت کرناں	۵۰۰
۵	مولوی محمد اسلام نبی خاں صاحب ڈپٹی کلکٹر	۵۰۰
۶	سید شفاعت حسین صاحب ہیڈ ماسٹر اسلامیہ ہائی اسکول	۵۰۰
۷	مولوی ... علی خاں صاحب ذراعت فارم	۵۰۰
۸	خان بہادر سید عبدالستار خاں صاحب رئیس جالستھ	۵۰۰
۹	سید کاظم علی خاں صاحب رئیس	۵۰۰
۱۰	مہر دار محمد اکرم خاں صاحب منیجر دیاست نواب صاحب	۵۰۰
۱۱	شیخ احمد حسن صاحب رئیس احمد منزل	۵۰۰
	وزیران	
۱	مولوی اسلام نبی خاں صاحب بی اے (علیگ) ڈپٹی کلکٹر	۵۰۰
۲	مولانا ریاض الاسلام صاحب رئیس دستولی کاندلہ	۵۰۰
۳	خان بہادر محمد اکرام الحق صاحب رئیس کرانہ	۵۰۰
۴	مولانا محمد کرم صاحب وائس چیرمین	۵۰۰
۵	مولوی عبدالحمید خاں صاحب ایڈیشنل منصف	۵۰۰
۶	ہیڈ ماسٹر صاحب اسلامیہ ہائی اسکول	۵۰۰
۷	محمد انعام عظیم صاحب برنی ڈپٹی انسپکٹر مدرس	۵۰۰
	میزان	
	میزان	

نمبر شمار	نام چندہ دہندگان	رقم
	متفرق چندہ	
۱	محمد ساطع صاحب قصبہ بکری	۱
	دہرہ دول	
	ممبران عمومی	
۱	ایم غایت اللہ صاحب	۱
۲	خان بہادر قاضی عزیز الدین احمد صاحب بلگرامی بی اے ایل بی ڈپٹی کلکٹر	۲
	میزان	
۹	صوبہ اودھ	
	ممبران خصوصی	
۹	منشی احتشام علی صاحب بیس اعظم خیالی لکھنؤ	۱
	ممبران عمومی	
۱	مسٹر جو دھری جید رحیم اسکور بارٹر ٹیٹ لا این آباد پارک لکھنؤ	۱
۲	قاضی سید نصیر الدین احمد صاحب ریٹائرڈ انسپکٹر مدارس قیصر باغ لکھنؤ	۲
۳	موسیٰ خصلت حسین صاحب ڈپٹی انسپکٹر مدارس اسلامیہ لکھنؤ	۳
۴	مسٹر ظفر عمر بی اے پرنسپل ٹیٹ پوس ہر دوی	۴
۵	سید خلیل احمد صاحب جنرل سکریٹری ارفندہ لکھنؤ	۵
۶	فیاض حسین صاحب معرفت جنرل سکریٹری ارفندہ لکھنؤ	۶
۷	خان بہادر جو دھری نبی احمد صاحب پرنسپل پوس ہر دوی لکھنؤ	۷
	میزان	

گوشواره صوبہ پنجاب

نمبر	تفصیل ضلع	مبران خصوصی		مبران عمومی		وزیران		متفرق چند و ہنگام		میزان	
		پچا	رستم	پچا	رستم	پچا	رستم	پچا	رستم	پچا	رستم
۱	لاہور	۹	۹۰	۶	۳۰						
۲	گوجرانوالہ	۱	۱۰								
۳	انبالہ			۱	۵					۱	۵
۴	حصار	۱	۱۰	۴	۲۰	۱	۲	۱۸	۶	۵۰	
۵	کرناں			۴	۲۰				۴	۲۰	
۶	میانوالی			۱	۵				۱	۵	
۷	جامندرہ	۱	۱۰	۳	۱۵				۴	۲۵	
۸	ہوشیار پور	۱	۱۰	۲	۱۰				۳	۲۰	
۹	فیروز پور			۲	۱۰				۲	۱۰	
۱۰	لدھیانہ	۱	۱۰	۱۰	۵۰				۱۱	۶۰	
۱۱	راولپنڈی	۲	۲۰						۲	۲۰	
۱۲	شاہ پور	۱	۱۰	۲	۱۰				۳	۲۰	
	میزان	۱۷	۱۷۰	۳۵	۱۷۵	۱	۲	۱۸	۵۴	۳۶۵	

نمبر شمار	نام چندہ دہندگان	رقم
لاہور		
ممبران خصوصی		
۱	خان بہادر فتح الدین خاں صاحب ڈاکٹر حکمہ زراعت	۵۰
۲	میاں بشیر احمد اسکول بارسٹریٹ لاڈلہ رسالہ ہایوں	۵۰
۳	ملک عبدالحق صاحب جوئیر سکرٹری فنانشل کمنشنر	۵۰
۴	راجہ عنایت اللہ خاں صاحب ۱۶ ڈیویزیو روڈ	۵۰
۵	ڈاکٹر برکت علی صاحب پروفیسر اسلامیہ کالج	۵۰
۶	میاں جی معین الدین صاحب آئی سی ایس ال ریاض	۵۰
۷	میاں نظام الدین صاحب رئیس باروت خانہ	۵۰
۸	خان بہادر شیخ نورانی صاحب پرنسپل ٹریننگ کالج	۵۰
۹	شیخ فیروز الدین صاحب ڈپٹی کمشنر جج	۵۰
ممبران عمومی		
۱	مسٹر عبداللہ بیگم علی سی آئی ای پرنسپل اسلامیہ کالج	۵۰
۲	خان بہادر فتح الدین صاحب ایم بی ای ڈاکٹر حکمہ زراعت	۵۰
۳	ڈاکٹر غلام محمد صاحب احمدیہ ہسپتالنگ	۵۰
۴	چودھری حقو از خاں صاحب پروفیسر ڈپٹی سکرٹری کالج	۵۰
۵	مسٹر وحید الدین مالک کارخانہ رنگ سازی مسلم ٹاؤن متصل نر	۵۰
۶	میر مقبول محمد بارسٹریٹ لا - امرتسر	۵۰
میزان		
میزان		

نمبر شمار	نام چندہ دہندگان	رقم
	گوجرانوالہ ممبران خصوصی	
۱	خان بباد مولوی نذیر احمد صاحب بی اے ایل ایل بی سابق وزیر کشمیر جوٹی بازار حکیمان وزیر آباد	۵۰
	انبالہ ممبران عمومی	
۱	مولوی سید غلام بیگ صاحب نیرنگ بی اے وکیل	۵۰
	حصار ممبران خصوصی	
۱	اسلام الدین صاحب ولد وزیر راجپوت تھیکہ دار	۵۰
	ممبران عمومی	
۱	چودھری ملو صاحب بیوپاری محکمہ بیوپاریان	۵۰
۲	چودھری رفیع صاحب "	۵۰
۳	چودھری عبداللہ صاحب "	۵۰
۴	سید حامد مختار شاہ صاحب پرنٹنگ پریس	۵۰
	وزیران	
۱	منشی محمد ابراہیم صاحب سب انسپکٹر پولس محلہ انعامان	۵۰

نمبر شمار	نام چنده دهنندگان	رقم
	متفرق چنده	
۱	متفرق چنده معرفت چو دهری ملو صاحب بیوپاری	۵۰
	کر نال	
	ممبران عمومی	
۱	شیخ صفت الدین صاحب	۵۰
۲	محمد فضل قدیر صاحب ظفر ندوی	۵۰
۳	ماسٹر علی نواز صاحب مسر در چنٹ	۵۰
۴	مستری احمد بخش صاحب	۵۰
	میزان	
	میانوالی	
	ممبران عمومی	
۱	حکیم عبد المجید صاحب سیفی میانوالی	۵۰
	جالندھر	
	ممبران خصوصی	
۱	خان بہادر آغا محمد علی صاحب صوفی رئیس شہر	۵۰
	ممبران عمومی	
۱	مولانا عبد الحق عباس صاحب مینجر مدرستہ الکیات	۵۰
۲	موبوی محمد صیف صاحب نگودر	۵۰

فرہنگ	نام چندہ دہندگان	رقم
۱	شجاع الدین خاں صاحب سستی غذاں	۵۰
	ہوشیار پور	
	ممبران خصوصی	
۱	خان بہادر ڈاکٹر عید القادر صاحب پشتر سول سرجن	۵۰
	ممبران عمومی	
۱	شیخ سلطان محمد صاحب رئیس اعظم	۵۰
۲	مولوی محمد حسین خاں صاحب ایم اے ایڈوکیٹ	۵۰
	میزان	
	فیروز پور	
	ممبران عمومی	
۱	مولوی حشمت علی صاحب پرنسپل گرے کینال	۵۰
۲	خان بہادر خواجہ گل محمد خاں صاحب ایڈوکیٹ	۵۰
	میزان	
	لدھیانہ	
	ممبران خصوصی	
۱	سرदार مصطفیٰ الدین خاں صاحب آئری مجسٹریٹ	۵۰

نمبر شمار	نام چندہ دہندگان	رقم
	ممبران عمومی	
۱	شہزادہ فیروز الدین صاحب بی اے (علیگ) تحصیلدار	۵۰
۲	میاں غلام رسول صاحب ایڈوکیٹ	۵۰
۳	آغا محمد یعقوب صاحب داواشی (علیگ) ایڈوکیٹ	۵۰
۴	میاں سعادت علی خاں صاحب پروفیسر گورنمنٹ کالج	۵۰
۵	چودھری ہمدی علی خاں صاحب ای اے سی	۵۰
۶	پروفیسر بشیر احمد صاحب قاری گورنمنٹ کالج	۵۰
۷	پروفیسر غلام عباس خاں صاحب گورنمنٹ کالج	۵۰
۸	خواجہ غلام صادق صاحب دہلی رسالہ ارجاعیت خاکساران	۵۰
۹	پروفیسر فضل محمد خاں صاحب گورنمنٹ کالج	۵۰
۱۰	خاں صاحب ڈاکٹر رستم علی خاں صاحب پریسیڈنٹ انجمن اسلامیہ	۵۰
	راولپنڈی	
	ممبران خصوصی	
۱	خاں صاحب حاجی شیخ محمد عبداللہ صاحب ٹھیکہ دار ناموینی روڈ	۵۰
۲	شیخ محمد طور الدین صاحب انسپکٹر مدارس	۵۰
	شاہ پور	
	ممبران خصوصی	
۱	ملک رشید خاں صاحب ایس ڈی او، ڈاکخانہ سلاوالی	۵۰

نمبر شمار	نام چند دہندگان	رقم
	ممبران عمومی	
۱	محمد ابراہیم صاحب ایڈوکیٹ سرگودھا	۵۰
۲	خان بہادر ملک زمان تھدی خاں صاحب رئیس - بھرتہ ڈاکخانہ میانہ	۵۰
	میزان	۵۰
	صوبہ سرحد	
	ممبران خصوصی	
۱	محمد شاہ عالم صاحب پرنسپل اسٹنٹ ڈائریکٹر سررشتہ تعلیم صوبہ سرحد پشاور	۵۰
	ممبران عمومی	
۱	خان بہادر میان کریم بخش صاحب سابق ناظم تعلیمات انور نزل محلہ خیلان پشاور	۵۰
۲	شاہ عالم صاحب انسپکٹر ورنیکولر ایجوکیشن پشاور	۵۰
۳	ملک محمد حامد خاں صاحب ہیڈ ماسٹر اسلامیہ ہائی اسکول دیرہ اسماعیل خاں	۵۰
۴	سرور بہادر نواب حاجی محمد اسد اللہ ربیانی مٹھری قلات	۵۰
۵	خان بہادر قاضی میر احمد صاحب آڈیشنل جودیشل منسٹر پشاور	۵۰
	میزان	۵۰
	صوبہ بنگال	
	ممبران خصوصی	
۱	موبدی عبد الغنی صاحب فورین لیگ کانسٹیبل مشین نمبر ۱۰ سورہ ڈیرا ناویہ پٹاؤن جمشید پور	۵۰
۲	موبدی رحمت علی صاحب ٹیچر دارحافظہ نزل ہیشن روڈ ہنگوئل ای آئی آر	۵۰
۳	ڈاکٹر لطیف الرحمن صاحب میڈیکل انیسرٹاٹا کینی ۶ دفتر روڈ جمشید پور	۵۰

نمبر شمار	نام چند دہندگان	رقم
۱۱	ڈاکٹر محمد زبیر صاحب صدیقی ۲۶ سرکس اسٹریٹ کلکتہ	۱۰
۱۲	مولوی اسد اللہ صاحب ستری شاپ ٹانگپنی جمشید پور	۱۰
۱۳	محمد اکبر خاں صاحب رام داس کا بھتہ	۱۰
۱۴	مولوی محمد عبد اللہ صاحب فورین لوگو... ٹانگپنی جمشید پور	۱۰
۱۵	مسٹر شمیدی اسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ ۱۱ اسٹریٹ مائل روڈ	۱۰
۱۶	مسٹر صدیقی علی اسٹور کیپرٹن پلیٹ نیکسٹری ٹکمری	۱۰
۱۷	مسٹر حبیب اللہ خاں صاحب اسٹنٹ ٹیکسٹ و فٹرنل ٹانگپنی ۳۳ بی روڈ جمشید پور	۱۰
۱۸	مسٹر شہ فضل الرحمن صاحب پلیٹنگ ڈسٹریبنٹ انجنیر ۵۲ نیاروڈ برماکان ٹانگپنی جمشید پور	۱۰
۱۹	مسٹر یقین احمد صاحب بی ایس سی اسٹنٹ فیول انجنیر ۵۲ چناب روڈ	۱۰
۲۰	شیخ محمد و علی صاحب جنرل فورین ۲۶ کالی مائی روڈ	۱۰
۲۱	مسٹر بشیر احمد صاحب چنٹائی ۲۳۵ برماکان ٹانگپنی	۱۰
۲۲	مسز آل ارخان صاحبہ ۶ دفتر روڈ	۱۰
۲۳	شمس العلماء مولوی کمال الدین صاحب پرنسپل کرسٹنر کالج کرسٹنر	۱۰
۲۴	آنریبل خان بہادر نواب سید محمد الحفیظ صاحب احسان منزل پلس ڈھاکہ	۱۰
۲۵	ڈاکٹر شہید اللہ صاحب ایم اے ڈھاکہ یونیورسٹی ڈھاکہ	۱۰
۲۶	خان بہادر فخر الدین صاحب ایم اے اسسٹنٹ ڈائریکٹر بینکال کلکتہ	۱۰
۲۷	خان بہادر عزیز الحق صاحب سابق وزیر تعلیم ۲۱ لاوٹن اسٹریٹ کلکتہ	۱۰
میزان		۱۰
وزیران		
۱	اشرف علی صاحب فیڈرل کلیرنگ ایجنسی ۸۲ کولمبولہ اسٹریٹ کلکتہ	۱۰
۲	مولوی عبد الحفیظ صاحب ستری شاپ ۱۸ لوکاروڈ بیرٹون جمشید پور	۱۰
۳	مولوی خمیر احمد صاحب فورین شپٹل ۳۳ جی روڈ برماکان ٹانگپنی جمشید پور	۱۰
میزان		۱۰

نمبر شمار	نام چندہ دہندگان	رقم
	صوبہ بہار	
	ممبران خصوصی	
۱	آنرہیل مسٹر سید عید العزیز بارسٹریٹ لادزیر تعلیم راجہ	۵
۲	خان بہادر حبیب الرحمن بی اے ٹیس ڈمبہریجیلیو کونسل راجہ	۵
	ممبران عمومی	
۱	شاہ کرام الدین صاحب ٹیس اسلام پور ڈاکخانہ عطاسرائے ضلع پٹنہ	۵
۲	شاہ مصطفیٰ احمد صاحب ٹیس گیا	۵
۳	مولوی رمضان علی صاحب تاجار علی اینڈ سینئرین روڈ راجہ	۵
۴	محمد یونس بارسٹریٹ لاسابق وزیر تعلیم صوبہ بہار پٹنہ	۵
۵	آنرہیل خواجہ محمد نورجی مالیکورٹ	۵
۶	ڈاکٹر سید محمود وزیر تعلیم صوبہ بہار - یاسنئے پور	۵
	ممبران	
۱	مولوی ظہور الحق صاحب مالک وزیر اینڈ کوچک آره	۵
	صوبہ ممالک متوسطہ اور	
	ممبران خصوصی	
۱	خان بہادر مولوی محمد عبدالغفار صاحب وکیل مالیکورٹ امرادتی	۵
۲	راجہ محمد اعظم شاہ صاحب معرفت مسٹر سید محمود حسین صاحب بی اے ٹی ٹی ٹی ناگپور	۵

نمبر شمار	نام چندہ دہندگان	رقم
۳	سیٹھ عباس علی صاحب کمال بی اے اتواری ناگپور	۵
	ممبران عمومی	
	میزان	۵
۱	سید آل حسن صاحب (علیگ) ای اے سی ناگپور	۵
۲	مولوی محمد سمیع اللہ خاں صاحب (علیگ) کھیل ہائیکورٹ ناگپور	۵
۳	خان بہادر حافظ ولایت اللہ صاحب ریٹائرڈ ڈپٹی کمشنر	۵
۴	مسٹر محمد ہدایت اللہ بارسرٹ لا	۵
۵	محمد سعید صاحب ٹھیکہ دار نیوکالونی	۵
۶	مولوی عبدالرزاق خاں صاحب (علیگ) ایڈوکیٹ	۵
۷	سید محمود الحسن صاحب (علیگ) نگار دین راجہ محمد عظیم شاہ صاحب ناگپور	۵
۸	سید فرید الدین صاحب انجیکٹر پوس سی آئی ڈی	۵
۹	چو وھری علی شیر خاں صاحب (علیگ) ای اے سی	۵
۱۰	سیٹھ محمد عبد الجبار صاحب (علیگ) متعل و ہمسلم	۵
۱۱	سید مصباح العثمان صاحب بی اے ریٹائرڈ کلکٹر رتی ولاہرام جی روڈ ناگپور	۵
۱۲	خان بہادر محمد ابراہیم رضا ملک صاحب رئیس	۵
۱۳	مولوی سراج احمد صاحب ایم اے پشتر اکٹر اسسٹنٹ کمشنر ۱۰۵ سول اسٹیشن جیلپور	۵
۱۴	خاں صاحب خواجہ لطیف احمد صاحب بی اے انجیکٹر مدارس امدادی	۵
۱۵	خان بہادر مولوی عبدالغفار صاحب بی اے ایل بی بیٹلر	۵
۱۶	ڈاکٹر غلام محی الدین صاحب صوفی انجیکٹر مدارس	۵
۱۷	بیٹیم پلانٹھت اللہ رکھا صاحب کنٹرکٹر جنرل مرحنت اجیر	۵
	میزان	۵

نمبر شمار	نام چندہ دہندگان	رقم
	صوبہ مدراس	
	ممبران خصوصی	
۱	نواب غلام احمد خاں صاحب کلائی متصل جامع مسجد روڈ بنگلورٹی	۵
	ممبران عمومی	
۱	ایم جہاں محمد صاحب ۱۶ تھمبیچی اسٹریٹ مدراس	۵
۲	سید شاہ محی الدین شاہ صاحب قادری ایم ایل سی کرنول	۵
۳	خان بہادر منیر خاں صاحب بی اے سابق پریسیڈنسی مجسٹریٹ نو افس ہاؤس ہاؤس ٹاؤنٹ روڈ مدراس	۵
۴	محمد حسن چیدہ صاحب بی اے انکم ٹیکس انفیسر مدراس	۵
	میزان	۵
	صوبہ آسام	
	ممبران عمومی	
۱	سر محمد سعید اللہ صاحب ایم اے بی ایل شیلانگ	۵
	صوبہ دلی	
	ممبران عمومی	
۱	خان بہادر سید بہاء الدین صاحب جلال منزل کوچہ پنڈت	۵
۲	حافظ محمد صدیق صاحب ملانی مینوفیل کسٹر کٹرہ گھی پھاٹک حبش خاں	۵
۳	مولوی محمد عظمت اللہ صاحب بی اے ایل بی ایل بی وکیل	۵

نمبر شمار	نام چندہ دہندگان	رقم
۴	امیر الدین صاحب قدوالی آرزویری سکرٹری آل انڈیا مسلم کانفرنس	۵۰
۵	نواب ابوالحسن خاں صاحب رئیس اعظم ریٹائرڈ سبجک بازار سرکی والان	۵۰
۶	سید عابد حسین صاحب پروفیسر جامعہ ملیہ	۵۰
	میزان	۵۰
صوبہ بمبئی ممبران خصوصی		
۱	نواب سید امین الدین صاحب آئی سی ایس کلکٹر جلگاؤں ضلع مشرقی خاندیس	۵۰
۲	ہرایت اسد بق خاں صاحب رئیس المنیر	۵۰
۳	شیخ کفایت شیخ اعظم صاحب پشتر انپکٹر پولس جلگاؤں	۵۰
۴	سکرٹری مسلم ایجوکیشنل کانفرنس صوبہ بمبئی پونا	۵۰
۵	شیخ امیر الدین صاحب جمیل ریٹائرڈ ملٹری اکوئنٹنٹ ۳ بجگوانداس چال پونا	۵۰
۶	مسٹر ممتاز حسین صاحب دسی کراچی	۵۰
۷	قاضی غلام نبی صاحب (علیگ) ڈائریکٹر تعلیمات کراچی	۵۰
۸	ڈاکٹر سعید صاحب سید منتہل بندر روڈ	۵۰
۹	موبوی منظر علی صاحب علوی (علیگ) ایڈوکیٹ	۵۰
۱۰	سیٹھ فدا حسین صاحب کونٹہ والا پوسٹ ٹیکس ۱۵ بندر روڈ کراچی	۵۰
۱۱	سیٹھ عاشق علی صاحب لالہ کمار ادر	۵۰
۱۲	سیٹھ حبیب حاجی رحمت اللہ صاحب کمار ادر	۵۰
۱۳	سیٹھ فدا حسین محمد علی شیخا شیخا لادس کمبل اسٹریٹ	۵۰
۱۴	سیٹھ حاجی چشتا بھائی گوگل کنوری گارڈن	۵۰
۱۵	سیٹھ غلام علی صاحب چاغلا بندر کوٹھارٹر	۵۰
۱۶	میاں حاجی مہر بخش میاں مولابخش صاحب سرائے روڈ	۵۰

نمبر شمار	نام چندہ دہندگان	رقم
۱۷	جواہر بخش ٹرسٹ معرفت حسن دین صاحب مٹھادارہ نیپرو روڈ	۷
۱۸	سیٹھ طیب علی اے مانڈوی والا بندر روڈ	۷
۱۹	سیٹھ حاجی عبداللہ دارون صاحب	۷
۲۰	سر غلام حسن ہدایت اللہ کے سی ایس آئی	۷
۲۱	جناب پیریکارو صاحب پیر جمی کوٹ ضلع سکھر	۷
۲۲	علامہ رسول صاحب برکڑی متصل جیل جیدر آباد سندھ	۷
۲۳	ڈاکٹر محمد ابراہیم شیخ صاحب صدر بازار	۷
۲۴	پرنس صادق میاں صاحب بارسٹریٹ اسپتال مجبٹریٹ بانٹوا کاٹھیاوار	۷
۲۵	صوفی محمد حسین صاحب چشتی صابری کالو پور متصل مسجد شکر خاں احمد آباد	۷
۲۶	غلام علی صاحب ولدولی محمد صاحب نمون کالو پور پانچ پٹی دروازہ کے پاس احمد آباد	۷
۲۷	حکیم فضل میاں چھوٹو میاں صاحب ممبر منو نیلپی کالو پور سوئی گراں کی پول کے پاس احمد آباد	۷
۲۸	نور میاں محمد میاں صاحب قریشی ریٹائرڈ ناظر و مشرکٹ جج کورٹ احمد آباد	۷

نمبر شمار	ممبران عمومی	میزاں	رقم
۱	اے ایچ کھتری ۳۰۵ ہلال منزل عبدالرحمن اسٹریٹ	بنی	۷
۲	قاضی کبیر الدین احمد صاحب اسکور بارسٹریٹ لاکھبالا ہل	"	۷
۳	سر رحمت اللہ ایم چنائی چوپائی	"	۷
۴	ایم کے پٹمان صاحب مملت دار رادر ضلع مشرقی	خاندیس	۷
۵	حاجی داؤد صاحب عثمان مرچنٹ	"	۷
۶	حاجی محمد عبداللہ صاحب متولی جامعہ مسجد	"	۷
۷	حاجی محمد حسین صاحب مالک آیل ل	"	۷
۸	صاحب جی حاجی شیخ جی سوداگر	"	۷

ممبر شمار	نام چندہ دہندگان	رقم
۹	مسٹر ایس ایم حسن بی اے ایل ایل بی بارسٹریٹ لا جلاکاوں مشرقی خاندیس	۵۰
۱۰	قادر علی نور علی صاحب سوداگر دہرن ککاوں	۵۰
۱۱	غلام عوث صاحب ترقی بی اے انجینئرنگ ڈپارٹمنٹ مینوپول کارپوریشن کراچی	۵۰
۱۲	قاضی خدابخش صاحب (علیگ) ایڈوکیٹ	۵۰
۱۳	شیخ محمد حسن صاحب سپرنٹنڈنٹ بورڈنگ ہاؤس مدرسۃ الاسلام	۵۰
۱۴	امیر بخش گزوا صاحب کراچی الیکٹرک سپلائی کارپوریشن کچہری روڈ	۵۰
۱۵	مسٹر حفیظ الرحمن انصاری سیکریٹری ہوم ڈپارٹمنٹ	۵۰
۱۶	محمد ہاشم گزوا صاحب انجینئر چھوڑ لائن	۵۰
۱۷	سیٹھ عبدالعلی موسیٰ بجائی صاحب مہریت روڈ	۵۰
۱۸	ایچ ایف ایل ٹی ہیرسن صاحب پرنسپل مدرسۃ الاسلام	۵۰
۱۹	سیٹھ آدم علی صاحب علوی نیپرو روڈ	۵۰
۲۰	حافظ شریف حسین صاحب	۵۰
۲۱	سیٹھ محمد حسین صاحب فندو کمار اور	۵۰
۲۲	سیٹھ محمد اسماعیل صاحب سوتھ نیپرو روڈ	۵۰
۲۳	سیٹھ حاجی عبدالشکور عبدالقادر صاحب کلاتھ مہریت ایفٹن روڈ	۵۰
۲۴	سیٹھ ہاشم محمد کاجی صاحب لارنس روڈ	۵۰
۲۵	مسٹر غلام محمد صاحب کلرک جوڈیشل کمشنر کورٹ	۵۰
۲۶	ایس ایم فضل اتھی صاحب کمپل اسٹریٹ	۵۰
۲۷	مسٹر اے آر خاں صاحب معرفت اے آر خاں اینڈ سنز نبر روڈ	۵۰
۲۸	مسٹر غلام علی الانہ صاحبہ کمار اور	۵۰
۲۹	خانصاحب بخش گول	۵۰
۳۰	مرزا آدم خاں صاحب مینوپول کوسنر پرانا ٹاؤن	۵۰
۳۱	نور احمد حاجی جبار و صاحبان مدرسۃ الاسلام	۵۰

104

نمبر شمار	نام چندہ دہندگان	رقم
۲	پرو فیسر مارون علی صاحب شیرانی صدر شعبہ تاریخ جامعہ عثمانیہ	۴۰
۳	پرو فیسر سید محمد الیاس صاحب برنی ناظم دارالترجمہ	۴۰
۴	مولوی مسعود علی صاحب سابق مسکن حج سرگرم اعظم جاسی	۴۰
۵	سید احمد محی الدین صاحب مارکننگ انفیسر	۴۰
۶	سید محمد عسکری جن اسکو ربار سرائیٹ لا	۴۰
۷	ڈاکٹر حامد علی صاحب پل چادر گھاٹ	۴۰
۸	مرزا عبد القدیر بیگ صاحب د و گار انجنیر جو نگر علاقہ	۴۰
۹	مولوی عبد العزیز صاحب ڈس پرنس ٹریننگ کالج	۴۰
۱۰	مولوی محمد عبد الرحیم صاحب ایم اے ایل ایل بی وکیل گھنٹہ روڈ	۴۰
۱۱	مولوی وحید الرحمن صاحب صدر شعبہ طبیعیات جامعہ عثمانیہ	۴۰
۱۲	مولوی میر عسکری علی صاحب معتمد اسٹیٹ نواب لار جنگ مبادر	۴۰
۱۳	سید محمد حنیف صاحب پرائیویٹ سکریٹری نواب کمال یار جنگ مبادر	۴۰
۱۴	مولوی محمود حسن صاحب جیدر آباد یکہ پور	۴۰
۱۵	مولوی محمد احمد صاحب ناظم پتہ سرکار عالی	۴۰
۱۶	مولوی عبد المجید صاحب معتمد اسٹیٹ نواب کمال یار جنگ مبادر	۴۰
۱۷	مولوی محمود احمد خاں صاحب (علیگ) ریڈر شعبہ کیمیا جامعہ عثمانیہ	۴۰
۱۸	مولوی نصیر احمد صاحب عثمانی ریڈر شعبہ طبیعیات	۴۰
۱۹	مولوی حمید احمد صاحب انفاری رجیٹرار	۴۰
۲۰	مولوی سید و ہاج الدین صاحب پرنسپل اسسٹنٹ پرنسپل پور	۴۰
۲۱	ڈاکٹر عبد الحق صاحب صدر شعبہ عربی	۴۰
۲۲	مولوی لطف احمد صاحب (علیگ) پرنسپل د و گار ناظم فیا	۴۰
۲۳	مولوی سید محمد محسن صاحب بی اے ایل ایل بی وکیل ترنگ پور	۴۰
۲۴	مولوی حبیب الرحمن صدر شعبہ معاشیات جامعہ عثمانیہ	۴۰

نمبر شمار	نام چندہ دہندگان	رقم
۲۵	ڈاکٹر یوسف حسین خاں صاحب ریڈر شعبہ تاریخ جامعہ عثمانیہ	۴۵
۲۶	شیخ محمد برکت علی صاحب ریڈر شعبہ ریاضی	۴۵
۲۷	مولوی سید احمد محی الدین صاحب (علیگ) اوپنر اخبار رہبر و کن	۴۵
۲۸	مولوی جلیل احمد صاحب ایم اے ایل ایل بی وکیل ترب بازار	۴۵
۲۹	ڈاکٹر حفیظ الدین صاحب قریشی صدر شعبہ کیمیا جامعہ عثمانیہ	۴۵
۳۰	مولوی عبدالقیوم صاحب (علیگ) بارسٹریٹ لاجسٹریٹ	۴۵
۳۱	مولوی عبد الحمید صاحب (علیگ) تعلقہ دارستان گدوال	۴۵
۳۲	ڈاکٹر عبد العلی صاحب سول سرجن عثمانیہ ہسپتال	۴۵
۳۳	مولوی غلام محی الدین صاحب مددگار ناظم ہندوبت	۴۵
۳۴	مولوی لائق حسین صاحب	۴۵
۳۵	نواب بہادر یار جنگ بہادر	۴۵
۳۶	مولوی محمد عبداللہ پاشا صاحب وکیل	۴۵
۳۷	میسر احمد اشرف صاحب (علیگ) نوبت بہادر	۴۵
۳۸	مولوی سلطان حمید صاحب معرفت وزیر سلطان اینڈ مسٹر	۴۵
۳۹	نواب ناظر یار جنگ بہادر جج عدالت العالیہ	۴۵
۴۰	مولوی مصطفی بیگ صاحب منتم ٹیلیفون	۴۵
۴۱	میسر شیخ محمد بشیر صاحب کمانڈنگ افیسر سیکنڈ لائنر	۴۵
۴۲	میسر غلام معین الدین صاحب کمانڈنگ افیسر A بارٹری	۴۵
۴۳	ڈاکٹر سید حسن صاحب	۴۵
۴۴	مولوی سید محی الدین صاحب پرنسپل عثمانیہ کالج اورنگ آباد کن	۴۵
۴۵	مولوی ڈاکٹر محمد اللہ خاں صاحب ایل ایل ڈی بارسٹریٹ ناظم سرج	۴۵
۴۶	نواب سید معز الدین صاحب جاگیر دار	۴۵
۴۷	میر سلطان علی صاحب ایچ سی ایس منصف	۴۵

نمبر شمار	نام چندہ دہندگان	رقم
۴۸	مولوی بید اصغر حسین صاحب بلگرامی بارسٹریٹ لازاؤ ناظم اورنگ آباد دکن	۵۵
۴۹	رائے صاحب لالہ جھوٹے لال جی بہادر رئیس	۵۵
۵۰	مولوی محمد حیات الحسن صاحب رضوی جج عدالت	۵۵
۵۱	حافظ سید عبدالرزاق صاحب مالک موٹر کمپنی	۵۵
۵۲	مولوی مرزا رحیم بیگ صاحب وکیل	۵۵
۵۳	میر احمد علی خاں صاحب صدر مہتمم تعمیرات	۵۵
۵۴	سر محمد یحیی عثمان انپکٹر پٹہ خانبخت	۵۵
۵۵	مولوی سید حسین صاحب (علیگ) صدر مہتمم تعلیمات	۵۵
۵۶	مولوی محمد عبد الکریم صاحب تاپوری وکیل	۵۵
۵۷	ڈاکٹر سید ریاض علی صاحب سول سرجن	۵۵
۵۸	مولوی غلام حسن صاحب (علیگ) ٹرنینگ کالج	۵۵
۵۹	مولوی مرزا سلیمان بیگ صاحب صدر مہتمم خزانہ	۵۵
۶۰	مولوی کریم احمد خاں صاحب (علیگ) مہتمم تعلیمات	۵۵
۶۱	مولوی قمر الاسلام صاحب زبیری ڈوینرل انجنئر	۵۵
۶۲	مولوی محمد وزیر احمد صاحب قریشی پروفیسر عثمانیہ کالج	۵۵
۶۳	مولوی حاجی محمد حیدر صاحب رئیس اعظم	۵۵
۶۴	مولوی محمد ذکی الدین صاحب قریشی (علیگ) پروفیسر عثمانیہ کالج	۵۵
۶۵	پروفیسر اکبر علی صاحب	۵۵
۶۶	مولوی محمد سعید الزماں صاحب	۵۵
۶۷	مولوی حفیظ احمد خاں صاحب منصف	۵۵
۶۸	محمد عبد الباسط صاحب زاید ناظم عدالت	۵۵
۶۹	مولوی میر مصطفیٰ علی صاحب ناظم عدالت	۵۵
۷۰	شیخ نور الاسلام معراج الدین صاحب ٹھیکہ دار پٹیشن بازار	۵۵

نمبر شمار	نام چند دهنندگان	رقم
۷۱	مولوی اکبر عالم صاحب (علیگ) وکیل	۷۷
۷۲	مولوی سید زاهد حسین صاحب صدر مدرس ہائی سکول	۷۷
۷۳	سی دی شاستری صاحب منیجر محبوب شاہی مل	۷۷
۷۴	بی ایم لالہوتی صاحب الگ محبوب شاہی ملز	۷۷
۷۵	مولوی عید المجید صاحب بلگرامی سب ڈویژنل انیسر تعیمیرات	۷۷
۷۶	مولوی میرا پو طالب صاحب (علیگ) مددگار عثمانیہ کالج	۷۷
۷۷	نواب ظہیر یار جنگ بہادر اول نعلقدار	۷۷
۷۸	خان شاہ محمد خاں صاحب (علیگ) منتم پوس	۷۷
۷۹	مولوی محمد احمد صاحب کالائی وکیل	۷۷
۸۰	مولوی سید ذوالفقار علی صاحب حقانی (علیگ) پرنسپل عثمانیہ کالج	۷۷
۸۱	مولوی سعید الحسن صاحب رزاقی وکیل	۷۷
۸۲	مولوی محمد عثمان صاحب صمدانی منتم کتب خانہ	۷۷
۸۳	مولوی محمد عثمان صاحب (علیگ) صدر مدرس مدرسہ فقانیہ	۷۷
۸۴	مولوی محمد زین العابدین صاحب وکیل	۷۷
۸۵	مولوی مہدی حسن صاحب زیری (علیگ) منتم تعلیمات	۷۷
۸۶	مولوی معز الدین احمد صاحب (علیگ) صدر مدرس مدرسہ فوقانیہ	۷۷
۸۷	سید محمد جواد صاحب (علیگ) منتم تعلیمات	۷۷
۸۸	سید فضل حسین صاحب (علیگ) وکیل صوبہ داری	۷۷

محمد
عبدالمجید

میزان

ممبران عمومی

۱ پروفیسر ملک سرور علی خاں صاحب عثمانیہ ٹریننگ کالج حیدرآباد دکن

نمبر شمار	نام چند ہندکان	رقم
۲	مولوی سید علمدار حسین صاحب متمم خفیہ پوس	۷۰
۳	میر احمد علی خاں صاحب ایم ای دی لکچرار عثمانیہ ٹرننگ کالج	۷۰
۴	خواجہ یوسف الدین صاحب ایم اے	۷۰
۵	سلیم بن سعید صاحب	۷۰
۶	مولوی جمیل احمد صاحب (علیگ) ریٹائرڈ متمم تعمیرات کوٹھی ۱۹۸۴ حریت آباد	۷۰
	حیدر آباد دکن	
۷	قاضی سید فکد حسین صاحب ایم اے دارالترجمہ	۷۰
۸	مولوی احمد علی الدین صاحب پرنس ہدو گار ناظم کروڑ گیری	۷۰
۹	نواب ممتاز بیار الدولہ بہادر سکریٹری آصفیہ ہائی اسکول	۷۰
۱۰	نواب اکبر یار جنگ بہادر	۷۰
۱۱	محمد عبد الرحمن خاں صاحب سابق صدر کالج جامعہ عثمانیہ بیگم پیٹ	۷۰
۱۲	جے ار کا صاحب اسسٹنٹ پرنس عثمانیہ کالج اورنگ آباد دکن	۷۰
۱۳	مولوی محمد فرید الدین خاں صاحب وکیل سرکار	۷۰
۱۴	مولوی نصر الدین صاحب پرنس مدرسہ صنعت و حرفت	۷۰
۱۵	مولوی محمد ابراہیم صاحب لکچرار عثمانیہ کالج	۷۰
۱۶	مولوی غلام طیب صاحب لکچرار	۷۰
۱۷	مستر ستم جی صاحب متمم تعمیرات	۷۰
۱۸	مولوی سید ساجد علی صاحب متمم تعلیمات	۷۰
۱۹	مولوی سید محی الدین صاحب پرنس عثمانیہ انٹر میڈیٹ کالج	۷۰
	میزان	۷۰

میز شمار	نام چندہ دہندگان	رقم
	ریاست بھاولپور	
	نمبران خصوصی	
۱	ڈاکٹر محمد وین صاحب ریٹائرڈ سول سرجن	۷۷
۲	خان بہادر مولوی ضیاء الدین احمد خاں صاحب ایم اے ایل ایل بی ڈاکٹر کراچی	۷۷
	سر شمسہ تعلیم بھاولپور	
۳	سردار محمد اسلم خاں صاحب بی اے انٹرنٹ جنرل	۷۷
۴	سید شجاعت علی صاحب حسنی	۷۷
۵	سیخ شیر محمد خاں صاحب بہادر نائب منتم آبادی	۷۷
۶	خواجہ عبدالغفور صاحب بہادر منتم انہار	۷۷
۷	مولوی سراج الدین صاحب سابق چیف جج	۷۷
۸	خان بہادر محمد اکرم صاحب بہادر پوس کشنر	۷۷
۹	سردار محمد امیر خاں صاحب بہادر ہوم میئر	۷۷
۱۰	میسٹر شمس الدین محمد صاحب وزیر تعلیم	۷۷
۱۱	سردار محمد خاں صاحب بناری رئیس آنریری مجسٹریٹ رحیم آباد	۷۷
۱۲	سردار غلام حیدر خاں صاحب بناری رئیس	۷۷
۱۳	سردار بخش خاں صاحب بناری رئیس رحیم آباد	۷۷
۱۴	سردار محمد افضل خاں صاحب	۷۷
۱۵	چوہدری غلام غوث خاں صاحب آگڑ کٹو انجینئر انہار بھاولپور	۷۷
۱۶	خان بہادر شیخ شاہ نواز خاں صاحب بہادر مشیر مال	۷۷
	میزان	۷۷

نمبر شمار	نام چند دہندگان	رقم
-----------	-----------------	-----

ممبران عمومی

۱	مولوی عبد المجید صاحب ایم لے داکس پریس کانج	بھاو پور
۲	پیر زادہ عبد الرشید صاحب پروفیسر کانج	"
۳	چودھری محمد افضل صاحب ایم ایس سی پروفیسر کانج	"
۴	حافظ شیخ محمد عبد الفتی صاحب اکونٹنٹ جنرل	"
۵	خان غلام مصطفیٰ خاں صاحب خاکوانی بی اے اسٹنٹ اکونٹنٹ فیسر	"
۶	خان آغا محمد خاں صاحب بہادر اکڑ گٹو انجینئر تعمیرات	"
۷	سید ذوالفقار الدین صاحب بی اے سپرنٹنڈنٹ جج ملتان معرفت مولوی	"
۸	سراج الدین خاں صاحب سابق چیف جج	بھاو پور
۹	مولوی عمر الدین صاحب معرفت مولوی سراج الدین صاحب سابق چیف جج	"
۱۰	خان بہادر الہ نواز خاں صاحب متمم جنگلات	"
۱۱	مولوی محمد اختر علی صاحب نائب متمم آبادی	"
۱۲	حافظ شفیع الدین صاحب پیشہ کاری چیف کورٹ	"
۱۳	سید عبد المالک صاحب رین بسیرا	"
۱۴	ملک فیض بخش صاحب اسٹنٹ اکونٹنٹ افیسر	"
۱۵	مولوی عبد الرشید صاحب ایم لے ایل ایل بی منصف احمد پور لہندہ	"
۱۶	مولوی عبد الحمید صاحب ایم لے منصف چشتیان	"
۱۷	خان بہادر نیری بخش محمد حسین صاحب بی اے ایل ایل بی پریمنسٹر	"

میلون

وزیران

۱	خواجہ محمد شجاع صاحب منشی پروفیسر کانج	بھاو پور
۲	غلام حسن صاحب بی اے پوسٹ ماسٹر	میزان

نمبر شمار	نام چندہ دہندگان	رقم
متفرق ریاست ٹائے اسلامی		
ممبران خصوصی		
۱	مسٹر محمد شعیب صاحب قریشی منسٹر	۵۰
۲	مشیر الملک عالیقدر عالمگیری تاقی علی حیدر رضا عباسی منسٹر	۵۰
۳	امین الملک والا قدر عالمگیری تاقی خان سلام الدین خاں صاحبین جج	۵۰
۴	ہزہ رئیس شیخ صاحب آف	۵۰
۵	سید الطاف حسین صاحب بی اے (علیگ) دیوان رضا	۵۰
۶	مسٹر ایوب لطیف صاحب	۵۰
۷	پرنس محمد بدر الدین صاحب نظامی بی اے (علیگ) دیوان ریاست مانا واد	۵۰
۸	عاجیہ بیگم صاحبہ عالیہ قیصر ہند	۵۰
۹	مسٹر ایم ایف سعید صاحب پرائیویٹ سکرٹری ہزہ رئیس صاحب بہادر	۵۰
۱۰	ایم اے شیخ صاحب ایجنٹ	۵۰
۱۱	جناب عبدالغفار صاحب ولیمہ بابت معرفت عبدالقادر ضاریونی کٹر	۵۰
۱۲	اساتف جناب ولیمہ صاحب بہادر معرفت	۵۰
۱۳	مہیڈ مسٹر صاحب مدرسہ اسلامیہ کتبیانہ	۵۰
۱۴	پرائیویٹ سکرٹری ایم اے صاحب بار سٹریٹ لا	۵۰
۱۵	سیٹھ حاجی عبداللہ نور محمد صاحب کھتری	۵۰
۱۶	امام محمد بن حاجی عبدالرحمن صاحب محلہ جولایان سکرٹری فریڈلی سٹائی	۵۰
۱۷	سکرٹری سلم ایجوکیشن سوسائٹی	۵۰
۱۸	میر عثمان خاں صاحب کمانڈنگ انفیر	۵۰
۱۹	مسٹر شیر خاں صاحب ہیڈ ماسٹر ٹرل اسکول کتبیانہ	۵۰

نمبر شمار	نام چندہ دہندگان	رقم
۲۰	سیٹھ حاجی یوسف حاجی عمر صاحب کتیانہ ریاست جونا گڑھ	۵۰
	میزان	۵۰
	ممبران عمومی	
۱	خان بہادر شوکت علی صاحب باقی دیوان راج گڑھ دیوان خانہ سیہور	۵۰
۲	امیر الملک میر نصیب علی صاحب محمد خاص سرکار عالیہ	۵۰
۳	مولوی محمد نصیر الدین صاحب کبیل	۵۰
۴	مولوی محمد احمد خاں صاحب (علیگ) جج ہائیکورٹ	۵۰
۵	میاں محمود علی خاں صاحب (علیگ) بارہ محل	۵۰
۶	مولوی محمد اختر علی خاں صاحب بہادر کنسرو پٹر جنٹلات	۵۰
۷	لارڈ جیات صاحب (علیگ) سکریٹری گورنمنٹ	۵۰
۸	سر غنی کریم صاحب	۵۰
۹	سیٹھ حاجی عمر لطیف صاحب	۵۰
۱۰	سیٹھ حاجی ہاشم اسماعیل صاحب	۵۰
۱۱	سیٹھ ابراہیم اسماعیل صاحب	۵۰
۱۲	حاجی عیسیٰ عمر کا پاشا صاحب	۵۰
۱۳	احمد کریم اسماعیل صاحب	۵۰
۱۴	سیٹھ عبد اللہ صاحب	۵۰
۱۵	برقار سیٹھ اسماعیل ابراہیم صاحب	۵۰
۱۶	خان بہادر کرنل عبدالغفار خاں صاحب کمانڈنگ آفیسر مینین	۵۰
۱۷	سیٹھ موسیٰ لاکھانا صاحب سکریٹری مدرسہ اسلامیہ کتیانہ	۵۰
۱۸	سیٹھ غنی محمد صاحب بیٹی اسسٹنٹ سکریٹری	۵۰

نمبر شمار	نام چندہ دہندگان	رقم
۱۹	ناظم الانشا مولوی وزیر احمد صاحب (ملک) ڈاکٹر تعلیمات	بھوپال
۲۰	مسٹر اسلام الحق صاحب چیف ایلیکٹرٹریکل انجنیر	میزان
	وزیران	
۱	سید ظہیر علی صاحب بی اے بازار نصر اللہ خاں	ریاست راجپور
متفرق ریاست ہائے غیر اسلامی		

ممبران خصوصی

۱	محمد مقبول حسین خاں صاحب جاگیر دار تعلیمی مین پورہ	ریاست بھوپور
۲	حاجی محمد اکرام حسین خاں صاحب ناظم سمیر	~
۳	سیٹھ چھوٹے لال صاحب کھاتی پورہ والے	~
۴	نواب محمد عبدالوہاب خاں صاحب جاگیر دار	~
۵	محمد طور الدین صاحب کنٹرکٹر عمارت	~
۶	منشی محمد قدا علی خاں صاحب دیوان غزنی	~
۷	مرزا فضل الحق بیگ صاحب اسسٹنٹ انجنیر محمد راگھو ماجرہ	پٹیالہ
۸	سر دار فضل حق صاحب سب جج ہٹنڈہ	~
۹	خان صاحب فضل کریم خاں صاحب سپرنٹنڈنٹ پولس	~
۱۰	خان بہادر قاضی سر عزیز الدین احمد صاحب بہادر اویلی اکی دیوان ریاست وٹیا	~

میزان

ممبران عمومی

۱	خان بہادر مولوی محمد عبد الحق صاحب جج ہائیکورٹ	ریاست بھوپور
---	--	--------------

نمبر شمار	نام چندہ دہندگان	رقم
۲	مولوی مرغوب احمد صاحب بی اے ایل ایل بی (علیگ) وکیل ریاست جے پور	۵۰
۳	مولوی سید عبدالسلام صاحب ایم اے (علیگ) سب نج	۵۰
۴	مرزا جمشید حسین خاں صاحب تحصیلدار بہرائٹ	۵۰
۵	منشی مالی لال صاحب بی اے تحصیلدار جھان رام گدھ	۵۰
۶	منشی بال چند راجی صاحب بی اے ناظم آئیر	۵۰
۷	منشی کلیان نرائین صاحب تحصیلدار	۵۰
۸	منشی محمد عبد الحفیظ خاں صاحب داروغہ چنگی ماوہو پورہ	۵۰
۹	سید احمدا علی صاحب رسالدار ناگو کا کھیرہ	۵۰
۱۰	شاہ علیم الدین صاحب ایم اے ایل ایل بی وکیل پڑانی بسنی	۵۰
۱۱	حامی الدین صاحب ایم اے (علیگ) پروفیسر مہاراجہ کالج	۵۰
۱۲	ناظر خدا بخش صاحب ناظر محلات ڈیوڑھی	۵۰
۱۳	اکرام علی خاں صاحب تحصیلدار سانہر	۵۰
۱۴	غلام محی الدین خاں صاحب جمعدار سووا اگر محلہ ٹنگ شاہ	۵۰
۱۵	امراؤ مرزا صاحب وکیل سر رشتہ	۵۰
۱۶	سید یوسف حسین صاحب ناظم اسپتال ڈیوٹی	۵۰
۱۷	الطاف احمد صاحب خبری اسسٹنٹ وائس پریسیدنٹ	۵۰
۱۸	سید اعظم الدین صاحب تحصیلدار معظم آباد	۵۰
۱۹	خالفاج مرزا حامد علی خاں صاحب سفیر الملک متمدن جنگ وکیل در بادونک	۵۰
	بیرون اجمیری دروازہ جے پور	
۲۰	محمد عطاء اللہ خاں صاحب بی اے ایل ایل بی (علیگ) تحصیلدار لطافت مالپور جے پور	۵۰
۲۱	سید مصباح الرحمن صاحب ایم اے بیرون چاند پول دروازہ باغ غیر مہی	۵۰
۲۲	سید اشرف علی صاحب سٹی کو توال پنشنر	۵۰
۲۳	شیخ فہیل الرحمن صاحب آذری سکرٹری اولی سہا ۲۱ احمد منزل	۵۰

نمبر شمار	نام چندہ دہندگان	رقم
۲۴	نور الحق صاحب ایم اے اسٹنٹ ماسٹر مسلم اسکول	۵۰۰
۲۵	ابو المعالی مولوی ایوب خاں صاحب منشی فاضل ہیڈ مولوی مائی اسکول ریاست راج گڑھ	۵۰۰
۲۶	مرزا عبد المنان بیگ صاحب چغتائی	۵۰۰
۲۷	نواب سر لیاقت حیات خاں بہادر وزیر اعظم	۵۰۰
۲۸	خان بہادر سر عبد الحمید خاں صاحب سابق دیوان	۵۰۰
	ریاست اندور	۵۰۰
	ریاست پٹیالہ	۵۰۰
	پکود تھلہ	۵۰۰
	میزان	۵۰۰
برہما ممبران عمومی		
۱	مولوی سید غنایت حسین صاحب ایم اے پرنسپل راندر مائی اسکول رنگون	۵۰۰
۲	فیصل حسن صاحب	۵۰۰
۳	خواجہ محمد عثمان مستی خاں صاحب کنٹرکٹر پوسٹ کیس ۳۶۱ بار سٹریٹ ۱۹۳ ر	۵۰۰
	میزان	۵۰۰

میزان	رسم	مدات	
		چند اخراجات جو بی	۴
	۵۵۰ ۰ ۰	۱- دعوت همانان جو بی	
۶۰۰ ۰ ۰	۵۰ ۰ ۰	۲- کپ نامش تعلیمی	
۱۷۲۸ ۳ ۳		چندہ لائف مہری کانفرنس	۵
۷۹ ۱		چندہ وظائف	۶
۳۸۳		سیٹھ صاحب بھائی اسکا رشپ فنڈ از کرایہ بھائی بلاک	۷
۷۲ ۸		سمٹیل محمدیہ اسکا رشپ فنڈ از کرایہ سمٹیل محمدیہ بلاک	۸
۲ ۰ ۰		ارشاد الدین اسکا رشپ فنڈ	۹
۸۰۰		سمٹیل محمدیہ اسکا رشپ فنڈ عطیہ واسطہ محمد اسماعیل صاحب	۱۰
۵۹۳ ۸ ۰		امداد و مداریں اسلامی عطیہ نواب صدر یار جنگ بادر	۱۱
۱۳۸۳ ۳		ولسی رقم قرضہ تعلیمی از طلباء سابق	۱۲
۵۵ ۱ ۹		ڈاک	۱۳
		کانفرنس گزٹ	۱۴
	۳۰۰ ۳ ۰	۱- چندہ عام خیرداران	
	۲۰۷ ۰ ۰	۲- اجرت مشہری سمن وغیرہ	
۱۲۸۳ ۳ ۰	۷۱ ۰ ۰	۳- چندہ ممبران خصوصی	
		بکڈ پو کانفرنس	۱۵
		۱- قیمت مطبوعات از عام خیرداران ۷-۱۳-۸۸	
	۲۰۹ ۱ ۶	از ممبران خصوصی ۲۰-۳۲-۳۰	
	۱ ۱۳	۲- مطبوعات غیر خیرہ کانفرنس	
۴۱۸ ۵ ۳	۷ ۶ ۹	۳- کمیشن فروخت کتب	

میزان	رسم	مدات	
		کرایہ	۱۶
	۱۲۰۰	۱۔ مال و کمرہ جات طبیہ کالج مسلم یونیورسٹی	
	۱۲	۲۔ اسٹات ہاؤس	
۱۲۵۰	۳۸	۳۔ دوکان	
۲۲۱	۶	کاشت و بہار باغ	۱۷
		قرضہ کا نفرش	۱۸
	۲۸۰	۱۔ منشی محمد نجم الدین صاحب	
	۹۰	۲۔ منشی سعید حسن صاحب	
۴۲۰	۵۰	۳۔ منشی ذوالفقار الدین صاحب	
۱۷۰		رقومات منشی	۱۹
۴۰۰۰		سرایہ کا نفرش و منتقل ہوئے عطیہ صلیح بھائی	۲۰
۲۰۰۰۰		عطیہ ڈاکٹر محمد اسماعیل خان صاحب تعمیرائیں محمدیہ بلڈنگ	۲۱
۵۰۰		تعمیر یادگار محمد حسین صاحب بی اے	۲۲
۱	۴	حق الخدمت کا نفرش از کرایہ اسماعیل محمدیہ بلڈنگ	۲۳
	۴	بقیہ لاگت برجی بھوسہ	۲۴
	۱	قیمت لاکھ بتی	۲۵
		کئی قیمت عمارات	۲۶
	۱۱	۱۔ اسماعیل محمدیہ بلڈنگ	
	۱۲	۲۔ سیٹھ صالح بھائی بلاک	
۶۸	۵۵	۳۔ دیگر عمارات	
		امانت	۲۷
	۴۰۰	۱۔ تنخواہ مدرس ڈھاکہ دیوبند خیمہ الامیان موضع مذکور	

میزان	رقم	موات	تفصیل
۳۱	۱۰	۰	۲- متفرق
۵۰	۸	۰	۳- گرایه ابیسیل محرمه بلندنگ
۲۰	۳	۲	۲۹- پوش غلمه دفتر
			۳۰- قیمت کتب
	۵	۳	۱- دارالاشاعت لاہور
	۳	۱۳	۲- نقاشی پرین بدایوں
	۲	۱	۳- المناظر بک اکبرنی
	۱	۱۳	۴- اسلامیہ ہائی اسکول اٹاوا
	۲	۱۱	۵- جامعہ ملیہ دہلی
	۰	۱۳	۶- مولوی عبد المجید داس صاحب
	۱	۸	۷- آزاد بک ڈپو
	۱	۱۳	۸- حالی پبلشنگ ہاؤس
	۲	۱۰	۹- انجمن ترقی اردو
۲۲	۹	۰	۱۰- ابو عبد اللہ ذکا اللہ بریلی
۶۹۳۲۶	۱۳	۲	میزان آسانی ۳۷-۱۶۱۰۶
۶۳۱۷	۱۳	۱۱	باقیات
۵۵۷۱۳	۱۱	:	میزان گل

اخراجات

ردیف	ملاحظات	رسم	میزان
۱	عمده دفتر کافرس		
	۱- تنخواہ	۶۳۲۰	۵
	۲- بونس	۳۶۴	۰
	۳- الاؤنس	۰	۵
	۴- سفر خرچ	۱۱	۱۴
۶۶۰۶	۹	۷	
۲	سفران کافرس		
	۱- سفر مستقل	۶۱۵	۳
	۲- دیگر سفران عارضی	۹۰۱	۵
۱۶۸۵	۹	۴	
	۳- سفر خرچ بر سر عبد الکیم نازقی زمانہ دورہ	۱۶۹	۰
۳	ڈاک سائفر خرچ دفتر کافرس		
	۱- ڈاک	۴۵۹	۸
	۲- پیشہ نری	۱۴۵	۶
	۳- سائفر خرچ	۵	۴
۶۱۰	۲	۹	
۳۹	۱۳	۶	
۴۱۴	۳	۱	
۴	مرمت و ویلیکیٹر دفتر کافرس		
۵	اخراجات واپسی رقم قرضہ تعلیمی		
۶	وظائف		
	۱- عام	۲۸۷۶	۰
	۲- سید علی محمد اسکالر شپ	۵۰	۰
	۳- ارشاد الدین اسکالر شپ	۱۰	۰
	۴- سیٹھ صالح بھائی عربی اسکالر شپ	۲۹۴	۰
	۵- راجہ سوچ پال نگہ سنگھ اسکالر شپ	۶۰	۰

نمبر	مذاہب	رقم	میزان
۶	۶۔ طالبات اسلامیہ گزرگاہ علی گڑھ ۷۔ امدادی تعلیمی	۲۵۰	۳۵۴۰
۸	۱۔ عام ۲۔ ولایت حین و ظیفہ فٹ ۸۔ امداد مدارس و انجمن ہائے اسلامی	۱۳۱	۱۶۶
۹	۱۔ متفرق مدارس اسلامی ۲۔ اسلامیہ ہائی اسکول اٹاوہ ۳۔ حالی سلم ہائی اسکول پانی پت ۴۔ انجمن ترقی اروور اجیٹمانہ	۲۳۶۸	۲۸۹۳
۱۰	طبع رپورٹ کانفرنس طبع کاغذات متفرق ۱۔ متفرق کاغذات ۲۔ ایڈریس پراونشل کانفرنس چند اخبارات و رسائل تعلیمی	۲۵۰	۳۶۶
۱۱	۱۲۔ باغ و کاشت ۱۔ تنخواہ مالی و کیرہ باغ ۲۔ آبپاشی و قلبہ رانی ۳۔ خرید و گمکہ و وزقان ۴۔ متفرق اخراجات	۲۰۰	۲۱۴
۱۳	۱۳۔ دفتر ٹریڈ آفیس مسلم یونیورسٹی ۱۴۔ لائبریری کانفرنس ۱۔ علوم شرقی	۱۳	۳۵
		۲۸	۵۹۷
		۱۲	۲۳۰

نمبر	درات	رستم	میزان
۲۲	مرمت عمارات کانفرنس		۳ ۱۳ ۲۱۴
۲۳	تعمیر شاگرد پیشه		۱۰۰
۲۴	تعمیر چاه		۰ ۳ ۱۶۵
۲۵	کتابخانه یادگار خدمات دیوبند سید فیض احمد صاحب		۰ ۰ ۷
۲۶	خرید و بیس و الیاں ملک		۰ ۱۳ ۳۳
۲۷	تعمیر اسماعیل محمدیہ بلڈنگ از رقم ڈاکٹر اسماعیل خان صاحب		۳ ۲ ۱۸۱۳۶
۲۸	تعمیر عمارات جنگی آمدنی وظائف کیلئے مخصوص ہر		
۲۹	۱۔ اسماعیل محمدیہ بلڈنگ از عتیقہ و ڈاکٹر محمد اسماعیل خان صاحب	۰ ۰ ۱۶۳۷۷	
۳۰	۲۔ سیٹھ صالح بھائی بلاک از عتیقہ سیٹھ صالح بھائی		
۳۱	طیب جی مینی	۰ ۰ ۲۹	
۳۲	۳۔ ارشد الدین عبدالکریم ہاؤس عتیقہ منشی عبدالکریم بریلوی	۰ ۰ ۵۱۵	
۳۳	متفرق اخراجات بکڈ پو		۰ ۶ ۲۱۸۱
۳۴	۴۔ اخراجات رہنشی وغیرہ جو بی حضور نظام		۰ ۱۲ ۷
۳۵	۵۔ میڈل حب تجویز پرائنٹنگ کانفرنس		۰ ۶ ۵۱
۳۶	متفرقات		۳ ۰ ۳۴
۳۷	۶۔ کمی قیمت عمارات		
۳۸	۷۔ سلطان جہاں منزل	۰ ۰ ۳۵	
۳۹	۸۔ اسٹاف ہاؤس	۰ ۸ ۷	
۴۰	۹۔ دیگر کمرہ بیات	۰ ۸ ۲	
۴۱	۱۰۔ صالح بھائی بلاک	۶ ۶ ۱۲	
۴۲	۱۱۔ پرائیویٹ وظائف نواب صاحب مار جنگی اور	۶ ۱۱ ۲۰۱۲	
۴۳	۱۲۔ رقومات پیشگی جو دوس ہونگی	۰ ۰ ۴۰۶	

تعمیر کو دیا گیا

نمبر	ملاحظات	رقم	میزان
۳۶	مدرسہ رام پور		۷۱۰۰
۳۷	اہلکاران دفتر کو قرض		
	۱۔ منشی محمد نجم الدین صاحب	۱۵۰۰	۰
	۲۔ منشی ذوالفقار الدین صاحب کاتب	۵۰۰	۰
۳۸	رقومات امانت		
	۱۔ کرایہ اسماعیل محمدیہ بلدنگ	۵۸	۸
	۲۔ تنخواہ مدرس دھاکہ دیوی مجتہدہ اہلیان موضع کو	۳۰	۰
	۳۔ پوسٹ عملہ دفتر مستغنی	۲۰	۳
۳۹	قیمت کتب		
	۱۔ دارالاشاعت لاہور	۳۸	۱
	۲۔ بشیر الدین احمد ایڈسنزدلی	۱۰	۲
	۳۔ دارالمصنفین اعظم گڑھ	۵	۲
۴۰	چندہ کانفرنس ۱۹۳۶ء منتقل ہوئے		
	۱۔ چندہ کانفرنس گزٹ از رقم چندہ ممبران خصوصی	۵۴۹	۰
	۲۔ قیمت مطبوعات	۳۲۰	۴
	۳۔ اخراجات ڈاک	۴۵	۱۲
۵۰۶۶۲	میزان کل		۳۶
۴۹۴۲۷	باقیات ۱۳ ماہ ۱۹۳۷ء		۷
۵۵۷۱۳	میزان کل		۱۱
(دستخط) محمد حبیب الرحمن خاں شہرانی (صدر یا ریجنل مہادر) آنریری سکریٹری آل انڈیا مسلم ایجوکیشن کانفرنس علی گڑھ			

آڈٹ رپورٹ حسابات آل انڈیا مسلم کونسل کانفرنس علی گڑھ

بابت ۱۹۳۶-۳۷ء

مداول آمدنی

میں نے رسیدات جاری شدہ کے مشنوں کاش بک میں جمع شدہ رقوم سے مقابلہ کیا اور کل رقوم وصول شدہ کا اندراج جن کے واسطے رسیدات دی گئیں کاش بک میں بہر آمدنی صحیح پایا۔

رسیدات کے مشنوں پر پرجزبنتی جات ۲۳۲ و ۲۸۱ کے رسید دینے والے کے دستخط ثبت ہیں۔ مگر مشن پر دستخط نہ ہونے سے رقم وصول شدہ پر کچھ اثرائتیں پڑتا۔

مد دوم اخراجات

میں نے اخراجات کی ہر رقم کے متعلق دیکھا ہے کہ وہ جناب آنریری سکریٹری صاحب کی منظوری سے خرچ ہوئی ہیں۔ اور روپیہ پانے والے کی رسید دفتر میں موجود ہے۔ حسب ذیل فرد گذشتہ ہیں جو معمولی ہیں ان کی درستی کے واسطے ہدایت کر دی گئی ہے۔

مجھ کو نہایت خوشی ہے کہ کانفرنس کا حساب نہایت باقاعدگی کے ساتھ رکھا جاتا ہے اور کوئی فرد گذشتہ ایسی نہیں جس پر کسی قسم کی برہنہ کا شبہ ہو سکے۔

دو جنوری ۸۶ - ۲۰ - اپریل ۱۹۳۶ء کو مبلغ دو روپیہ اہلکاران دفتر کے الاؤس مقررہ کی بابت حسب معمول خرچ میں دہج کئے گئے مگر جناب آنریری سکریٹری صاحب نے اس رقم کو منظوری فرمایا لہذا یہ رقم واپس جمع ہوئی چاہئے (نوٹ دفتر) واپس کر دی گئی۔

دو جنوری ۱۵ - ۵ مئی ۱۹۳۶ء کو مولوی بشیر الدین احمد صاحب کی کتابوں کی قیمت کی

بابت دس روپیہ دو آنے چار پائی (۳۳ روپیہ) خرچ میں دہج ہیں مگر رسید روپیہ پانچ آنے کے ہے اس لئے دو روپیہ تیرہ آنے چار پائی (۳۳ روپیہ) واپس کئے جادیں (نوٹ دفتر) واپس کر دیئے گئے۔

دو جنوری ۱۶ - ۲۶ مئی ۱۹۳۶ء کو محکمہ شمس اللہ صاحب قادری کو بابت معاوضہ تصنیف

”کتاب الاخبار“ ایک سو روپیہ ادا کئے گئے۔ رسید پٹک چسپاں نہیں ہوئی۔

۱۸۷۱ء ۲۱ بل تنخواہ منشی مصطفیٰ حسن صاحب سفیر بابت سٹیٹسٹک برجناب آئری سیکرٹری صاحب کی منظوری کے دستخط ثبت نہیں ہوئے۔ منظوری حاکم کی جائے۔

دو چہ نمبر ۲۳۔ انجمن اصلاح المضافات کی بابت مبلغ آٹھ سو روپیہ ادا کئے گئے ہیں مگر رسید فائل میں نہیں ہے۔ یہ ادا مستقل ہے اور آئندہ برابر ادا ہوتی رہی ہے۔ آئندہ کی رسیدیں ملاحظہ کی گئیں۔

دو چہ نمبر ۲۴۔ غلام فرید شاہ طالب علم طبیبہ کالج مسلم یونیورسٹی کے وظیفہ کی بابت بٹ مگر رسید موجود نہیں ہے۔

(نوٹ دفتر) رسید حاصل کر کے شامل کی گئی۔

دو چہ نمبر ۲۵۔ منشی ساجد حسین صاحب اہلکار دفتر کے بٹس کی بابت ہے جو بٹس فنڈ سے برآمد کر کے ان کو ادا کی گئی ہے۔ اصل رقم دس سو روپیہ دس آنے چھ پائی دی ہے، مگر رسیدیں دس سو روپیہ دس آنے چھ پائی (۱۰۷۱) سو آ رسیدیں دس سو روپیہ دس آنے سے مل گئی ہیں۔

دو چہ نمبر ۳۸۔ ہیڈ اسٹنٹ کے کرایہ تانگہ کی بابت ہے کمیشن بک میں چار آنہ دس روپیہ مگر منظوری کے واسطے جو بل پیش کیا گیا ہے اس میں تین آنے لکھے گئے ہیں۔ اس لئے ایک آنہ واپس کیا جائے۔

(نوٹ دفتر) ایک آنہ واپس کیا گیا۔

دو چہ نمبر ۶۵۔ ۵۶۳ میں سفیروں کی پیشگی سفر خرچ کی بابت تیس سو روپیہ کی منظوری حاصل کی گئی ہے۔ مگر واقعی خرچ تیس سو روپیہ اصل اور چھ آنے کمیشن منی آرڈر چھ تیس سو روپیہ چھ آنے (سیر) کمیشن بک میں دس روپیہ دس آنے کی منظوری حاصل کجائے۔

دو چہ ۷۸۔ یاد حسین صاحب اور سیر کو مرست اسٹانڈاؤس کے بارہ سو روپیہ ادا کئے گئے ہیں مگر رسید موجود نہیں ہے۔ رسید حاصل کی جائے (نوٹ دفتر) رسید حاصل کر کے شامل کی گئی۔

دو چہ ۸۴۔ متفرقات کے بل میں جناب آئری سیکرٹری صاحب کی منظوری ثبت نہیں ہے۔ منظوری حاصل کی جائے۔ (نوٹ دفتر) (منظوری حاصل کی گئی)۔

خرینہ معلومات مفت طلب کیجئے

چند سال سے کانفرنس نے اپنا بک ڈپوٹاؤ قائم کیا ہے جس میں اردو کے تمام مشہور مصنفین مثلاً نواب محسن الملک، مولانا حالی، علامہ شبلی نعمانی، مولانا حالی، نذیر احمد، مولانا سلیمان ندوی، مولانا حاجی محمد حبیب الرحمن خاں شہر دہانی (نواب صدر یار جنگ) وغیرہ کی تصنیفات موجود ہیں جو مناسب نرخ پر فروخت ہوتی ہیں۔

بچوں اور عورتوں کی تعلیم و تربیت و نیز فن تعلیم کے متعلق بھی متعدد و مفید کتابیں اس بک ڈپو سے مل سکتی ہیں۔ اس کے علاوہ گزشتہ چند سال میں خود کانفرنس نے جو عمدہ و دلچسپ کتابیں نہایت اہتمام سے حسن طباعت و کتابت کے ساتھ شائع کی ہیں مثلاً ذکر مبارک، ذکر جمیل، ذکر حبیب، وقار حیات، حیات محسن، یاد آیام، خطبہ عالیہ، مرقع کانفرنس، التربیتہ الاستقلالیہ، سلاطین معبر، تاریخ ملیبار، رسالہ اتالیق، بچوں کی تعلیمی ریڈریں، گنجینہ اسکاؤٹنگ، صولت شیر شاہی، ہمایوں نامہ، حیات رضا، وغیرہ خصوصیت کے ساتھ مطالعہ کے قابل ہیں، ایک خاص بات یہ ہے کہ عام فائدہ کے خیال سے باوجود ظاہری و معنوی محاسن کے ان کی قیمتیں بہت کم رکھی گئی ہیں۔ یہ کتابیں بھی کانفرنس بک ڈپو سے ملتی ہیں اور زیادہ خریداری پر تاجروں کو کمیشن بھی دیا جاتا ہے۔

ان کتابوں کے تفصیلی حالات اور ان کی قیمتیں رسالہ ”خرینہ معلومات“ سے معلوم ہوں گی۔ آپ صرف ایک کارڈ لکھ دیجئے۔ رسالہ خرنہ معلومات جو ۱۵۲ صفحہ کا ہے دفتر سے محمول ڈاک لگا کر آپ کی خدمت میں بلا قیمت بھیج دیا جائے گا اُس کو پڑھ کر آپ اپنے مذاق و شوق کی کتابیں طلب کر لیجئے۔

ملنے کا پتہ

صدر دفتر کانفرنس سلطان جہاں نزل علی گڑھ

آمدنی من ابتداءے اپریل ۱۹۳۳ء

لغایت مارچ ۱۹۳۴ء

۲ - ۱۴ - ۲۶ - ۳۹

۱ - ۱۱ - ۱۴ - ۵۵

میزان

اخراجات اپریل ۱۹۳۳ء

۶ - ۳ - ۵۰

لغایت مارچ ۱۹۳۴ء

بقایا آخر مارچ ۱۹۳۴ء

۶ - ۶ - ۴۹

علاوہ مندرجہ بالا زر نقد کے مفصل ذیل پر ایمیری نوٹ کافرنس کے قبضہ میں ہیں جو ٹریژرر صاحب مسلم و نیورسٹی علی گڑھ کی معرفت ایمپیریل بینک شاخ علی گڑھ میں یکم اپریل ۱۹۳۴ء کو موجود تھے۔

۱۶۱۵۰۰ - ۰ - ۰	۱۹۰۰ - ۱	۱ - پر ایمیری نوٹ ۳ ۱/۲ فیصدی
۷۰۰۰ - ۰ - ۰	۱۹۵۵ - ۶۰	۲ - ۴ ۱/۲
۲۱۰۰۰ - ۰ - ۰	۱۹۶۰ - ۷۰	۳ - ۴ ۴

۱۹۹۵۰۰ - ۰ - ۰

میزان کل

(دستخط) 'خانصاحب' ولایت حسین) آڈیٹر

۱۸ مارچ ۱۹۳۵ء

کافرنس جو نیورسے روپیہ ادا کئے گئے مگر بل منسلک کی میزان پچیس روپیہ چودہ آنے (ص ۱۳۴) ہوتی ہے۔ اس لئے دو آنے واپس ہوں۔ (واپس کئے گئے)

دو چہ نمبر ۱۳۰- ہیڈ ماسٹر صاحب مسلم ہائی اسکول مراد آباد کو پچیس روپیہ چار آنے (ص ۱۳۴) منجمد اخراجات ڈراما جس کا جوہلی میں ہونا تجویز ہوا تھا بھیجے گئے تھے۔ آفری مگر ٹری صاحب نے اس رقم کو منظور نہیں فرمایا ہے۔ لہذا یہ رقم واپس طلب کی جائے۔

۱۹۳۷ء میں نے رجسٹر ڈاک کی میزانوں کو جانچا اور حسب ذیل غلطیاں برآمد ہوئیں ۱۵ فروری کافرنس گزٹ کی ڈاک کی میزان انیس روپیہ چار آنے چھ پائی (ص ۱۳۵) ہوتی ہے مگر رجسٹر میں اٹھارہ روپیہ چار آنے چھ پائی (ص ۱۳۵) محسوب ہوئے ہیں۔ اس غلطی سے محرر ڈاک کو ایک روپیہ کا نقصان ہوا۔

۱۶ فروری ۱۳۵۷ء متفرق ڈاک کی میزان بجائے ۱۵ مارے کے ۱۴ مارے محسوب ہوئے ہیں۔ اس میں محرر ڈاک کو ایک آنہ کا نقصان ہوا۔

۳۱- مئی ۱۳۵۷ء آمدنی کی میزان بجائے ۱۴ تینتالیس روپیہ چار آنے (ص ۱۳۵) کے اڑتیس روپیہ چار آنے (ص ۱۳۵) دلج ہوئی ہے۔ محرر ڈاک پانچ روپیہ واپس کرے۔

مندرجہ بالا فروگزاشتیں کسوا ہیں جن میں سے اکثر کی درستگی میری ہدایت کے بموجب کر دی گئی ہے۔ دو چہ جس کی ترتیب نہایت باقاعدہ تھی جس کی وجہ سے جانچ میں آسانی ہوئی (دستخط) خانصاحب (ولایت حسین)

۱۸ مارچ ۱۳۵۷ء

باقیات لغایت ۳۱ مارچ ۱۳۵۷ء حسب ذیل ہیں:

باقیات آخر مارچ ۱۳۵۷ء

۱۱- ۹- ۷۷۷۷

۳- ۵۰- ۵

۱- تحویل مسلم یونیورسٹی علی گڑھ۔

۲- تحویل ہیڈ اسٹنٹ کافرنس

دو چہ نمبر ۸۷۳۔ الدین بخار کو بابت مرمت کو اڑو چھٹ اسٹاف ہاؤس میں آٹھ روپیہ ادا کئے گئے ہیں اس کی رسید نہیں ہے۔

دو چہ نمبر ۸۸۳۔ منشی یاد حسین صاحب اور سیر کو مرمت کے سلسلہ میں تیس روپیہ (۳۵) دے گئے ہیں ان کی رسید نہیں ہے رسید حاصل کی جائے (رسید شامل کی گئی)

دو چہ نمبر ۹۰۰۔ منشی یاد حسین کو مرمت کے سلسلہ میں بہتر روپیہ (۷۵) ادا کئے گئے ہیں ان کی رسید نہیں ہے۔ رسید حاصل کی جائے۔
(رسید حاصل کی گئی)

دو چہ ۱۷۔ ۹۱۲۔ متفرقات کابل ہے۔ اس پر آنریری سکرٹری صاحب کی منظوری کے دستخط نہیں ہیں۔ منظوری حاصل کی جائے۔

دو چہ نمبر ۱۰۴۱۔ منشی یاد حسین صاحب اور سیر کو بابت بیباقی مرمت تین روپیہ چھ آنہ چھ پائی (۶۶) ادا کئے گئے ہیں اس کی رسید فائل میں شامل نہیں ہے۔ رسید حاصل کر کے شامل کی جائے۔ (رسید شامل کی گئی)

دو چہ ۱۰۸۵۔ ادا مدرسہ ہر دو گنج کی بابت دس روپیہ دو آنے (۵۵) برآمد کئے گئے۔ مگر ادا دست پرست ادا کی گئی۔ اس لئے دو آنہ کمیشن منی آرڈر واپس کئے جائیں۔ (دو آنے واپس جمع کئے گئے)

دو چہ نمبر ۱۱۵۵۔ ہیڈ اسٹنٹ کانفرنس کو اتھائیس روپیہ گیارہ آنے (۱۱۵۵) سفر خرچ شرکت اجلاس تعلیمی گوالیار کی بابت ادا کئے گئے ہیں۔ موصوف کی رسید شامل کی جائے۔ (شامل کی گئی)

دو چہ نمبر ۱۱۶۔ اخراجات چار وغیرہ موقع اجلاس جو ملی کمیٹی منعقدہ۔ ۲۷ جنوری ۱۹۳۷ء کی بابت کمیشن بک میں دو روپیہ پندرہ آنے (۱۵) دہج ہیں۔ مگر بل جو منظوری کے لئے پیش کیا گیا ہے اس میں دو روپیہ پانچ آنے (۵) لکھے گئے لہذا دس آنے واپس کئے جائیں۔ (واپس کئے گئے)

دو چہ نمبر ۱۱۹۔ شیخ کریم الدین صاحب کو بقیہ سفر خرچ مدراس کی بابت سولہ روپیہ پانچ آنے ادا کئے گئے ہیں۔ اس کی رسید حاصل کی جائے۔ (رسید شامل فائل کی گئی)

دو چہ نمبر ۱۲۸۔ ہیڈ اسٹنٹ کانفرنس کو بابت سفر خرچ شرکت اجلاس تعلیمی گوالیار کی بابت

خطبہ صدارت

اجلاس پنجماء سالہ جوبلی

آل انڈیا مسلم لیجیشن کانفرنس علی گڑھ

منعقدہ

۲۵ تا ۲۹ مارچ ۱۹۳۷ء بمقام علی گڑھ

از

عالی جناب اہوکار نواب سی عبدالحکیم صاحب منبر اعلیٰ ترین اعظم مدراس

بیانات محمد مصطفیٰ ﷺ روانی

شروانی پرنٹنگ پریس علی گڑھ میں طبع ہوا
۱۹۳۷ء

کانفرنس گزٹ

کے متعلق

پرائنٹل مسلم ایجوکیشنل کانفرنس صوبیات متحدہ کارزولیشن

(جو کانفرنس مذکور کے اجلاس ۲۰ اکتوبر ۱۹۳۳ء میں پاس ہوا)

”یہ کانفرنس اس امر کو نظر استحسان دیکھتی ہے کہ آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس نے تعلیمی و اصلاحی اغراض زیر اپنے مقاصد کی تبلیغ و اشاعت کے لئے اپنا اخبار کانفرنس گزٹ جاری کیا ہے جو اپنے مفید پُر مغز تعلیمی و اصلاحی مضامین کی بنا پر اہل علم کی ستائش حاصل کر چکا ہے۔

چونکہ ہر اسٹی ٹوشن کے لئے ایک آرگن کی ضرورت مسلم ہے، یہ کانفرنس اس اخبار کی ضرورت تسلیم کرتے ہوئے پبلک کو اس کی مالی و اخلاقی اعانت پر متوجہ کرتی ہے، نیز ذرا بہادر سر محمد فضل اللہ خاں باغابہ کا شکریہ ادا کرتی ہے کہ مدد نے سنہ رواں میں اس کو پانسو روپیہ عطا فرما کر اس کی بنیاد کو مستحکم فرمایا۔“

خریدنیہ معلومات مفت طلب کیجئے

چند سال سے کانفرنس نے اپنا بکٹ پو قائم کیا ہے، جس میں اردو کے تمام مشہور مصنفین مثلاً نواب الملک مولانا حالی، علامہ شبلی نعمانی، مولانا حافظ ندوی، مولانا سیامان ندوی، مولانا حاجی محمد حبیب الرحمن خاں شردانی (نواب صدار جنگ) وغیرہ کی تصنیفات موجود ہیں جو مناسب نرخ پر فروخت ہوتی ہیں۔

بچوں و درجہ ہائے تعلیم و تربیت و نیز فن تعلیم کے متعلق بھی متعدد مفید کتابیں اس بکٹ پوسٹ میں مل سکتی ہیں اس کے علاوہ خود کانفرنس نے جو عمدہ و دلچسپ کتابیں جن طباعت و کتابت کے ساتھ شائع کی ہیں مثلاً: وقایع حیات، حیات محسن، یادایام، خطبات عالیہ، الترتیب الاستقلالیہ، سلاطین معجز، تاریخ طیبہ، رسالہ اہل حق، بچوں کی تعلیمی رہنمائی، گنجینہ اسکا، دیگ، مولت شیر شاہی، ہمایوں نامہ، حیات رضا وغیرہ خصوصیت کے ساتھ مطالعہ کے قابل ہیں، ایک خاص بات یہ ہے کہ باوجود ظاہری و معنوی محاسن کے ان کی قیمتیں بہت کم رکھی گئی ہیں اور زیادہ خریداری پر توجہ دینے کی مشن بھی دیا جاتا ہے۔ ان کتابوں کے تفصیلی حالات ”خریدنیہ معلومات“ سے معلوم ہونگے۔ آپ صرف ایک کارڈ لکھ دیجئے سالانہ خریدنیہ معلومات جو ۱۵۲ صفحہ کا ہے دفتر سے محصول ڈاک لگا کر آپ کی خدمت میں بلا قیمت بھیجا جائے گا۔

ملنے کا پتہ :- صدر دفتر کانفرنس سلطان جہاں منزل علی گڑھ

فہرست مضامین

خطبہ صدارت آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس

اجلاس سبھا سالہ جولائی

۱۹۳۶ء

نمبر شمار	مضمون	نمبر صفحہ	نمبر شمار	مضمون	نمبر صفحہ
۱	اعتذار	۱	۱۲	مسلمانوں کو صنعتی و کاروباری	۱۵
۲	جوبلی کا ہمہ گیر پروگرام	۳		معلومات کی ضرورت ...	
۳	ابتدائی تعلیم	۴	۱۳	شعبہ مدارس اسلامیہ	۱۸
۴	ثانوی تعلیم	۵	۱۴	ہندو مسلم اتحاد کی ضرورت	۱۹
۵	اعلیٰ تعلیم	۶	۱۵	اردو پریس کانفرنس	۲۰
۶	تعلیم نسواں	۸	۱۶	مسلمانوں کی تعلیم و ترقی کے مختلف	۲۱
۷	ترقی پزیر نظام تعلیم کا فائدہ	۱۰		انعامی مضامین ...	
۸	تعلیمی انقلاب کی ضرورت	۱۰	۱۷	کانفرنس کی خدمات اور	۲۱
۹	ضرورت وقت کا احساس	۱۱		اس کی ضرورت	
۱۰	صنعتی تعلیم کی	۱۳	۱۸	اُردو کی علمی اہمیت اور اس کی	۲۵
	ضرورت ...			ترقی کی ضرورت ...	
۱۱	صنعت و حرفت کی تعلیم	۱۳	۱۹	شکریہ	۲۶
	کے لئے وظائف ..	۱۳	۲۰	طلبہ سے خطاب	۲۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

خطبہ صدارت

حضرات ! یہ عام دستور ہے کہ جب کسی شخص کو قوم کی طرف سے کوئی عزت و مرتبہ عطا کیا جاتا ہے تو وہ اظہار شکر گزاری کرتا ہے اور اُس کو ایسا کرنا بھی چاہیئے کیوں کہ کسی کے لئے سب سے بڑی عزت وہ ہے جو قوم کی طرف سے اُس کو عطا کی جائے، خصوصاً جب یہ عزت کسی ایسے شخص کو عطا کی جائے جو اپنے کو اس عزت کا مستحق نہ سمجھتا ہو۔ تو آپ خود اندازہ فرما سکتے ہیں کہ اُس کا دل شکر و سپاس کے جذبات سے کس حد تک معمور ہوگا۔

”آل انڈیا مسلم ایجوکیشن کانفرنس“ مسئلہ طور پر مسلمانان ہندوستان کی سب سے بڑی انجمن ہے اور اس کی صدارت سب سے بڑا اعزاز ہے جو مسلمان کسی کو دے سکتے ہیں۔ آپ نے اس موقع پر جو کانفرنس کی تاریخ میں ہمیشہ یادگار رہے گا، اپنے لطف و کرم سے صدارت کا منصب مجھے عطا فرمایا ہے، یہ ایک ایسا اعزاز ہے جو میرے لئے ہمیشہ باعث فخر و امتیاز رہے گا، حقیقت یہ ہے کہ میں آپ کی اس نوازش میں مہربانی سے اس حد تک اثر پذیر ہوں کہ الفاظ میرے جذبات شکر گزاری کی ترجمانی نہیں کر سکتے۔

حضرات ! جب یہ ”اعزاز“ میرے سامنے پیش کیا گیا تو قدرتی طور پر مجھے

اس کے قبول کرنے میں تاثر و تردد ہوا کیوں کہ میں اپنے کو اس منصب کا اہل نہیں سمجھتا تھا، لیکن اسلامی تربیت نے مجھے فرمان پریری کی تعلیم بھی دی ہے اس لئے میں نے اپنے بزرگوں کا فیصلہ بسر و چشم قبول کیا اور تعمیل ارشاد کے لئے حاضر ہو گیا اور مجھے اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور آپ کی مہربانی و اخلاقی مدد کے اعتماد پر میں اپنا فرض ادا کر سکوں گا۔

اس موقع پر شاید یہ ذکر بے موقع نہ ہو گا کہ جس قومی مجلس کی صدارت کا اعزاز مجھے بخشا گیا ہے میں اُس کا دیرینہ خادم ہوں، موجودہ بیسویں صدی کا پہلا سال مجھے ہمیشہ یاد رہے گا۔ اس لئے کہ بانی کانفرنس مسید مرحوم کی وفات کے تقریباً ۴ سال بعد جب کہ آپ کی کانفرنس کے آئری سکرٹری نواب محسن الملک مرحوم تھے پہلی دفعہ کانفرنس کا سالانہ اجلاس مدراس میں منعقد ہوا اور یہ پہلا موقع تھا جب کہ مجھے کانفرنس کے اغراض و مقاصد اور اُس کی تعلیمی خدمات سے واقف ہونے کا موقع ملا اور اُس کی خدمت کرنے کی سعادت بھی حاصل ہوئی۔

اُسی زمانہ سے میں نے یہ محسوس کیا کہ اس ملک میں مسلمانوں کی آئندہ ترقی صرف تعلیم پر منحصر ہے جو ہر قسم کی ترقی کا واحد ذریعہ ہے اور جب تک مسلمان تعلیم حاصل نہ کریں گے، ہندوستان کی دوسری قوموں کے دوش بدوش نہیں چل سکیں گے، بلکہ اُن کی مستقل ہستی بھی محفوظ نہیں رہے گی اس احساس کا یہ نتیجہ تھا کہ میں صوبہ مدراس نیز بعض دوسرے صوبوں میں بھی اپنی استطاعت کے مطابق مسلمانوں کی تعلیمی ترقی کے لئے کوشش کرتا رہا اور خداے تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ یہ ناچیز کوشش ایک حد تک نتیجہ خیز ثابت ہوئی اور ۱۹۰۱ء کے بعد سے جب سے کہ کانفرنس نے مسلمانان مدراس کو اپنا پیام پہنچایا تھا ہمارے صوبہ کے مسلمانوں نے تعلیم میں فی الجملہ ترقی کی ہے اور اب وہ تعلیم کی اہمیت ضرورت محسوس کرنے لگے ہیں۔

۱۹۲۷ء میں مجھے ایک دفعہ پھر آپ کی انجمن کی خدمت اور آپ کی تعلیمی تحریک کے

سلسلہ میں کام کرنے کا موقع ملا جب کہ آپ کے موجودہ آئری سکرٹری نواب صدر ریاء جنگ بہادر کے زمانہ میں دوسری مرتبہ کانفرنس کا اجلاس مدراس میں منعقد ہوا اور میرے صوبہ کے مسلمانوں نے اپنی ذرہ نوازی سے جماعت استقبالیہ کی صدر کے فرائض انجام دینے کے لئے مجھے مامور کیا، اس طرح خوش نصیبی سے مجھے ایک دفعہ اور کانفرنس کی خدمت کرنے کا موقع حاصل ہوا اور حسب استطاعت میں نے یہ خدمت فخر و خندہ کے ساتھ انجام دی، میں سمجھتا ہوں کہ شاید اسی دیرینہ نیاز مندی کی بنا پر باوجود عدم طلبت مجھے اپنے یہ اعزاز عطا کیا ہے جس کے لئے میں آپ کا بے حد شکر گزار ہوں اور آپ کی طلب پر لبیک لکڑ حاضر ہو گیا ہوں۔

حضرات! آپ مجھ سے یہ توقع نہ رکھیں کہ میں اہم تعلیمی سائل پر جو بلی کا ہمہ گیر پروگرام

آپ جیسے ارباب علم اور ماہرین تعلیم کی کوئی رہنمائی کر سکوں گا، خصوصاً ایسی صورت میں جب کہ مختلف وجوہ و اسباب کی بنا پر ہندوستان میں تعلیم کا مسئلہ اس قدر اہم اور پیچیدہ ہو گیا ہے کہ حکومت اور ماہرین تعلیم اس کا صحیح حل تلاش کرنے میں اب تک مصروف ہیں اور شاید یہ کہنا صحیح ہے کہ اب تک وہ کسی آخری نتیجہ تک نہیں پہنچے ہیں، لیکن مجھے آپ کی بنیاد سال جو بلی کا نظام عمل دیکھ کر ایک گونہ اطمینان حاصل ہوتا ہے کہ شاید ہم اس دفعہ کسی مفید نتیجہ تک پہنچ سکیں اور ماہرین تعلیم کا یہ اجتماع تعلیمی مشکلات کے حل کرنے کے لئے مفید و نتیجہ خیز ثابت ہو۔

اجلاس جو بلی کے ”نظام عمل“ پر میں نے جو اظہار اطمینان کیا ہے اس سے میری یہ مراد ہے کہ اس مرتبہ آپ نے حقیقت شناسی سے کام لے کر اجلاس کو مختلف شعبوں پر تقسیم کر دیا ہے جس سے آپ کے پروگرام میں ہمہ گیری پیدا ہو گئی ہے اور وہ تمام تعلیمی شعبوں پر حاوی ہو گیا ہے، اس اجمال کی مزید تفصیل یہ ہے کہ آپ نے ابتدائی تعلیم، ثانوی تعلیم، اعلیٰ تعلیم، صنفی تعلیم اور تعلیم نسواں وغیرہ کے لئے علیحدہ علیحدہ شعبے رکھے ہیں اور ہر شعبہ

کے لئے لائقِ تعلیم یافتہ اصحاب کو صدر اور سرکاری مقرر کیا ہو، اگر ہماری خوش نصیبی سے ان شعبوں کو صحیح طریقہ سے اپنے فرائض ادا کرنے کا موقع ملا تو بہت سی مشکلات کا حل پیدا ہو جائے گا اور اگر اس کے بعد حکومت اور برادرانِ وطن کا تعاون بھی ہمیں حاصل ہو گیا تو اس کا امکان ہے کہ ہماری مشکلات کا خاتمہ ہو جائے اور موجودہ تعلیم اور طریقہ تعلیم کے وہ مشہور نقائص جن کی وجہ سے جدید تعلیم کی طرف سے لوگوں کو بیزاری پیدا ہو رہی ہو دور ہو جائیں۔

یہ ظاہر ہے کہ تعلیم کے جتنے پہلو ہو سکتے ہیں وہ سب آپ نے ان شعبوں کے ذریعہ سے جو ملی کے وسیع پروگرام میں شامل کر لئے ہیں اور اس طریقہ سے اپنی مہربانی سے اپنے میری صدارت کے فرائض کو بہت کچھ ہلکا کر دیا ہے، اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ زیادہ بہتر ہوگا کہ تعلیم کے مختلف شعبوں کے متعلق بجائے میرے وہ ماہرین فن اپنے اپنے خیالات ظاہر فرمائیں جو مخصوص طور پر ان شعبوں کے صدر مقرر ہوئے ہیں، اس لئے میں ان اصحاب کے کام میں غیر ضروری مداخلت سے احتراز کرتے ہوئے صرف اشارۃً بعض امور عرض کروں گا۔

ابتدائی تعلیم | آپ نے ایک شعبہ ”ابتدائی تعلیم“ پر بحث کرنے کے لئے بھی سکھا ہے اس حقیقت سے کون انکار کر سکتا ہے کہ ابتدائی تعلیم سنگ بنیاد کی حیثیت رکھتی ہے، اگر سنگ بنیاد مستحکم اور استوار نہ ہو اور اس میں کجی و خامی رہ جائے تو کوئی مضبوط عمارت اس پر تعمیر نہیں ہو سکتی، اس لئے ابتدائی تعلیم ہماری خاص توجہ کی مستحق ہے، لیکن اس موقع پر میں اس قدر ضرور عرض کروں گا کہ ابتدائی تعلیم کا کوئی پروگرام اس وقت تک قابلِ اطمینان اور واقعی طور پر سودمند نہیں سمجھا جائے گا جب تک اس میں اخلاقی تربیت بھی شامل نہ ہو جس طرح ابتدائی تعلیم، سنگِ اساس ہے اعلیٰ تعلیم کا، اسی طرح بچپن کی اخلاقی تربیت، عمدہ سیرت و خصال کی بنیاد ہے، بہترین کیڑے کی تعمیر اسی عمر میں ہوتی ہے، اس لئے ہمارا فرض ہے کہ بچپن ہی میں بچوں کی اخلاقی تربیت کا انتظام کریں اور ان کے دلوں میں ملک و ملت کی محبت اور مذہب کی عظمت راسخ کر دیں، ہماری

قوم جو آج تباہی اور ارباب کی حالت میں مبتلا ہے اس کی وجہ صرف جہالت اور تعلیم کی کمی نہیں ہے جیسا کہ عام طور پر سمجھا جاتا ہے، بلکہ اس تباہی کی بڑی وجہ اخلاقی افلاس ہے جو جوانی افلاس سے بھی زیادہ ہولناک ہے، یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ جب ہمارا اخلاق برباد ہوا، ہم خود برباد ہو گئے، اس لئے ہمارا فرض ہے کہ ابتدائی تعلیم کے ساتھ ہی ہم اپنے بچوں میں عمدہ خصائل پیدا کرنے کی بھی کوشش کریں تاکہ زندگی کی آئندہ کشمکش میں وہ غرور صادق اور بہت مردانہ کے ساتھ کام کر سکیں۔

ترقی یافتہ قومیں اپنے بچوں کو ابتدا ہی میں ایسی تربیت دیتی ہیں کہ وہ زندگی کی جنگ میں ثابت قدمی اور حوصلہ مندی سے حصہ لے سکیں، اسی اعلیٰ تربیت کا یہ اثر ہے کہ یہ بچے بڑے ہو کر ایسے کاربائے نمایاں انجام دیتے ہیں جو ان کی قوم کی شہرت اور سر بلندی کا باعث ہوتے ہیں۔

غرض ہمارا اولین فرض یہ ہے کہ ابتدائی تعلیم کو عام کرنے کے لئے مکاتب کا جال سارے ملک میں پھیلا دیں اور اس کی بنیادیں ایسی مضبوط و استوار رکھیں جن پر اعلیٰ تعلیم کی عمارت خوش اسلوبی سے تیار ہو سکے، لیکن یہ مقصد بغیر لائق و تربیت یافتہ استادوں کی امداد اور ان کے ہمدردانہ رویہ کے حاصل نہیں ہو سکتا، مگر مذمتی سے ہماری عام ذہنیت یہ ہے کہ ابتدائی تعلیم کے لئے ہم لائق اساتذہ کی ضرورت محسوس نہیں کرتے، گویا عمارت کے سنگ بنیاد رکھنے کا کام ایسے نا تجربہ کار معماروں کے سپرد کرتے ہیں جو نا آشنائے فن اور کوتاہ نظر ہیں اور زندگی کا کوئی بلند مقصد ان کے سامنے نہیں ہے۔

ثانوی تعلیم ”ثانوی تعلیم“ حقیقت درمیانی کڑی یا سیڑھی ہے جو ہیں اعلیٰ تعلیم چھینچانے کا ذریعہ ہے اس لئے اس کو ہماری موجودہ ضروریات اور جدید پیدا شدہ حالات کے مطابق ہونا چاہئے، حالات سرعت سے تبدیل ہو رہے ہیں اور بے روزگاری کے مسئلہ نیز دوسرے اسباب نے مختلف صوبوں کی حکومتوں کو

مروجہ طریقہ تعلیم پر نظر ثانی کے لئے مجبور کر دیا ہے چنانچہ خود آپ کے صوبے میں بھی تعلیم کی اصلاح اور جدید تنظیم کے لئے حکومت غور کر رہی ہے اور سرسید بہادر سید کی صدارت میں ایک کمیٹی اس کام کے لئے مامور ہے۔ ابھی یہ نہیں کہا سکتا کہ جو جدید تنظیم میں آئے گی وہ ملک سے بے روزگاری کے دور کرنے میں کس حد تک مفید و نتیجہ خیز ثابت ہوگی اور ہمارے نوجوان طلبہ کی ذہنی ترقی پر اس کا کیا اثر پڑے گا۔
 البتہ اس قدر بے تامل کہا جاسکتا ہے کہ محض معمولی اور آئینی تبدیلیوں یا بدلتی تعلیم کی کمی پیشی سے ہماری مشکلات کا خاتمہ نہ ہوگا۔

اس وقت ہم ایک انقلاب انگیز دور سے گزر رہے ہیں اور ہمارے چاروں طرف بیک وقت تحریک و تعمیر اور شکست و ریخت کا ہنگامہ برپا ہے، اس ہنگامہ خیز حالت نے موجودہ نظام تعلیم کی بنیادیں بھی ہلا دی ہیں اور اب ان کمزور بنیادوں پر کوئی جدید عمارت نہیں تعمیر کی جاسکتی۔ اس لئے ”تعلیمی انقلاب“ ناگزیر ہے۔

گزشتہ چند سال سے ہر یونیورسٹی کے کانو کنیشن کے موقع پر جو خطبات پڑھے جاتے ہیں ان میں عموماً موجودہ تعلیم کے ناقص اور غیر سودمند ہونے کا اعتراف کیا جاتا ہے، جس سے تعلیم یافتہ طبقہ کا وہ ”اضطراب“ ظاہر ہوتا ہے جس میں وہ مبتلا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس وقت نہ صرف تعلیم یافتہ جماعت میں بلکہ ہر طبقہ میں بے چینی کے آثار نمایاں ہیں، مزدور، سرمایہ دار، کارخانہ دار اور زراعت پیشہ لوگ سب کے سب ایک دور اضطراب سے گزر رہے ہیں، حکومت ان حالات سے بے خبر نہیں ہے، وہ ایک طرف ”اصلاح دیہات“ کی تحریک کو کامیاب بنانے کے لئے جدوجہد کر رہی ہے، دوسری طرف موجودہ تعلیم کی نقائص کے اعتراف پر مائل اور اس کی اصلاح و تنظیم پر بلند آہنگی لیکن آہستہ روی سے آمادہ نظر آتی ہے، اس لئے اصلاح تعلیم کے لئے کمیشن بٹھائے جاتے اور کمیٹیاں بنائی جاتی ہیں اور ایسے طریقے تجویز کے جا رہے ہیں جن کے اختیار کرنے سے تعلیم زیادہ عملی اور کارآمد صورت اختیار کرنے

اور نتائج کے لحاظ سے مفید ثابت ہو، مسلمانوں کا فرض ہو کہ وہ ان تمام تجاویز اور تبدیلیوں
 باخبر رہیں اور اس سلسلہ میں تمام تحریکات کا مسلسل مطالعہ کرتے رہیں اور ایسے اسباب و
 وسائل مہیا کریں کہ جدید تجاویز کے مطابق اپنے اداروں میں تبدیلیاں کر سکیں اور اگر وہ
 تبدیلیاں مذہبی یا قومی نقطہ نظر سے اُن کے لئے مضر ہیں تو اجتماعی قوت سے اُن کے
 برخلاف صدائے احتجاج بلند کریں۔

اعلیٰ تعلیم حضرات! ابتدائی اور ثانوی تعلیم کی طرح ”اعلیٰ تعلیم“ سے بھی
 ہم بے نیاز نہیں ہو سکتے، اعلیٰ تعلیم کی ہمیں اس لئے ضرورت ہو کہ وہ
 ”اعلیٰ“ ہو اور موجودہ دور میں جب کہ ہندوستان کے نظام حکومت میں ایک خوش گوا
 انقلاب ہو رہا ہو اور بہت سی آئینی تبدیلیاں عمل میں آنے والی ہیں، وہی جماعت سب سے
 زیادہ با اثر با اقتدار اور کامیاب ہوگی جس کے سب سے زیادہ افراد اعلیٰ تعلیم یافتہ ہوں گے
 موجودہ عہد کے نازک و پیچیدہ سیاسی و اقتصادی مسائل کا سمجھنا، مایات میں بصیرت
 حاصل کرنا اور ترقی یافتہ ممالک کی طرح امور ملکی کا انجام دینا بغیر اعلیٰ تعلیم اور وسیع و فہمیت کے
 ممکن نہیں، اس لئے اگر مسلمانوں نے زیادہ سے زیادہ ایسے افراد نہ پیدا کئے جو جدید
 آئین کے نافذ ہونے کے بعد اُس میں قابلیت سے حصہ لے سکیں تو یہ آئینی انقلاب اور
 اصلاحات اُن کے لئے بے سود ثابت ہوں گی۔ یہ صحیح ہو کہ صرف حکومت کے اعلیٰ مناصب پر
 چھینچنا اور جلیل القدر عہدے حاصل کرنا کسی قوم کا نصب العین نہ ہونا چاہیے۔ لیکن اس سے بھی
 انکار نہیں کیا جاسکتا کہ ہر ترقی یافتہ قوم کو ایسے افراد کی ضرورت ہو جو انتظام مملکت میں
 اعلیٰ قابلیت اور تدبیر و ہوش مندی کے ساتھ حصہ لے سکیں۔

جب ہماری قوم کی ترقی اور عروج کا دور تھا تو اُس میں صرف علماء، مشائخ،
 اور شعرا و ارباب ادب ہی نہ تھے بلکہ صاحب تدبیر و وزراء، ماہر فن سپہ سالار، سیاسی مدبر
 اور دولت مند تاجر بھی موجود تھے، یہ ایک حقیقت ہو کہ کوئی قوم اُس وقت تک ترقی یافتہ

اور مذہب و شائستہ نہیں کسی جا سکتی جب تک اُس میں ہر قسم کے ارباب کمال اور صاحبِ مہر
اشخاص موجود نہ ہوں، اس لئے ہمارا فرض ہے کہ اعلیٰ تعلیم کے ہر شعبے میں اپنے نوجوانوں کو سمجھیں
کیوں کہ جس طرح ہندوستان کی ہر قوم کو یہ حق حاصل ہے یا حاصل ہونے والا ہے کہ وہ اپنے
ملک کے انتظام میں حصہ لے، اسی طرح ہمیں بھی یہ حق حاصل ہے۔ لہذا ہمیں اس کام میں درآنا
چاہیے اور اس مقصد کے لئے ہونا نوجوانوں کو تیار کرنا چاہیے۔

تعلیم نسواں | حضرات! جو بی کے پروگرام میں ایک شعبہ تعلیم نسواں کا بھی رکھا گیا ہے
اب تعلیم نسواں کی ضرورت سے کسی کو انکار نہیں، البتہ اُس کی نوعیت
بحث طلب ہے اور اس میں لوگ مختلف الرائے ہیں، میں اس موقع پر ایک محاکمہ کرنے والے کی
پوزیشن اختیار کر کے کوئی ”قولِ فیصل“ آپ کے سامنے پیش کرنا نہیں چاہتا، تاہم بعض امور
آپ کی توجہ کے لئے عرض کروں گا، میں اس حقیقت سے نا آشنا نہیں ہوں کہ علم بجائے خود
ایک مقصد ہے۔ اس لئے تعلیم کا مقصد سرکاری ملازمت نہ ہونا چاہیے مگر یہ بھی ایک اقدار ہے
کہ ہم نے ابتدا سے ”جدید تعلیم“ کا مقصد سرکاری ملازمت قرار دیا ہے، میں ادب سے عرض
کروں گا کہ عورتوں کو تعلیم دینے سے ہمارے پیش نظریہ مقصد نہ ہونا چاہیے۔

اب یہ حقیقت سب کو معلوم ہے کہ عملی طور پر ہم نے تعلیم کا جو مقصد (یعنی سرکاری ملازمت)
قرار دیا تھا، اب اُس میں کام یابی نہیں ہوتی، ہزاروں تعلیم یافتہ نوجوان ملازمت کی
تلاش میں پھرتے ہیں مگر انھیں ملازمت نہیں ملتی، بلکہ اُن کی قیمت اور حیثیت روز بروز
گرتی جاتی ہے۔ چنانچہ خود میرے صوبہ میں آج کل ایک گریجویٹ کی قیمت ۲۵-۳۰
روپیہ ماہوار سے زیادہ نہیں ہے، اس تلخ تجربہ کے بعد مجھے یہ اُمید ہے کہ آپ لڑکیوں کی
تعلیم کے معاملہ میں انجامِ بدیہی اور دلنش مندی سے کام لیں گے اور سرکاری ملازمت کی
نیت سے تعلیم دے کر لڑکوں کی طرح اُن کی زندگی کو ناکامیاب نہیں بنائیں گے اور اُن کی
صحت، عافیت، اطمینانِ قلب اور گھر کی پرسکون زندگی کو برباد نہیں کریں گے۔

دوسری بات میں اس سلسلے میں یہ عرض کروں گا کہ لڑکیوں کی تعلیم کے معاملے میں یہ امر ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہیے کہ ایک ”مسلمان لڑکی“ کا مقصد حیات دوسری قوم کی لڑکیوں سے مختلف ہونا چاہئے۔ اس حقیقت سے ہر شخص واقف ہو کہ مسلمان لڑکی معاشرت، رسم و رواج اور مذہبی عقائد و اعمال کے لحاظ سے دوسری قوموں سے مختلف ہیں۔ اس لئے اُن کی ضروریات بھی دوسری قوموں سے مختلف ہیں، لہذا جو تعلیم دوسری قوم کی لڑکیوں کے لئے مناسب و موزوں ہو وہ بغیر اہم تبدیلیوں کے مسلمان لڑکیوں کے لئے مفید و سودمند نہیں ہو سکتی۔

ہیں اس ملک میں اپنی مستقل ہستی قائم رکھنے کے لئے اسلامی تہذیب و روایات اور اپنے آداب معاشرت کا قائم رکھنا ضروری ہو اور خصوصیت کے ساتھ لڑکیوں کے ”نصاب تعلیم“ میں یہ چیزیں اس لئے ضروری ہیں کہ ہم اپنے بچوں کو ابتدائے عمر میں جو عمدہ تعلیم و تربیت دینا چاہتے ہیں وہ صرف اسی طریقہ سے ممکن ہو کہ ہم لڑکیوں کے لئے بہترین تعلیم کا انتظام کریں تاکہ وہ آنے والی نسلوں یعنی اپنے بچوں کو بھی عمدہ طریقہ سے تربیت دے سکیں اور یہ ظاہر ہو کہ بچوں کی عمدہ تربیت ہی قومی ترقی کا واحد ذریعہ ہے۔

تیسری بات جو اس سلسلے میں عرض کرنے کے لائق ہو وہ یہ ہے کہ عورت کے فرائض و ضروریات مرد سے مختلف ہیں اس لئے یہ قدرتی بات ہے کہ اُن کی تعلیم بھی ایک دوسرے سے مختلف ہوگی، اگر ہم اس فطری اختلاف کو نظر انداز کر کے غلط راستہ اختیار کریں گے تو یہ فطرت سے ایک قسم کی جنگ ہوگی جس کا نتیجہ ظاہر ہے۔

مثلاً بچوں کی پرورش اور خانہ داری کے فرائض ادا کرنا ہمیشہ سے عورتوں کے ذمہ ہے۔ اس لئے یہ ضروری ہے کہ ہم عورتوں کے لئے ایسی تعلیم و تربیت کا اہتمام کریں جس سے وہ اپنے فرائض بہ نسبت ناخواندہ عورتوں کے زیادہ خوش اسلوبی اور سلیقہ سے انجام دے سکیں، مقصد یہ ہے کہ خانگی زندگی کو خوش گو اور راحت بخش بنانا عورتوں کا

فرض ہے اور ایک کام یا تعلیم کا یہ نتیجہ ہونا چاہیے کہ عورتیں صحیح طریقہ سے اور خوبصورتی و خوشنمائی کے ساتھ اپنا فرض ادا کرنا سیکھ لیں، بہر حال تعلیم نسواں کا مسئلہ ایک خاص اہمیت رکھتا ہے اس لئے ہمیں پہلی فرصت میں اس پر غور کرنا چاہیے کہ وہ کون سی تعلیم ہے جو عملی حیثیت سے عورتوں کے لئے مفید اور ان کی زندگی کے لئے کارآمد ہو سکتی ہے۔

ترقی پزیر نظام تعلیم کا فائدہ
حضرات! دنیا کی دوسری چیزوں کی طرح تعلیم بھی ہمیشہ بدلتی رہتی ہے، اس لئے ہم کوئی ایسا نظام تعلیم نہیں بنا سکتے جو ایک طویل زمانہ تک مفید و کارآمد ثابت ہو سکے، جو قوم اپنے گرد و پیش

کے حالات پر نظر کر کے اپنی تعلیم میں ضروری تبدیلیاں کرتی رہتی ہے وہ بہ نسبت قدمت پسند قوم کے زیادہ فائدہ اٹھاتی ہے اور اپنے بچوں کو مقتضائے وقت کے مطابق تعلیم دے کر ان کی زندگی کو مفید و کارآمد بنا دیتی ہے، چنانچہ اب سے کم و بیش ۶۰ برس پہلے جب مسلمانوں نے انگریزی تعلیم رائج نہ تھی سرسید مرحوم نے مقتضائے وقت کا لحاظ کر کے ارباب علم اور اہل بصیرت کے مشورہ سے ملک میں جدید تعلیم رائج کرنے کی کوشش کی، اور ان کی مسلسل جدوجہد کا یہ نتیجہ ہوا کہ مسلمان انگریزی پڑھنے پر متوجہ ہوئے، لیکن اس موقع پر یہ واقعہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ مسلمانوں سے پہلے ہندوستان کی دوسری قومیں اس طرف متوجہ ہو چکی تھیں اور ان کے بچے انگریزی پڑھنے میں مشغول تھے، چنانچہ انھوں نے بہ نسبت مسلمانوں کے اس تعلیم سے زیادہ فائدہ اٹھایا اور اس کے شیریں ثمرات سے متنعم ہوئے، اس کے بعد مسلمان بھی بقدر اپنی سعی و کوشش مستفید ہوئے۔

تعلیمی انقلاب کی ضرورت
لیکن اب مقتضائے وقت یہ ہے کہ ہم اس تعلیم میں تبدیلی کریں اور گزشتہ ساٹھ برس میں ہندوستان کے حالات میں جو انقلاب ہوا ہے اس کو پیش نظر رکھ کر آئندہ کے لئے ایک ایسا

تعلیمی پروگرام بنائیں جو اپنے نتائج کے لحاظ سے ہمارے لئے زیادہ مفید و سودمند ہو۔

عام طور پر یہ بیان کیا جاتا ہے کہ مسلمان اس لئے پس ماندہ ہیں کہ وہ انگریزی تعلیم پر بہت دیر کے بعد متوجہ ہوئے اور جب برادرانِ وطن بہت سی منزلیں طے کر چکے اس وقت انہوں نے سفر کا آغاز کیا، میں کہتا ہوں کہ تاخیر پھر اپنا اعادہ کر رہی ہے اور مسلمان آج بھی وہی کر رہے ہیں جو انہوں نے پہلے کیا تھا یعنی برادرانِ وطن مقتضائے وقت کے مطابق اپنی تعلیمی پالیسی میں تبدیلی کر رہے ہیں وہ اپنے بچوں کو تعلیم کے مختلف شعبوں میں بھیج رہے ہیں اور خصوصیت کے ساتھ صنعت و حرفت کی تعلیم پر متوجہ ہیں، اُن کے بچے ”صنعتی تعلیم“ کے لئے یورپ اور امریکہ جاتے ہیں اور اُن کے سرمایہ دار مختلف قسم کے کارخانے اور تجارتی کمپنیاں کھول رہے ہیں، جہاں جدید مشینوں کا کام لیا جاتا ہے، چنانچہ خود آپ کے صوبے میں اس کی مثال ”دیال باغ“ موجود ہے جس کی شہرت اب ہندوستان کے دوسرے صوبوں تک بھی پہنچ چکی ہے۔

یہ کارخانہ ملکی مصنوعات کو ترقی دینے کے علاوہ بہت سے نوجوانوں کے لئے روزگار مہیا کرتے اور اُن کی زندگی کو مفید و کارآمد بناتے ہیں، برخلاف اس کے ہماری یہ حالت ہے کہ اب تک لکھ کے فیر بنے بیٹھے ہیں اور جو گھروندہ ہم نے ساٹھ برس پہلے بنایا تھا اُس سے باہر نکلا نہیں چاہتے، حالانکہ ”موجودہ تعلیم“ مذہب کی طرح کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس میں تبدیلی کا امکان نہ ہو۔

ضرورت وقت کا احساس حضرات! برادرانِ وطن نے اب سے کافی پہلے یہ محسوس کر لیا تھا کہ ملازمت کا میدان روز بروز تنگ ہو رہا ہے اور اب محض سادہ تعلیم کے ذریعہ سے نوجوان اپنی

روزمی مہیا نہیں کر سکتے اس لئے انہوں نے دوسرے وسائل معاش مہیا کرنے کے لئے کوشش شروع کر دی جس میں وہ تدریجاً کامیاب ہو رہے ہیں۔

ہندوستان ایک عظیم الشان ملک ہے اور اس کے قدرتی وسائل بہت

وسیع ہیں، اس لئے اگر ہم زمانہ کی ضرورت کے مطابق صنعت و حرفت کی تعلیم حاصل کر کے اپنے ملک کے قدرتی وسائل سے فائدہ اٹھائیں تو لاکھوں نوجوانوں کے لئے روزگار مہیا کرنے کے علاوہ ملک کی دولت میں بھی بہت کچھ اضافہ کر سکتے ہیں جس کا بدیہی فائدہ یہ ہے کہ ہمارے ملک میں افلاس اور بے روزگاری کی وجہ سے جو بے چینی اور اضطراب پیدا ہو گیا ہے وہ بہت کچھ دُور ہو جائے گا۔

جب کسی ملک پر کوئی خوف ناک مصیبت آتی ہے تو عام دستور یہ ہے کہ لوگ سب کا رو بار چھوڑ کر اور بہت سی مفید تحریکوں کو بند کر کے سب سے پہلے اُس مصیبت کے دُور کرنے پر متوجہ ہو جاتے ہیں اور جب وہ مصیبت اہل ملک کی متحدہ کوشش سے دُور ہو جاتی ہے تو پھر از سر نو اپنا کاروبار جو بجائے خود ضروری ہے شروع کر دیتے ہیں۔ آپ کو معلوم ہو گا کہ گزشتہ جنگ عظیم کے زمانہ میں جب یورپ پر عام مصیبت آئی اور ہر ملک شدید خطرہ میں مبتلا ہو گیا تو طلبہ اور پروفیسر بھی ”تعلیم“ جیسا ضروری کام چھوڑ کر اور جنگی اسلحہ سے آراستہ ہو کر میدان جنگ کی طرف چل پڑے، کیوں کہ وطن خطرے میں تھا اور اس کو خطرہ سے بچانا وطن کے ہر فرزند کا فرض تھا۔

اُس وقت حالت یہ تھی کہ بہت سی پبلک عمارتیں جنگی اغراض کے لئے وقف کر دی گئی تھیں اور فوجی اقتدار ہر چیز پر غالب نظر آتا تھا، آج ہمارا ملک بھی اسی طرح خطرہ میں مبتلا ہے اور افلاس ایک ”خوف ناک اور ہلاکت آفریں بھوت“ کی صورت میں ہمارے ملک پر مسلط ہو گیا ہے، اس لئے ہم سب لوگوں کا فرض ہے کہ پہلے اس خوف ناک دشمن کا مقابلہ کریں اور جب یہ بلا ملک سے دُور ہو جائے اُس وقت دوسری چیزوں پر متوجہ ہوں۔

اس سے میرا یہ مطلب نہیں کہ آپ مروجہ تعلیم سے بالکل دست کش ہو جائیں اور اسکولوں اور کالجوں کو صنعتی کارخانوں کی صورت میں تبدیل کر دیں، البتہ

میری یہ آرزو ضرور ہو کہ آپ نوجوانوں کو ایسی تعلیم دیں کہ ہندوستان کے قدرتی وسائل سے فائدہ اٹھانے کی صلاحیت اُن میں پیدا ہو جائے اور اُن کی علمی اعانت سے ملک میں بڑے بڑے کارخانے قائم ہو جائیں جو ہندوستان کی دولت میں اضافہ کر کے اُس کو ترقی یافتہ ممالک کی طرح خوش حال و فارغ ابال بنادیں۔

صنعتی تعلیم کی ضرورت

حضرات! مجھے اس بات سے مسرت ہو کہ آپ بھی صنعتی تعلیم کی ضرورت محسوس کر رہے ہیں چنانچہ آپ نے ایک شعبہ جوہلی کے پروگرام میں ٹیکنیکل تعلیم کا بھی رکھا ہے، میرا خیال ہے کہ یہ شعبہ زیادہ وسعت چاہتا ہے، ضرورت ہے کہ اس میں ”تجارتی تعلیم“ کا اضافہ کر کے اس کو اور زیادہ مفید و کارآمد بنایا جائے۔

کانفرنس پچاس سال تک اشاعت تعلیم کی خدمت انجام دیتی رہی اور اس خدمت کے ذریعہ سے اُس نے ملک و ملت کو کافی فائدہ پہنچایا، اب نصف صدی کی خدمت کے بعد پنجاہ سالہ جوہلی سے کانفرنس کا جو دور جدید شروع ہوتا ہے، ضرورت ہے کہ اس دور میں مسلمانوں کے سامنے صنعتی اور تجارتی تعلیم کا ایک وسیع پروگرام رکھا جائے اور اُن کو آگاہ کیا جائے کہ اب مقتضائے وقت یہ ہے کہ وہ صنعت، تجارت اور مختلف پیشوں کی تعلیم میں سرگرمی سے مصروف ہو کر اپنی قوم کو اقتصادی تباہی سے بچائیں، یہ کام تنہا ایک شخص یا کسی مقامی انجمن کے بس کا نہیں ہے بلکہ کانفرنس کے کرنے کا ہے اور اسے کرنا چاہیے۔

کانفرنس کی رپورٹوں سے معلوم ہوتا ہے کہ آج کل بھی وہ پیشوں کی تعلیم مثلاً انجینیری، ڈاکٹری، ٹیچرس ٹریننگ اور صنعتی تعلیم وغیرہ کے لئے وظائف دیتی ہے مگر وظائف کی تعداد نا کافی ہے اور ضرورت بہت زیادہ ہے، مسلمانوں کو پورے حوصلہ کے ساتھ اس مفید کام میں کانفرنس کی مدد کرنی چاہیے تاکہ وہ زیادہ طلبہ کی مدد کر سکے

ملک میں ہزاروں طلبہ ایسے موجود ہیں جو مختلف پیشوں کی تعلیم کے لئے موزوں ہیں اور تعلیم کے خواہش مند ہیں مگر تعلیم کے وسائل انھیں میسر نہیں ہیں، اگر مسلمان اس مقصد کے لئے کافی سرمایہ فراہم کر دیں تو کانفرنس حبیبی معتمد و معتبر انجمن کے ذریعہ سے ان خواہش مند طلبہ کو وظائف دے دیے جاسکتے ہیں، کانفرنس اپنے طریقہ کے مطابق طلبہ کو یہ وظائف بطور فرض دے گی اور پھر برسر کار ہونے پر ان سے تدریج وصول کرے گی اور اُس روپیہ کو دوسری ضرورت مند طلبہ کے وظائف میں صرف کرے گی اس طرح یہ سلسلہ ہمیشہ جاری رہے گا،

صنعت و حرفت کی تعلیم کے لئے وظائف

میرا خیال ہے کہ اگر کانفرنس کے پاس اس مقصد کے لئے کافی روپیہ جمع ہو جائے تو اسے چاہیے کہ وہ طلبہ کو وظائف دے کر صنعت و حرفت کی تعلیم کے لئے یورپ اور امریکہ بھی بھیجے تاکہ یہ لوگ وہاں سے ایسی تعلیم حاصل کر کے آئیں کہ بڑے بڑے کارخانوں کو جو ہندوستان میں مشترکہ

سرمایہ سے قائم ہوں یا کئے جائیں، خوش اسلوبی سے چلا سکیں۔

میرا مقصد اس موقع پر ہر ایسی تعلیم سے ہے جو کاروبار سے تعلق رکھتی ہو، مثلاً اس وقت بنگلہ کے کام میں مسلمان پیچھے ہیں یا اکاؤنٹنسی کے کام میں پس ماندہ ہیں، لہذا ضرورت ہے کہ اس کے لئے بھی وظائف دے کر طلبہ تیار کئے جائیں۔

اسی سلسلہ میں آپ کو مسلمان کاریگروں کی اولاد پر بھی توجہ کرنی چاہیئے، آپ کو معلوم ہو گا کہ ہندوستان میں مسلمان کاریگروں کی تعداد دوسری قوموں کے کاریگروں سے زیادہ ہے۔ لیکن آج کل وہ سخت مصیبت کی حالت میں ہیں اور مختلف اسباب نیز کس مہتری کی وجہ سے ان کی صنعت رو بہ زوال ہے، اس لئے ضرورت ہے کہ ہم ان کاریگروں کے بچوں کی تعلیم پر خاص توجہ کریں تاکہ وہ اپنے پیشہ میں ترقی کر سکیں اور

تعلیم پر اپنے پیشہ کا کام زیادہ عہدگی اور خوش اسلوبی سے انجام دیں، یہ مقصد حوصلہ افزائی سے حاصل ہوگا جو ابتدا میں وظائف اور انعامات کی صورت میں ہونی چاہئے۔
حضرات! میرا مقصد مختصر الفاظ میں یہ ہے کہ گزشتہ پچاس برس میں حالات بہت کچھ بدل گئے ہیں، جب ۱۸۵۷ء میں کانفرنس کی بنیاد رکھی گئی کچھ اور حالات تھے اور آج جب کہ اُس کی پچاس سالہ جوبلی ہو رہی ہے صورت حال اُس زمانہ سے مختلف ہے، اب مقتضائے وقت یہ ہے کہ کانفرنس اپنی قوت بجائے کتابی اور درسی تعلیم کے زیادہ تر عملی تعلیم پر صرف کرے۔

میں آپ کے سامنے کوئی مفصل اسکیم نہیں پیش کر سکتا، یہ آپ کا کام ہے اور آپ ہی اس کے زیادہ اہل ہیں، البتہ میں صرف اس قدر عرض کرتا ہوں کہ زمانہ کا رخ بدل دیکھئے اور زمانہ کا ساتھ دیکھئے۔

زمانہ باتو نہ سازد تو باز زمانہ ساز

مسلمانوں کو صنعتی اور	تجارت اور صنعت کی خوبیوں کے متعلق میں آپ
کاروباری معلومات	اس سے زیادہ اور کچھ کہنا نہیں چاہتا کہ آپ کے
کی ضرورت	اور ہمارے دانش مند حکماں ایک ”تاجر“ کی
	حیثیت ہندوستان میں داخل ہوئے اور آج ایک
	”فاتح“ اور ”ہندوستان کے آقا“ کی حیثیت

میں موجود ہیں۔ کیا اس تاریخی حقیقت کے بعد بھی آپ کے سامنے مجھے کسی دلیل کے پیش کرنے کی ضرورت ہے؟

حضرات! اس سلسلہ میں آخری چیزیں یہ عرض کروں گا کہ چوں کہ مسلمان عام طور پر تجارتی اور کاروباری ذوق نہیں رکھتے اور ان کی تعلیم یافتہ جماعت کا

اکثر مثبتہ حصہ سرکاری دفاتر اور محکموں کی فضا میں زندگی بسر کر رہا ہے اس لئے وہ عموماً تجارتی معلومات اور کاروباری دنیا سے ناواقف و بے خبر ہیں، یہاں تک کہ ہمارے اچھے اچھے تعلیم یافتہ بینک کے کاروبار اور مالیات کے پیچیدہ مسائل سے نا آشنا ہیں لیکن جب آپ قوم کے نوجوانوں میں تجارتی اور کاروباری ذوق پیدا کرنا چاہتے ہیں تو ضرورت ہے کہ اس کے متعلق بہتر قسم کے مفید و دل چسپ معلومات فراہم کریں۔

مجھے معلوم ہوا ہے کہ ہماری کانفرنس کے صدر دفتر میں تمام ہندوستان کی تعلیمی حالت کے متعلق معلومات کا کافی ذخیرہ اور ہر صوبہ کی تعلیمی رپورٹیں، اعداد اور نقائص موجود ہیں۔ اب اسی طرح تجارت، صنعت، حرفت اور بہتر قسم کے کاروبار و نیز صنعتی و حرفتی اداروں اور کارخانوں کے متعلق معلومات کا معقول ذخیرہ جمع کرنا چاہیے اور حسب ضرورت چھوٹے چھوٹے رسالوں اور کانفرنس گزٹ کے ذریعہ سے یہ معلومات شائع کر کے نوجوانوں میں کاروباری ذوق پیدا کرنا چاہیے، اس کے علاوہ جس طرح کسی زمانہ میں کانفرنس نے مختلف اضلاع میں تقسیم کی اشاعت و تبلیغ کے لئے لوکل کمیٹیاں قائم کی تھیں اب کاروباری سرگرمی پیدا کرنے کے لئے تمام اضلاع میں اس قسم کی لوکل کمیٹیاں قائم کی جائیں۔

عام تعلیم کی رہنمائی کا کام کانفرنس بہت کچھ کر چکی ہے۔ اب اس کو مقبضائے وقت خدا کا نام لے کر کاروباری رہنمائی اور بے کاروں کے لئے روزگار فراہم کرنے کا کام بھی وسیع پیمانے پر شروع کر دینا چاہیے اور مسلمانوں کو یہ چاہیے کہ وہ پورے جوہ سے اس کام میں کانفرنس کی مدد کریں اگر ہم نے سلیقہ و محنت سے یہ کام انجام دیا تو اسے مسلمانوں کو غیر معمولی فائدہ پہنچے گا اور لاکھوں نوجوانوں کی زندگی سنبھل جائے گی جب کانفرنس یہ کام شروع کر دے تو ہر پانچ سال بعد اسے ایک پنج سالہ رپورٹ بھی مرتب کر کے شائع کرنا چاہئے جس میں یہ بتایا جائے کہ گزشتہ پانچ سال میں کس قدر

کام انجام پایا اور اب آئندہ کیا کرنا چاہیے۔

حضرات! معاف کیجئے کہ میں نے تجارتی و کاروباری معاملات کے متعلق اپنا نقطہ نظر واضح کرنے میں کسی قدر طوالت کا کام لیا، لیکن اس کی ضرورت تھی اور بمقتضائے وقت میرا یہ فرض تھا کہ اپنے خیالات کسی قدر وضاحت سے آپ کی خدمت میں پیش کروں۔

واقعہ یہ ہے کہ زمانہ کا رخ دیکھ کر مجھے یہ اندازہ ہوا کہ :

ہیں چرخ کی اب نئی ادائیں چلنے لگیں اور ہی ہوا میں

چھیڑے جو گئے نئے فسانے نغمہ وہ رہا نہ وہ ترانے

پھونکا ہوا فلک نے اور افسوں اب رنگ نہ ہو دیگرگوں

تیارے ہیں اب نئی چاکے وہ ٹھاٹھ بدل گئے فلک کے

اب صحرائے ملک دیں نئی ہو افلاک نے زمیں نئی ہو

وہ بزم رہی نہ جام و ساغر اک بار اُلٹ گیا وہ دفتر

اس لئے میں نے مناسب خیال کیا کہ مسلمانوں کے لئے مستقبل میں جو طریقہ کار

میرے نزدیک صحیح ہو وہ عرض کر دوں۔

حضرات! مجھے اُمید ہے کہ آل انڈیا مسلم ایجوکیشن کانفرنس کی پنجاہ سالہ جوبلی کا یہ

اجلاس ہماری تعلیمی تاریخ میں ایک ”جدید انقلاب“ پیدا کرے گا اور ہم گزشتہ

واقعات سے عبرت و بصیرت حاصل کر کے آئندہ اپنا نظام عمل زیادہ احتیاط و دانش مندی سے

بنائیں گے اور اب تک جو غلطیاں کرتے رہے ہیں آئندہ اُن سے احتراز کریں گے۔

مثلاً تعلیم یافتہ اصحاب کا زمانہ گزشتہ میں یہ طریقہ کار تھا کہ وہ ”بحیثیت جماعت“

صرف ”انگریزی تعلیم“ کی اشاعت و ترقی کے لئے کوشش کرتے رہے اور دوسری بنیادی

مفید قومی تحریکوں سے انھوں نے عموماً اپنے کو علیحدہ رکھا، گویا اپنے طریقہ عمل سے لوگوں کو

اس غلط فہمی میں مبتلا ہونے کا موقع دیا کہ ”جدید تعلیم یافتہ جماعت“ ملک کی دوسری

تحریکوں سے ہمدردی نہیں رکھتی ہیں نہیں عرض کر سکتا کہ لوگوں کا یہ خیال کہاں تک صحیح تھا حقیقت جو کچھ بھی ہو لیکن اس غلط فہمی یا بدگمانی کے نتائج اچھے نہیں نکلے، یعنی قوم کے دوسرے طبقات کو جدید تعلیم یافتہ جماعت سے بیگانگی پیدا ہو گئی خصوصاً مشرقی و مذہبی علوم کے تعلیم یافتہ یعنی علماء اور انگریزی داں جماعت کے درمیان ایک خلیج حائل ہو گئی، اس طرح جب ہم ایک دوسرے سے بے تعلق ہو گئے تو ہماری قوت کا شیرازہ بکھر گیا اور بہت سی مفید تحریکیں جن سے واقعی قوم کے ابھرنے کی امید تھی مردہ ہو کر رہ گئیں، اگر ہم کانفرنس کی اس بچاؤ سالہ جوبلی کے موقع پر قوم کے مختلف طبقات کو باہم مانوس کرنے میں کامیاب ہو جائیں اور امت محمدیہ کی شیرازہ بندی کر لیں تو یہ اس عہد کا ایک بڑا کارنامہ ہو گا اور اگر جوبلی سے صرف یہی ایک کام بن گیا جب بھی میں یہ سمجھوں گا کہ جوبلی کامیاب رہی اور ہمارا مقصد حاصل ہو گیا۔

شعبہ مدارس اسلامیہ | حضرات! میں سمجھتا ہوں کہ اب آپ نے بھی قوم کے مختلف طبقات میں اتحاد کی ضرورت محسوس کر لی ہے اور شاید اسی

بنیاد پر آپ نے جوبلی کے پردگراں میں ”شعبہ اسلامیات“ اور ”شعبہ اسلامی مدارس“ بھی رکھا ہے اور جو لوگ مشرقی و مذہبی علوم کے درس تدریس میں مصروف ہیں ان کو علی گڑھ تشریف لانے کی عام دعوت دی ہے، آپ کا یہ طریقہ کار میرے لئے بے حد مسرت و خوشی کا باعث ہے، اس لئے میں آپ کی طرف سے ان علماء کرام کا خیر مقدم کرتا ہوں جو یہاں تشریف لائے ہیں اور ان سے درخواست کرتا ہوں کہ اس نازک موقع پر جب کہ گونا گوں اختلافات نے ہماری طاقت کو پراگندہ کر دیا ہے، ملت اسلامیہ کو متحد کرنے کے لئے کسی کوشش سے دریغ نہ فرمائیں۔

مجھے یقین ہے کہ ان کی کوشش بار آور ہوگی اور ہم سب مل کر ملت کے فائدہ کے لئے متحد ہو جائیں گے۔

حضرات! بحیثیت ایک مسلمان اور بحیثیت ایک مستقل قوم کے علوم مشرقیہ و اسلامیہ اور اپنی تہذیب و روایات کو زندہ رکھنا اور ترقی دینا ہمارا اولین فرض ہے، مغربی علوم

ضرورت تسلیم کرنے یا ان کو رائج کرنے کے معنی ہرگز نہیں ہیں کہ ہم اپنے مذہبی علوم، تاریخ قومی روایات اور تہذیب پر قلم نسخ پھیر کر کسی دوسری قوم میں جذب ہو جائیں، ہم مسلمان ایک مستقل قوم ہیں، اس لئے ہمیں ایک مستقل قوم کی حیثیت سے زندہ رہنا چاہیے اور انشاء اللہ زندہ رہیں گے۔ البتہ اگر ہم نے اپنی ناقابت اندیشی اور کوتاہ بینی سے اپنے مخصوص علوم اور تہذیب و روایات کو بھلا دیا تو پھر دنیا میں کوئی چیز ہم کو زندہ نہیں رکھ سکے گی، لیکن مجھے یقین ہے کہ مسلمان ایسا نہیں کریں گے اور جس طرح وہ باوجود شدید مصائب اور حریفوں کے زمرہ کے تیرہ سو برس تک زندہ رہے آئندہ بھی زندہ رہیں گے اور اس طرح زندہ رہیں گے کہ دنیا ان کی زندگی کی قوت محسوس کرے گی۔

ہندو مسلم اتحاد کی ضرورت | حضرات! میں صرف مسلمانوں ہی کے باہم متحد رہنے کا آرزو مند نہیں بلکہ میری یہ تمنا ہے کہ ہندوستان کی سب قومیں باہم متحد ہو کر صلح و اشتی سے رہیں تاکہ اطمینان کے ساتھ ترقی کر سکیں، باہمی اختلافات

ہمارے ملک کو سخت نقصان پہنچا رہا ہے اور اس مخالفت و خانہ جنگی سے ہر قوم کو براہ راست صدمہ پہنچا رہا ہے مجھے یہ دیکھ کر مسرت ہوتی ہے کہ علی گڑھ تحریک کے لیڈروں کا نصب العین ہمیشہ سے یہ رہا ہے کہ ہندوستان کی سب قومیں صلح و اشتی کے ساتھ زندگی بسر کر سکیں، چنانچہ سر سید مرحوم ہمیشہ ہندو قوم کو ہندوستان کی دو آنکھوں سے تشبیہ دیتے تھے اور ان کے مشہور جانشین نواب محسن الملک مرحوم نے آپ کی کانفرنس کے سالانہ اجلاس میں اس منعقدہ جلسہ میں اپنی ایک طویل تقریر میں صاف صاف فرمایا تھا کہ:-

”ہندوستان میں جب تک ہندو اور مسلمان ایک دوسرے کے ہمدرد نہ ہوں گے اور آپس میں ہندوستان برتاؤ نہ رکھیں گے اور فراخوصلی اور بے تعصبی سے ایک دوسرے کے ساتھ پیش نہ آئیں گے، وہ ملکی بھائی اور ہموطن کہلانے کے مستحق نہ ہوں گے اور جو کوئی (مسلمان ہو یا ہندو) باہمی دوستانہ برتاؤ کے قائم رکھنے اور ترقی دینے میں سہی نہ کرے گا، وہ حقیقت ملکی اور قومی گنہگار ہو گا۔“

نواب محسن الملک مرحوم کا مذکورہ بالا بیان کسی مزید تصریح کا محتاج نہیں، ہندوستان کی سب قوموں کو اپنے مشترک فائدہ کے لئے ایک دوسرے کا معین و مددگار ہونا چاہیے یعنی

جو کام سب کے فائدہ کا ہو اُس میں مذہب کا سوال درمیان میں لایا جائے بلکہ سب باہم مل کر کوشش کریں۔
اُردو پریس کانفرنس | اس بنا پر مجھے یہ معلوم کر کے خوشی ہوئی کہ آپ نے جو بی کے پروگرام

میں ”اُردو پریس کانفرنس“ کا جو اجلاس رکھا ہے اُس میں ہر مذہب ملت اور ہر صوبہ کے اُردو اخبارات کے اڈیٹروں کو مدعو کیا ہے اور وہ سب ایک مشترکہ مقصد کے لئے یہاں جمع ہو رہے ہیں، چوں کہ اُردو پریس کانفرنس کا یہاں ذکر آگیا ہے اس لئے میں چاہتا ہوں کہ چند الفاظ اس سلسلہ میں بھی عرض کروں، بد نصیبی سے ہمارا ملک پریس بہت بدنام ہے چنانچہ ہمارے اخباروں پر اکثر یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ وہ ہتھتعال انگیز مضامین لکھ کر لوگوں کے فرقہ وارانہ جذبات برانگیختہ کرتے اور فتنہ و فساد کی راہ نمائی کرتے ہیں، میں اس الزام کو علی العموم تسلیم نہیں کرتا، لیکن اس میں شبہ نہیں کہ کچھ نہ کچھ اخبارات ملک میں ایسے موجود ہیں جو اپنے فرقہ کی حمایت میں جتن اُٹھا کر گزر جاتے ہیں، جس سے فرقہ وارانہ جھگڑے اُٹھ کھڑے ہوتے ہیں، مگر اس کے ساتھ ہی ایسے بلند نظر اور وسیع القلب اخبار نویس بھی ہمارے ملک میں ہیں جو ان جھگڑوں سے الگ رہتے اور ملک کے عام فائدہ کے لئے کوشش کرتے ہیں۔

کسی ملک کا پریس اُس ملک کی اندرونی حالت کا آئینہ ہوتا ہے جس کے ذریعہ سے ہم کو اُس کی تہذیب و شائستگی، ترقی اور قومی و سیاسی تحریکات، نیز لیڈروں کی کارگزاری کے اندازہ کرنے کا موقع ملتا ہے، میں چاہتا ہوں کہ یہ آئینہ یا مرتعہ مکروہ مناظر سے پاک ہو بلکہ ایسا نظریہ اور دل کش ہو کہ ہر فرقہ کے مہذبہ شائستہ انسان اس کو دیکھ کر خوش ہوں، اس لئے میں اپنے ملکی اخبارات کے اڈیٹروں کو جو یہاں تشریف لائے ہیں اور ان سے بھی جو یہاں موجود نہیں ہیں یہ درخواست کرتا ہوں کہ وہ اُردو پریس کا معیار بلند کرنے کی کوشش فرمائیں اور اپنے فرقہ کی تائید میں ایسا رویہ نہ اختیار کریں جو دوسرے فرقوں یا اشخاص کی دل آزاری کا باعث ہو۔

اس کے علاوہ میں اُن سے یہ بھی درخواست کروں گا کہ جو تحریکیں ملک کے لئے وقتی مفید ہیں وہ پوری قوت سے اُن کی حمایت کریں تاکہ ہمارے عوام میں بیداری پیدا ہو اور وہ ان مفید تحریکوں کی عملی تائید کر کے ہندوستان کو فائدہ پہنچائیں۔

مسلمانوں کی تعلیم و ترقی کے متعلق انعامی مضامین

حضرات! اب میں کانفرنس کی ایک اور مفید خدمت کی طرف اشارہ کرنا چاہتا ہوں مجھے معلوم ہوا ہے کہ کانفرنس نے مسلمانوں کی تعلیم

و ترقی کے متعلق انعامی مضامین لکھوائے ہیں، جو اباب قلم نے مقررہ شرائط کے مطابق لکھ کر کانفرنس کے انجیری سیکرٹری صاحب کی خدمت میں بھیج دئے ہیں، اسی طرح سرسید مرحوم نے اب سے پینسٹھ برس پہلے انعامی مضامین کا اعلان کیا تھا اور مسلمانوں کی تعلیم کے متعلق اباب بصیرت کی رائیں طلب کی تھیں، چنانچہ لوگوں نے مبسوط مضامین لکھ کر اپنی تجاویز پیش کیں، اور ان تجاویز کے متعلق سرسید نے اپنی تعلیمی جدوجہد شروع کی جس کے نتیجے کے طور پر مسلم یونیورسٹی وجود میں آئی۔

اب پینسٹھ برس میں حالات بہت کچھ بدل گئے ہیں، اس لئے از سر نو مسلمانوں کی آئندہ تعلیم و ترقی کے متعلق تجاویز طلب کی گئیں چنانچہ متعدد اہل علم نے اپنے مبسوط مقالے جو مفید تجاویز پر مشتمل ہیں تحریر فرمائے ہیں، ممکن ہے کہ یہ مضامین کسی ”جدید تعلیمی انقلاب“ کی بنیاد بنیں، اور جس نظام تعلیم کے ماتحت ہم ۶۵ برس سے تعلیم کی اشاعت و ترقی میں مصروف ہیں اس میں تبدیلیاں واقع ہوں، اس لئے ہم کو ہر تبدیلی کے لئے فراخ دلی سے تیار رہنا چاہئے۔

کانفرنس کی خدمات

حضرات! کانفرنس نے اب تک تعلیم کی ترقی کے لئے زبردست خدمت انجام دی ہے، اور اس سلسلہ میں اس کے کارنامے لائق تحسین ہیں مثلاً یہ کانفرنس ہی کا

اور اس کی ضرورت

شاندار کارنامہ ہے کہ اس کی مسلسل کوشش و لڑائی کی وجہ سے مسلم یونیورسٹی وجود میں آئی، کیونکہ جیسا کہ ہر باخبر شخص بخوبی واقف ہے، مسلم یونیورسٹی کے قیام کا رزلویشن نہایت جوش و ہنگام سے سب سے پہلے کانفرنس ہی کے پلیٹ فارم سے پاس ہوا،

جس کے بعد کانفرنس نے نہایت سرگرمی سے تمام ملک میں کام شروع کر دیا، اُس نے تمام ملک میں سفیر بھیجے اور ہزاروں رسالے یونیورسٹی کی ضرورت پر شائع کئے۔ غرض سارے ملک میں ایک غلغلہ برپا کر دیا، اور یہ جدید و جدید سالہا سال تک جاری رکھی یہاں تک کہ مسلمانوں نے مسلم یونیورسٹی کے لئے کافی سرمایہ جمع کر دیا، اور کانفرنس کو اپنے مقصد میں کامیابی حاصل ہوئی، غرض کانفرنس نے ہندوستان کے ایک ایک گوشہ میں اپنا تعلیمی پیام پہنچایا، اور جدید تعلیم کی طرف سے جو نفرت اور بدگمانی تمام ملک میں پھیلی ہوئی تھی اُس کو دور کیا، چنانچہ یہ کانفرنس ہی کی تبلیغ و اشاعت کا اثر ہے کہ لوگوں کے خیالات کی اصلاح ہوئی، اور وہ تعلیم پر توجہ ہوئے لیکن جب لوگوں نے تعلیم پر توجہ کی تو اُن کو قدم قدم پر مشکلات کا سامنا کرنا پڑا اور تعلیم حاصل کرنے میں طرح طرح کی دشواریاں اُن کو پیش آئیں، کانفرنس نے ان مشکلات میں بھی حتی الامکان لوگوں کی مدد کی، اور جن مشکلات کا حل کرنا حکومت کے ہاتھ میں تھا اُن پر حکومت کو بار بار توجہ دلائی، جس کی تفصیل کانفرنس کی رپورٹوں میں موجود ہے۔

اس کے علاوہ جو دشواریاں قلت وسائل اور افلاس کی وجہ سے تھیں اُن کے دور کرنے کی بھی کوشش کی، مثلاً حکومت سے مسلمان طلبہ کے لئے اُن کے افلاس کی بناء پر مراعات و وظائف حاصل کئے نیز دولت مند مسلمانوں کو تعلیمی وظائف عطا کرنے کی ترغیب دیکر طلبہ کو مالی امداد دلوائی، اس کے علاوہ کانفرنس نے خود بھی اپنے فنڈ سے ایک لاکھ سے زیادہ روپیہ طلبہ کے وظائف میں خرچ کیا لیکن با ایں ہمہ ابھی کانفرنس کے سامنے کام کرنے کے لئے ایک وسیع میدان ہے، کیونکہ ملک میں لاکھوں طلبہ ایسے موجود ہیں جو تعلیم حاصل کرنا چاہتے ہیں، مگر اُن کی تعلیم کا کوئی انتظام نہیں ہے، اس کے علاوہ تقریباً ہر صوبہ میں تعلیم کے سلسلہ میں مختلف دشواریاں پیش آرہی ہیں، اس

لئے میں محسوس کر رہا ہوں کہ مسلمانوں کو کانفرنس کی خدمات کی اب پہلے سے زیادہ ضرورت ہے بلکہ یہ کتنا صحیح ہے کہ تعلیمی جدوجہد کا اصلی وقت اب آیا ہے، کیونکہ آج ہم ایک ہنگامہ خیز دور سے گزر رہے ہیں اور ہمیں از سر نو اپنے پروگرام پر نظر ثانی کرنے اور تعمیری جدوجہد کی ضرورت پیش آگئی ہے اور میں خیال کرتا ہوں کہ یہ کام کانفرنس ہی بہترین طریقہ سے انجام دے سکے گی۔

اگرچہ بالفعل کانفرنس کو ایسے وسائل حاصل نہیں ہیں کہ وہ کسی جدید تعلیمی تحریک کو بیک وقت سائے ہندوستان میں پھیلا سکے۔

کیوں کہ ہندوستان ایک وسیع ملک ہے، اور مسلمان اس کے ہر گوشہ میں پھیلے ہوئے ہیں جو مختلف زبانیں بولتے ہیں، اس لئے جب تک کسی خاص تنظیم کے ساتھ کام نہ کیا جائے کوئی تحریک سائے ملک میں اشاعت نہیں پاسکتی، مگر کانفرنس ایسے وسائل مہیا کر سکتی ہے کہ اس قسم کی تنظیم عمل میں لاسکے، اس لئے کہ کانفرنس نے اپنی دیرینہ خدمات سے ملک میں اعتماد حاصل کر لیا ہے اور علاوہ عام مسلمانوں کے اس کو فرمانروایان ملک اور امراء کی قربانہ توجہ بھی حاصل ہے مثلاً ہر اگرا الیڈ ہائینس حضور نظام خلد اللہ ملکہ نے کانفرنس کو اپنی مستقل شاہانہ امداد سے سرفراز فرمایا ہے، اسی طرح ہر ہائینس فرمانروائے بھوپال جواہر اے اوکاج کے اولڈ بوائے بھی ہیں کانفرنس کو مستقل سالانہ امداد عطا فرماتے ہیں، اور صدر دفتر کانفرنس کی وسیع و شاندار عمارت جس کا نام سلطان جہاں منزل ہے حضور مدد و کی والدہ محترمہ ہر ہائینس نواب سلطان جہاں بیگم صاحبہ کی فیاضی و علم پروری کا ثمرہ ہے، اسی طرح ہر ہائینس فرمانروائے بجا و لیور اور ہر ہائینس نواب صاحب جاوہر کے دربار سے بھی کانفرنس کو مستقل امداد ملتی ہے، ہر ہائینس نواب صاحب امپور کی دل چسپی اور توجہ اس سے ظاہر ہے کہ حضور مدد و نے گزشتہ سال کانفرنس کو اپنے دار الحکومت میں مدعو فرمایا، اور بحیثیت صدر جماعت

استقبالیہ اس کا خیر مقدم کیا۔

کانفرنس ایک آل انڈیا انجمن ہے، اور ہندوستان کے مختلف صوبوں میں بار بار اپنے سالانہ اجلاس منعقد کر چکی ہے، اس لئے کم و بیش ہر صوبہ کے مسلمان اس کی تعلیمی خدمات سے واقف ہیں، اب کانفرنس کا یہ کام ہونا چاہئے کہ جن صوبوں میں اب تک کوئی باقاعدہ تعلیمی انجمن یا پرائیویٹ کانفرنس موجود نہیں ہو وہاں پرائیویٹ کانفرنس قائم کرے، اس کے بعد صوبوں کی پرائیویٹ کانفرنسیں اپنے صوبہ کے اضلاع میں تعلیمی اغراض کے لئے لوکل کمیٹیاں قائم کریں، اب ہر صوبہ میں اس حد تک تسلیم پھیل چکی ہے کہ لوکل کمیٹیوں میں کام کرنے کے لئے ایسے لوگ مل سکتے ہیں جو بغیر کسی مالی معاوضہ کے یہ خدمت انجام دے سکیں گے، صوبہ دار تعلیمی کانفرنسوں کے قیام کے بعد مرکزی کانفرنس کو ان کے مشورہ سے اپنی ایک تعلیمی پالیسی اور ایک نظام عمل معین کرنا چاہئے، اس کے بعد پرائیویٹ کانفرنسوں اور لوکل کمیٹیوں کا یہ کام ہونا چاہئے کہ وہ مرکزی کانفرنس کی تعلیمی پالیسی اور مجوزہ نظام عمل کے مطابق ہم آہنگی سے کام کریں، لوکل کمیٹیوں کے کام کی نوعیت اور تفصیلات بیان کرنے کا یہ موقع نہیں، یہ کام مرکزی کانفرنس کے ارکان کا ہے کہ وہ مختلف صوبوں کے مخصوص حالات کے مطابق طریقہ کار تجویز کریں، مجھے اس موقع پر صرف یہ عرض کرنا مقصود تھا کہ مسلمانوں کو تعلیم کی اشاعت ترقی کا کام ایک معین پروگرام کے ماتحت تنظیم و اتحاد و عمل کے ساتھ کرنا چاہئے، موجودہ صورت میں جب کہ نہ کوئی معین نصب العین ہے نہ نظام عمل، ہماری قوت بہت کچھ ضائع ہو رہی ہے، اور ہماری جدوجہد کی نتائج قابل اطمینان نہیں ہیں، تنظیم پر اصرار کرنے سے میرا یہ مقصد نہیں ہے کہ جب تک اس قسم کی تنظیم وجود میں نہ آئے، ہم اپنا کام معطل رکھیں، اور اپنی قوم کی تعلیمی ترقی کے لئے کوشش نہ کریں، اس لئے کہ یہ تنظیم ایک دن کا کام نہیں ہے، ابھی مسلمانوں میں اس قدر احساس پیدا نہیں ہوا ہے کہ محض ”تنظیم“ کا اعلان کر دینے یا رزلوشن پاس کر دینے سے سارے ہندوستان

کے مسلمان منظم ہو جائیں، یہ سالہا سال کا کام ہے، ہمارا کام صرف یہ ہے کہ تنظیم و اتحاد ملت کے لئے جدوجہد شروع کر دیں، آخر کار ایک وقت آئے گا کہ ہم اپنا مقصد حاصل کر لیں لیکن جب تک وہ وقت نہ آئے ہیں اپنا کام جاری رکھنا چاہئے، کیونکہ قوموں کے لئے معطل اور خاموش رہنا موت کے ہم معنی ہے، لہذا ہمیں اپنی مسلسل جدوجہد کے ذریعہ سے اپنی زندگی کا ثبوت دیتے رہنا چاہئے۔

اردو کی ملکی اہمیت اور اس کی ترقی کی ضرورت
حضرات! جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں کانفرنس کے دور جدید کے لئے میں کوئی مفصل پروگرام آپ کی خدمت میں نہیں پیش کر سکتا لیکن جس طرح میں نے تعلیمی معاملات کے متعلق بعض امور آپ کی توجہ کے لئے عرض کئے ہیں اسی طرح میں آپ سے یہ بھی عرض کروں گا کہ آپ تعلیمی و اصلاحی نقطہ نظر سے اردو یا ہندوستانی زبان کی اشاعت و ترقی کے لئے کوشش کیجئے۔

مجھے معلوم ہے کہ کانفرنس کے بانی سر سید احمد خاں مرحوم و مغفور اور ان کے جانشینوں نے اپنی مادری زبان اردو کی بہت بڑی خدمت کی ہے، اور آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس اب بھی زبان کی خدمت کر رہی ہے وہ نہایت عمدہ تعلیمی و تاریخی کتابیں چھاپتی ہیں نیز ایک نہایت مفید اصلاحی اخبار کانفرنس گزٹ کے نام سے شائع کر رہی ہے، لیکن ابھی اس سلسلہ میں فریڈ گنجائش ہے۔

ضرورت ہے کہ عوام میں بیداری پیدا کرنے اور ان کے معلومات میں اضافہ کرنے کے لئے چھوٹے چھوٹے مفید رسالے جو سادہ زبان میں ہوں تمام ملک میں شائع کی جائیں اس کے علاوہ یہ بھی ضرورت ہے کہ سر سید کے زمانہ سے اب تک جو عمدہ لٹریچر مسلمانوں کی تعلیم اور اصلاح و ترقی کے متعلق وجود میں آیا یا جو کچھ کانفرنس نے چھاپا، وہ سارے ملک میں پھیلا یا جائے۔

لوکل کمیٹیوں کا ایک کام یہ بھی ہونا چاہئے کہ وہ عوام کی ذہنی ترقی کے لئے اپنے اپنے اضلاع میں مفید لٹریچر کی اشاعت کرتی رہیں، موجودہ زمانہ میں کسی تحریک کو ملک میں مقبول و کامیاب بنانے کا بہترین ذریعہ یہی ہے کہ اخبارات، رسائل، اور کتابوں کے ذریعہ سے اُس کی اشاعت کی جائے، اگرچہ ہندوستان کے سب صوبوں کی مادری زبان اردو یا ہندوستانی نہیں ہے، لیکن وہ ہندوستان کے ہر صوبہ میں سمجھی یا بولی جاتی ہے اس لئے تھوڑی سی کوشش سے وہ ہندوستان کی عام زبان بن سکتی ہے، اور اُس کے ذریعہ سے ہر ہندوستانی خواہ وہ ہندو ہو یا مسلمان، یا کسی اور مذہب کا پیرو، اپنے خیالات دوسرے صوبوں کے رہنے والوں پر ظاہر کر سکتا ہے، ہندوستان میں اور زبانیں بھی ہیں، جن میں سے بعض ترقی یافتہ بھی ہیں، لیکن انھیں اپنے صوبہ کے باہر کوئی اہمیت حاصل نہیں، نہ انھیں کوئی بولتا ہے نہ سمجھتا ہے، مثلاً میرے صوبہ مدراس کی زبانیں آپ کے صوبہ بلکہ سارے شمالی ہند میں کہیں نہیں سمجھی جاتیں، لیکن آپ کی اردو ہمارے صوبہ کے خواندہ لوگ بخوبی سمجھ لیتے ہیں، اور بہت سے لوگ اس میں بات چیت بھی کر سکتے ہیں، اردو کی مشہور کتابیں بھی ہمارے صوبہ میں پہنچ گئی ہیں مثلاً آپ کو ’مدرسہ حالی‘ کی بہت سی جلدیں مدراس کے مسلمان گھروں میں مل چکی ہیں جن صوبوں کے بھائیوں کی مادری زبان اردو ہی انھیں دوسرے صوبوں مثلاً مدراس یا بنگال کے بھائیوں کی اردو پر ہنسنا نہیں چاہئے بلکہ اُن کی حوصلہ افزائی کرنی چاہئے کہ باوجودیکہ اُن کی مادری زبان اردو یا ہندوستانی نہیں ہے لیکن وہ دوسرے صوبوں کے بھائیوں کی خاطر اُس کے سیکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

مجھے اپنے عزیز تعلیم یافتہ نوجوانوں سے شکایت ہے کہ وہ اردو کی اشاعت ترقی کے لئے کافی کوشش نہیں کرتے، اور اُن میں بہت کم ایسے ہیں جو اردو کی خدمت میں مصروف ہوں، البتہ پنجاب کے نوجوان نسبتاً اردو کی زیادہ خدمت کر رہے ہیں جس

سے مجھے مسرت ہوتی ہے۔

اسی طرح دولتِ آصفیہ بھی اردو کی پیش با خدمت انجام دے رہی ہے، جہاں آپ کے ذمی وقار چانسلر اعلیٰ حضرت نظام الملک آصف جاہ سابع میر عثمان علی خاں بہادر شاہ دکن و برار کی شاہانہ توجہ سے جامعہ عثمانیہ اور دارالترجمہ قائم ہے، یہ ایسا شاندار کام ہے جو صرف اعلیٰ حضرت کے مشاہدہ حوصلہ سے انجام پاسکتا تھا مجھے امید ہے کہ اعلیٰ حضرت حضور نظام کا ذوقِ ادب مسلم یونیورسٹی میں بھی کارفرما ہوگا، اور کارکن یونیورسٹی اس پر غور فرمائیں گے کہ وہ کس حد تک اور کن علوم کی تعلیم اردو زبان میں دے سکتے ہیں، میرے خیال میں اب اس کا وقت آگیا ہے کہ آپ اس مسئلہ پر غور کریں۔

شکریہ حضرات! میں نے آپ کی بہت سمیع خراشی کی جس کے لئے میں آپ سے معافی کا طالب ہوں، اور آخر میں یہ دل سے مکرر آپ کا شکریہ ادا

کرتا ہوں کہ آپ نے کانفرنس کی گولڈن جوبلی جیسے شاندار موقع پر اپنے دور افتاد بھائی کو نہ صرف یاد کیا بلکہ صدارت کی عزت بھی بخشی، اور اگرچہ میری عمر کا یہ تقاضا تھا کہ میں کوئی طویل سفر اختیار کروں اور نہ میں آپ کی رہ نمائی کر سکتا تھا لیکن جب آپ نے اپنی نوازش و کرم سے مجھے یاد فرمایا تو یہ ناشکر گزار ہوتی کہ میں آپ کی دعوت کو مسترد کر دیتا۔

اب میں کانفرنس کی گولڈن جوبلی کی کامیابی کی اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں، اور مجھے خداوند بزرگ کی ذاتِ پاک سے امید ہے کہ اُس کی توفیق اور آپ کی ہمتِ مردانہ سے گولڈن جوبلی کے بعد ہماری تعلیم کا ایک دور جدید شروع ہوگا، اور جو تعلیمی نظامِ عمل ہم آئندہ بنائیں گے وہ قوم کے نوجوانوں کے لئے زیادہ مفید و سودمند ہوگا۔

طلبہ سے خطاب خاتمہ کلام سے پہلے میں یہ ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ علی گڑھ اگر اپنے عزیز اور ہونا رچوں یعنی مسلم یونیورسٹی کے ٹکوں کو

دیکھ کر مجھے بید خوشی ہوئی اور میرا دل بڑھ گیا، ان بچوں کو دیکھ کر میں اپنی قوم کے مستقبل کی طرف سے مایوس نہیں ہوں، وہ نوجوان ہیں، حوصلہ مند ہیں اور ان کے دلوں میں تازہ امنگیں ہیں، مجھے یقین ہے کہ آئندہ زندگی میں وہ اپنے ملک و قوم کی شان و اہمیت انجام دے کر حقیقی عزت اور سچی شہرت حاصل کریں گے۔

اب تک ہم جیسے بوڑھے ملک و ملت کی تھوڑی بہت جیسی کچھ ہو سکی خدمت کرتے رہے لیکن ہمارا دور آخر ہوا، اب نوجوانوں کا دور شروع ہوتا ہے ان کی کامیابی زندگی ہمارے لئے روحانی مسرت کا باعث ہوگی، اب میں علامہ شبلی مرحوم کے الفاظ میں ان سے یہ خطاب کرتے ہوئے رخصت ہوتا ہوں: ۷

کئے تھے ہم نے بھی کچھ کام جو کچھ ہم سے بن گئے یہ قصہ جب کا ہی باقی تھا جب ہم شباب اپنا
اور اب توقع یہ ہے جو کچھ امیدیں ہیں وہ تم ہی ہیں جواں ہو تم لب بام آجکلے آفتاب اپنا

کانفرنس گزٹ

کے متعلق

پرائنٹنگ سٹیم ایجنسی کانفرنس صوبہ جات متحدہ کارزولیشن

(جو کانفرنس مذکور کے اجلاس ۲۰ اکتوبر ۱۹۳۳ء میں پانچواں)

”یہ کانفرنس اس امر کو بنظر اطمینان دیکھتی ہے کہ آل انڈیا مسلم ایجنسی کانفرنس نے تعلیمی و اصلاحی اغراض نیز اپنے مقاصد کی تبلیغ و اشاعت کے لئے اپنا اخبار کانفرنس گزٹ جاری کیا ہے جو اپنے مفید و پرمغز تعلیمی و اصلاحی مضامین کی بنا پر اہل علم کی تائید حاصل کر چکا ہے“

چونکہ ہر انٹیلیجنٹ شخص کے لئے ایک آرگن کی ضرورت ہے، یہ کانفرنس اس اخبار کی ضرورت تسلیم کرتے ہوئے پبلک کو اس کی مالی و اخلاقی اعانت پر متوجہ کرتی ہے، نیز نواب بہادر سر محمد فضل اللہ خاں با نقابہ کا شکریہ ادا کرتی ہے کہ ممدوح نے سنہ رواں میں اس کو پانسو روپیہ عطا فرما کر اس کی بنیاد کو محکم فرمایا“

مولانا حاجی عبدالمجید صاحب دریا بادی بی اے کارپوریوٹ مہنت دار کانفرنس گزٹ پر

”یہ“ پرچہ پندرہ روزہ کی حیثیت سے نکل رہا تھا اور سچ درجہ میں اس کا تذکرہ بھی آچکا ہے۔ خوشی کی بات ہے کہ اب ہفتہ وار ہو گیا ہے اور کئی نمبر اب تک اس جدید حیثیت میں نکل چکے ہیں۔ شرافت و مہمانداری کا امتیازی جوہر ہے، یہ مع کوئی معمولی مع نہیں گنتی کے چند ہی اخبار ہیں جو اس معیار پر پورے اتریں گے،

نہ کسی کی پگڑی اچھالتا ہے، نہ بد زبانی، نہ بخش نویسی، نہ رکاکت و ابتذال، شروع سے آخر تک شریفوں کا لکھا ہوا، شریف گھرانوں میں جانے کے قابل، عموماً تعلیم اور اصلاح معاشرت کے مسائل پر لکھا کرتا ہے۔ کاغذ، کتب، طباعت ظاہری حیثیت سے بھی ہر طرح پسندیدہ، ایسے اخبارات کی علامت تائید و حوصلہ افزائی کرنا خود اپنی مدد کرنا اور قوم کا بگڑا ہوا مذاق سدھارنا ہے“

(اخبار صدق، ۱۱ اگست ۱۹۳۳ء)

ملنے کا پتہ: صدر دفتر کانفرنس سلطان جہان منزل، علی گڑھ

کافرس گزٹ علی گڑھ

یعنی

آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کونفرس کا تعلیمی و اصلاحی اخبار

جو ریزنگرانی

جنابے اچھے ریاء جنگ بہادر آنریری سکرٹری کافرس

مدینہ میں چار بار شائع ہوتا ہے اور اس میں علی گڑھ کی تعلیمی تحریک مسائل تعلیم و تربیت ، موجودہ نظام تعلیم اور اصلاح تمدن و معاشرت پر بحث کی جاتی ہے۔ ہندوستان کے اسلامی پیرائے نہایت عمدہ و حوصلہ افزا الفاظ میں اس پر ریویو کیا ہے اور اس کے اخلاقی و اصلاحی بلند پایہ مضامین کی خاص طور پر مروج و تائش کی ہے۔ طلبہ اساتذہ والدین اور عام ناظرین غرض سب کے لئے اس کا مطالعہ مفید اور ضروری ہے۔ اخبار بہت عمدگی اور نفاس سے اچھے کاغذ پر چھپتا ہے اور متعدد تعلیمی یافتہ و لائق اصحاب اس میں بلند پایہ مضامین لکھتے ہیں اور جدید تالیفات پر خاص اہتمام سے ریویو کر کے ارباب تالیف کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے۔

نمونہ ایک کارڈ لکھنے پر مفت ملتا ہے۔ قیمت سالانہ تین روپیہ (تین)

ادیٹر: محمد اکرام اللہ خاں ندوی

ملنے کا پتہ: صدر دفتر کافرس سلطان جہاں منزل علی گڑھ

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No.

Accession No.

Author

Title

This book should be returned on or before the date last marked below
